بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بہ فیض حضور مفتی اعظم علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا قادری برکاتی نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مؤسس: الحاج محمد سعید نوری مدظلہ العالی

رضا اکیڈمی ممبئی کا دینی وعلمی مجلّہ

سال نامہ

یادگارِ رضا

شمارہ: ۲۸

۱۴۴۳ھ/ ۲۲۔۲۰۲۱ء

مدیر: غلام مصطفیٰ رضوی

[اعلیٰ حضرت ریسرچ سینٹر/نوری مشن مالیگاؤں]

ناشر: رضا اکیڈمی

۵۲ رڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک ممبئی ۴۰۰۰۰۹

Ph.: (022) 66342156 www.razaacademy.com

e-mail : mumbai.razaacademy@gmail.com

آئینۂ یادگار رضا

۱	اداریہ: مطالعہ وتحقیق کی ضرورت!	مدیر	۳
	معاشیات		
۲	۱۹۱۲ء کا اقتصادی منصوبہ اور ماہر اقتصادیات	غلام مصطفیٰ رضوی	۵
	تحقیقات		
۳	امام احمد رضا! تجدیدی کارناموں پر طائرانہ نظر	علامہ قمرالزماں خان اعظمی	۱۲
۴	امام احمد رضا: ایک ہمہ جہتی سائنسداں	پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری	۲۳
۵	افکارِ رضا کی کرنیں اور منفی افکار کے جراثیم	غلام مصطفیٰ رضوی	۳۶
	اصلاحیات		
۶	امام احمد رضا اور حفاظت اعمال	نثار مصباحی	۴۰
۷	امام احمد رضا اور اصلاح امت	محمد مبشر رضا ازہر مصباحی	۴۹
۸	افکار رضا کی خوشبوئیں	محمد قمرالزماں مصباحی مظفرپوری	۶۱
	بزمِ نور		
۹	حضور مفتی اعظم اور مجاذیب	مفتی محمد مجیب اشرف رضوی	۶۳
۱۰	اعلیٰ حضرت اپنے معاصرین کی نظر میں	نازش المدنی مرادآبادی	۷۱
	اعتقادیات		
۱۱	تحفظ ناموسِ رسالت ''حسام الحرمین'' کی روشنی میں	محمد اسلم رضا قادری اشفاقی	۷۷
	منظومات		
۱۲	مناجاتِ رضویہ	امام احمد رضاؔ قادری بریلوی	۹۷
۱۳	مصطفیٰ کا معجزہ احمد رضا	محمد مقصود عالم فرحت ضیائی	۹۸
	ادبیات		
۱۴	استاذ زمن کا مجموعہ کلام ذوق نعت: ادبی جائزہ	اختر حسین فیضی مصباحی	۹۹
۱۵	مفتی اعظم کی نثر نگاری	ڈاکٹر محمد حسین مشاہدؔ رضوی	۱۱۰
	لمعاتِ اخترؔ		
۱۶	علم کا شیدائی	غلام مصطفیٰ نعیمی	۱۲۱
۱۷	حضور تاج الشریعہ! سوانحی خاکہ	مفتی عاشق حسین کشمیری	۱۲۶
	خدمات		
۱۸	رضا اکیڈمی ممبئی کی خدمات ۲۱۔۲۰۲۰ء	ادارہ	۱۵۹

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اداریہ

مطالعہ وتحقیق کی ضرورت!

''مطالعہ خیر وشر کی پہچان کا ذریعہ ہے''...... پروپیگنڈے کے ذریعے دل ودماغ آلودہ ہو جاتے ہیں......مطالعے کے ذریعے فکر ونظر پر پڑے غبار دُھل جاتے ہیں...... اسلاف کی خدمات کو دُھندلانے کے لیے تاریخ گری کی گئی......سچ چھپایا گیا؛ لیکن! جب مطالعہ وتحقیق اور علم کی روشنی میں اسلاف کی خدمات وتعلیمات کا تجزیہ کیا گیا تو حیرانگی بڑھتی گئی......غبار چھٹتے گئے...... روشنی پھیلتی گئی...... پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود نقشبندی فرماتے ہیں:

''علما وصلحا، ملت کی آن اور مذہب کی آبرو ہیں، ان کے دَم سے دین ودُنیا کی رونق ہے......وہ رونق جو فریبِ نظر نہیں بلکہ حیاتِ قلب وجگر ہے، جو انسانیت کی بہار ہے اور حیوانیت سے کوسوں دور...... ہاں وہ مبارک ہستیاں جنھوں نے قلب ونظر کی پرورش کی ہو، جنھوں نے رفعتِ شانِ مصطفیٰ [ﷺ] میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا ہو، آنکھوں پہ بٹھانے اور دِل سے لگانے کے قابل ہیں، بیشک ان کی مبارک سیرتوں کو اُجاگر کیا جائے، ان کی تعلیمات کی اشاعت کی جائے اور ان کے ذکر واذکار کیے جائیں کہ ذکرِ محب ذکرِ محبوب ہی ہے......ان کی پاک زندگیاں جوانوں کے لیے مشعلِ راہ ہیں، اے کاش! وہ اس طرف متوجہ ہوں اور متاعِ خانہ کو درونِ خانہ گم کر کے وہ کام نہ کریں جو ایک نابینا سے بھی متوقع نہیں۔''

[تقدیم؛ تذکرہ اکابر اہلِ سنّت، علامہ عبدالحکیم شرف قادری نقشبندی، نوری کتب خانہ لاہور ۲۰۰۵ء، ص ۲۶]

اسلاف کے تذکرے لکھے جائیں......اُن کی اشاعت کی جائے......انھیں قوم تک پہنچایا جائے......تاکہ شان دار ماضی سے حال کا رشتہ استوار ہو......اور تعمیری افکار کی تشکیل دی جا سکے......مُردہ فکروں کو حیات کی سُرخی مہیا کی جا سکے...... بلاشبہ! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی [ولادت: ۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء......وصال: ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء] ہماری تاریخ کے ماتھے کا جھومر ہیں؛ جن سے شاہراہِ حق واضح ہے......جن سے گلشنِ ایمان میں عطر بیزی ہے......جن کی تجدیدی خدمات

اور علمی شان آن بان کو ان کے معاصر خراجِ عقیدت پیش کرتے نظر آتے ہیں......

اعلیٰ حضرت کی مقبولیت اور ان کے علمی کام کا غلغلہ چار سو پھیل گیا......مخالفین نے پروپیگنڈے کا سہارا لیا......اُجلی سیرت کو داغدار بنانے کی کوشش کی......سچ چھپایا گیا......جھوٹ کی تشہیر کی گئی......جب علمی کام ہونے لگا......حقائق واشگاف ہونے لگے......پردے اُٹھنے لگے......صدق ووَفا کی خوشبو پھیلنے لگی......تو خرمنِ باطل میں اُداسی چھا گئی......سچ کی صبح نمودار ہوئی......آپ بھی حقائق سے آگہی کے لیے اعلیٰ حضرت کی خدمات کا مطالعہ کیجیے......درج ذیل کتابوں کا مطالعہ مفید ہوگا:

۱......اُجالا (پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد) مطبوعہ نوری مشن مالیگاؤں/ المجمع الاسلامی مبارک پور

۲......امام اہلسنّت (پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد)، مطبوعہ المجمع الاسلامی مبارک پور

۳......امام احمد رضا اور ردِ بدعات ومنکرات (مولانا یٰسین اختر مصباحی) مطبوعہ: دار القلم دہلی

۴......المیزان کا امام احمد رضا نمبر (قدیم ایڈیشن حضرت سید جیلانی اشرف اشرفی کچھوچھوی نے شائع کیا تھا؛ تازہ ایڈیشن جماعت رضائے مصطفیٰ اورنگ آباد نے شائع کیا ہے۔)

۵......البریلویہ کا تحقیقی وتنقیدی مطالعہ (مولانا عبدالحکیم شرف قادری) مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی

۶......ارشاداتِ اعلیٰ حضرت (مولانا محمد عبدالمبین نعمانی) مطبوعہ اعجاز بکڈپو کلکتہ

۷......جہانِ امام احمد رضا (۲۰ رجلدیں؛ مرتب مفتی محمد حنیف خان رضوی) مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف

مطالعہ کی بزم سجائیں......ان شاء اللہ! شَر کی فضا چھٹ جائے گی......خیر کی صبح نمودار ہوگی......نغماتِ رضا گونجتے محسوس ہوں گے......حقائق کی روشنی میں یہ آواز سمتوں میں سُنائی دے گی۔

ڈال دی قلب میں عظمتِ مصطفیٰ ﷺ
سیدی اعلیٰ حضرت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

۱۹۱۲ء کا اقتصادی منصوبہ اور عظیم ماہر اقتصادیات

غلام مصطفیٰ رضوی
اعلیٰ حضرت ریسرچ سینٹر/نوری مشن مالیگاؤں
9325028586

بیسویں صدی کا ابتدائی دور مختلف تحریکات ونظریات کا دور تھا۔ سیاسی سطح پر وجود میں آنے والی تحریکِ ترک موالات اور تحریکِ ہجرت نے ہندوستانی مسلمانوں کو معاشی واقتصادی طور پر کم زور کر کے رکھ دیا تھا، اس سے پیش تر سلطنتِ مغلیہ کا زوال معمولی زخم نہ تھا۔ ان حالات نے مسلمانوں کو ابتلا و آزمائش سے دوچار کر کے رکھ دیا۔

۱۹۱۲ء بمطابق ۱۳۳۱ھ میں ہندوستان کے ایک اسلامی مفکر و مصلح نے مسلمانوں کی معاشی و اقتصادی قوت کو سنبھالا دینے کے لیے ہمہ گیر نظریات ومنصوبے پیش کیے۔ ان سطور میں ان نظریات پر اجمالی گفتگو مقصود ہے، بہ شکل نکات ان کی جھلک کچھ اس طرح ہے:

(۱) ان امور کے علاوہ جن میں حکومت دخل انداز ہے مسلمان اپنے معاملات باہم فیصل کریں تاکہ مقدمہ بازی میں جو کروڑوں روپے خرچ ہو رہے ہیں پس انداز ہو سکیں۔

(۲) مسلمان اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدیں۔

(۳) بمبئی، کلکتہ، مدراس، رنگون، حیدرآباد وغیرہ کے تونگر مسلمان اپنے بھائیوں کے لیے بینک کھولیں۔

(۴) علم دین کی ترویج واشاعت کریں۔ (۱)

ان کلماتِ دانش اور فکر انگیز پوائنٹس کے تجزیے سے قبل ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اُس عہد کے معاشی حالات پر کچھ روشنی ڈال لی جائے۔ معاشی واقتصادی علوم کا مطالعہ پہلی جنگ عظیم کے بعد ۱۹۲۹-۳۰ء میں رونما ہونے والی عالمی کساد بازاری کے نتیجے میں اہمیت کا حامل بنا۔ اس لحاظ سے جدید اقتصادی نظریے کی ابتدا ۱۹۳۰ء میں ہوئی۔ ۱۹۳۶ء میں مغربی ماہر اقتصادیات جے۔ ایم۔ کینز (J.M. Keynes) نے ''نظریۂ روزگار آمدنی'' (بچت=سرمایہ کاری) پیش کیا، جس نے عالمی نظامِ

معیشت پر اپنے گہرے اثرات مرتب کیے، جس پر اسے برطانوی حکومت نے ''لارڈ'' کا خطاب عطا کیا۔ اس رو سے اندازہ ہوتا ہے کہ ۱۹۱۲ء میں ترقی یافتہ ممالک بھی علمِ معاشیات کی اہمیت کو واضح نہیں کر سکے تھے، شاید ان پر بھی اس علم کی افادیت نہیں کھل سکی تھی۔

جب کہ ایک اسلامی مفکر نے مسلمانوں کی فکروں کو مہمیز دیا تھا اور سرمائے کو پس انداز کرنے کی ترغیب دی تھی، نیز اس دور میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد زمین دار تھی اور ان کی املاک کثیر، لہٰذا ان مسلم رؤسا و امرا میں باہمی انتشار کے نتیجے میں مقدمہ بازی کا رجحان زیادہ پایا جاتا تھا، اس طرح مسلمانوں کی املاک دوطرفہ مقدموں کی نذر ہو کر تباہ و برباد ہو رہی تھی۔ اس اسلامی مفکر نے آپسی معاملات کو افہام وتفہیم سے حل کرنے کی فکر دے کر سرمائے کے تحفظ کی سمت رہنمائی کی۔ انھوں نے آپسی تنازعات کی کیفیت ان الفاظ میں بیان کی ہے:

''اول پر یہ عمل ہے کہ گھر کے فیصلے میں اپنے دعوے سے کچھ بھی کمی ہو تو منظور نہیں اور کچہری جا کر اگرچہ گھر کی بھی جائے ٹھنڈے دل سے پسند، گرہ گرہ بھر زمین پر طرفین سے دو دو ہزار بگڑ جاتے ہیں۔ کیا آپ ان حالتوں کو بدل سکتے ہیں؟'' (۲)

۱۹۳۰ء کے بعد جب مملکتوں نے اقتصادیات کی اہمیت وافادیت کو جان لیا تو سرمائے کی بچت پر زور دیا، اور پس انداز کے تین درجے متعین کیے:

(۱) اندرون ملک بچت کے ذریعے سرمایہ اکٹھا کرنا۔

(۲) دوسرے ترقی یافتہ ملکوں سے قرض لینا۔

(۳) کرنسی کی پیداوار بڑھانا۔ آخر الذکر طریقہ خطرناک ہے، جس سے معاشی تباہی کا اندیشہ ہے، اس لیے بہتر طریقہ پس انداز یعنی سرمائے کی بچت ہے۔

افراطِ زر سے متعلق مملکتیں پریشان حال ہوتی ہیں، معاشی بحران واقع ہوتا ہے۔ اس پر قابو پانے کے لیے پالیسیاں بنانی پڑتی ہیں۔

اسلامی مفکر کے نظریے پر ۱۹۱۲ء میں عمل درآمد کی کوئی صورت نکل آتی تو آج مسلمان معاشی ترقی میں بجائے پستی کے ترقی یافتہ ممالک سے دو دہائی آگے ہوتے، اس طرح عالمی سطح پر کم زور اسلامی ممالک معاشی خوش حالی کے نتیجے میں ناقابلِ تسخیر قوت ثابت ہوتے، بنیادی ضروریات سے

فراغ کے بعد اپنی دفاعی قوت کو سنوارتے اور اس کے سہارے تباہی و بربادی سے بچ جاتے۔

اس مفکر کا دوسرا نکتہ تھا: ''اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدتے کہ گھر کا نفع گھر ہی میں رہتا، اپنی حرفت وصنعت کو ترقی دیتے کہ کسی چیز میں کسی دوسری قوم کے محتاج نہ رہتے۔'' (۳)

اسلام نے صنعت وتجارت کو حلال قرار دیا ہے نیز اس میں برکت بھی رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ مگر یہ کہ کوئی سودا تمہاری باہمی رضامندی کا ہو۔'' (۴)

آج جس طرح سے اسلام کے خلاف مغربی قوتیں سرگرم عمل ہیں، اس سے مسلمان مضطرب ہیں اور نوبت یہ آتی ہے کہ ان کی پیداوار (مغربی اشیا) کا بائیکاٹ کیا جائے۔ اگر مفکر اسلام کے ۱۹۱۲ء کے منصوبے پر عمل ہو جاتا اور مسلمان آپس میں خرید وفروخت کر رہے ہوتے تو اس طرح کے بائیکاٹ کی نوبت بھی نہ آتی جب کہ بائیکاٹ صرف زبانی ہی ہوتا ہے اور عمل صفر، مفکر اسلام نے ایک صدی پیش تر اسے محسوس کیا تھا اور کہا تھا:

''اول تو یہ بھی کہنے ہی کے الفاظ ہیں، نہ اس پر اتفاق کریں گے نہ ہرگز اس کو نباہیں گے اس عہد کو پہلے توڑنے والے جنٹل مین حضرات ہی ہوں گے جن کی گزر بغیر یورپین اشیا کے نہیں۔'' (۵)

مفکر اسلام نے ۱۹۱۲ء میں مسلمانوں کو آپس میں تجارت اور لین دین کی ترغیب دی تھی، ۱۹۲۹ء کے بعد جب کہ جرمنی اور اٹلی معاشی لحاظ سے تباہ ہو چکے تھے یورپین منڈی کی تشکیل ہوئی جو اس طرز کی تھی کہ وہ آپس میں ہی سرمایہ کاری کرتے، خرید وفروخت کرتے اور تجارت کو فروغ دیتے اور اس طریقے سے بہت جلد وہ ایک اقتصادی قوت بن گئے، جس سے ان کی کرنسی کا وزن و وقار بھی بڑھا۔

مفکر اسلام نے آپسی تجارت سے متعلق دو مثالیں دی تھیں:

(۱) اہل یورپ کو دیکھا ہے کہ دیسی مال اگرچہ ولایتی کی مثل اور اس سے ارزاں بھی ہو ہرگز نہ لیں گے اور ولایتی گراں خرید لیں گے۔

(۲) ہندو تجارت کے اُصول جانتا ہے کہ جتنا تھوڑا نفع رکھے اتنا ہی زیادہ ملتا ہے اور مسلمان صاحب چاہتے ہیں کہ سارا نفع ایک ہی خریدار سے وصول کرلیں۔ (۶)

نصاریٰ اور مشرک تو اپنی تجارت کے فروغ کے لیے کوئی موقع فروگذاشت نہیں ہونے دیتے لیکن ہمارے اپنے لاپرواہی کا شکار ہو کر معاشی تنزلی کی راہ جا پڑے۔ جب کہ اسلام نے حصولِ معاش اور تجارت کو بھی خیر کے زمرے میں رکھا اور ثواب کی بشارت دی۔ مذکورہ نکتہ مسلمانوں کی صنعتوں اور فیکٹریوں کے قیام سے متعلق کس قدر اہمیت کا حامل ہے یہ بات مخفی نہیں۔ معاشی ترقیات نے دُنیا کو عالمی منڈی میں تبدیل کر کے رکھ دیا ہے۔ گلوب لائزیشن کا تصور اسی کی صراحت و وضاحت ہے، لیکن اس ضمن میں مسلمانوں کی معاشی پیداوار کا تناسب کتنا ہے؟ یہ ایک المیہ ہے۔ مفکر اسلام کے منصوبے پر اگر مسلمان کان دھر لیتے تو برصغیر کے مسلمانوں کی معاشی واقتصادی حالت مستحکم ہوتی۔

اسلامی مفکر نے تیسرا نکتہ یہ دیا:

''بمبئی، رنگون، مدراس، حیدرآباد وغیرہ کے تو انگر مسلمان اپنے بھائی مسلمانوں کے لیے بینک کھولتے، سود شرع نے حرام قطعی فرمایا ہے مگر اور سو طریقے نفع لینے کے حلال فرمائے ہیں۔'' (۷)

یہ امر مخفی نہیں کہ موجودہ بینکنگ نظام کی بنیاد سود مرکب (Compound Intrest System) پر ہے۔ اقتصادی منصوبے کے لیے سرمایہ ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے اور سرمائے کے نظام کو چلانے کے لیے بینک کی حیثیت مرکزی ہے۔ اسلامی مفکر نے بلا سودی بینکنگ کا تصور ۱۹۱۲ء میں دیا جب کہ ہندوستان میں چند بینک قائم تھے اور وہ بھی انگریزوں کے اور بینک کی اہمیت بھی کچھ ظاہر و واضح نہیں ہو سکی تھی۔ اس مفکر نے کرنسی سے متعلق ایک کتاب بھی لکھی بہ نام ''کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم'' اس میں بلا سودی بینکنگ سسٹم پر بڑی جامع اور نتیجہ خیز تجاویز دی ہیں، یہ کتاب علمائے حرمین کے ایک سوال کے جواب میں تصنیف فرمائی جو عربی اور اردو میں ہندو پاک کے علاوہ دار العلمیہ بیروت نیز ترکی سے بھی شائع ہو چکی ہے۔

حرام سے بچنے کی تعلیم قرآن مقدس نے دی ہے اور سود کو حرام قرار دیا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اے لوگو کھاؤ جو کچھ زمین میں حلال پاکیزہ ہے اور شیطان کے قدم پر قدم نہ رکھو بے شک وہ تمہارا کھلا دُشمن ہے۔'' (۸)

ایک اور مقام پر قرآن مقدس میں ارشاد ہوتا ہے:

''اور اللہ نے حلال کیا بیع اور حرام کیا سود۔'' (۹)

مفکر اسلام نے ۱۹۱۲ء میں بلاسودی بینکنگ کا تصور دیا جب کہ ۱۹۴۰ء تک کوئی مسلم بینک قائم نہیں ہو سکا تھا۔ ۱۹۱۲ء میں مسلمان بیدار ہو لیتے تو آج عالمی بینکنگ سسٹم پر مسلمانوں کا کنٹرول ہوتا۔ اقتصادی ہتھیار کے ذریعے دُنیا پر کنٹرول حاصل کرنے والے اور اقتصادی ترقی کی بنیاد پر غریب ملکوں کا استحصال کرنے والے اس قدر کامیاب نہ ہوتے۔ اسلامی نظام معیشت منصفانہ اصولوں پر قائم ہے جب کہ مغربی اقتصادیات کا تصور سرمایہ دارانہ نظام کو مستحکم کرتا ہے اور سرمایہ عدم توازن کا شکار ہو جاتا ہے۔

یہ بات بھی لائق غور ہے کہ سرمائے کے تحفظ کے لیے اسراف سے بچنا ضروری ہے۔ موجودہ دور میں مسلمان کس حد تک اس میں مبتلا ہیں یہ بتانے کی ضرورت نہیں۔ مفکر اسلام نے اسراف کی شدت کے ساتھ مذمت کی۔ آپ قبر پر چراغ و اگر بتی روشن کرنے سے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

''اور قریب قبر سلگانا اگر وہاں نہ کچھ لوگ بیٹھے ہوں نہ کوئی تالی (تلاوت کرنے والا) یا ذاکر (ذکر کرنے والا) ہو بلکہ صرف قبر کے لیے جلا کر چلا آئے تو ظاہر منع ہے کہ اسراف و اضاعت مال ہے۔'' (۱۰)

(واضح رہے کہ مزاراتِ اولیا سے قریب خوشبو کے لیے اور زائرین کو سہولت فراہم کرنے کی غرض سے جلانا الگ بات ہے اور یہ اسراف کے درجے میں نہیں۔)

غرض کہ اس مفکر نے قوم کو بیدار کرنے کی انتھک کوشش کی۔ اس نے قوم کو ایمان کے لٹیروں سے باخبر کیا، انگریز کی سازشوں سے متنبہ کیا۔ دُشمنوں کے ہتھکنڈوں سے آگاہ کیا، اس نے ایک شعر میں بیداری کا فلسفہ بیان کر دیا ؎

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو! جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

اس کے افکار کا چوتھا نکتہ ''علم دین کی ترویج و اشاعت'' سے متعلق ہے۔ وہ ایک ماہر تعلیم تھا، وہ ۷۰؍ کے لگ بھگ علوم و فنون میں مہارت رکھتا تھا، اس نے صالح اور سرگرم علما اور مدبرین کی ایک پوری ٹیم تیار کی جس نے قوم کی اسلامی تعلیم و تربیت کے لیے کارہائے نمایاں انجام دیے، زمانے میں انقلاب برپا کیا۔ اس نے اسلامی نظامِ تعلیم کا احیا کیا، جب کہ مغلیہ سلطنت کا زوال ہو چکا تھا اور اسلامی

مدارس مفلوک الحال ہو چکے تھے، متحدہ ہندوستان میں یہود و نصاریٰ کے اشتراک سے جدید تعلیم کا ایسا نظام مرتب ہو چکا تھا جس میں دین سے بیزاری کا پیغام مضمر تھا، مغربی نظامِ تعلیم کو مغربی تہذیب و تمدن کے فروغ کے لیے نافذ کیا جا رہا تھا۔ آج ہند میں انگریز کی اتباع میں مخالفین اسلام مشرکانہ فکروں کو داخل کر رہے ہیں۔ آج بھی حالات مختلف نہیں ہیں، یورش برقرار ہے، پہلے انگریز کا حملہ تھا، آج مشرکین کا حملہ بھی ہے، اس عظیم مفکر نے انگریز سے بھی باخبر کیا اور مشرکین کی ریشہ دوانیوں سے بھی آگاہ کیا۔

اس نے علم و فن کے ہر شعبے میں رہنمائی کی، سائنس و فلسفہ، ریاضی و ہندسہ، تاریخ و جغرافیہ، معاشیات و اقتصادیات وغیرہ۔ جملہ علوم و فنون کو دین کی بنیادوں پر برتا۔ اس کی تعلیمی بصیرت اور نظریات پر یونیورسٹیوں اور کالجوں نیز جامعات میں تعلیم کی مناسبت سے ماسٹر درجہ (M.Ed.) کے ۱۶؍ مقالے (Thesis) لکھے جا چکے ہیں۔ اس کی دینی خدمات کے دوسرے موضوعات پر عالمی سطح پر یونیورسٹیوں میں ۲۵؍ سے زیادہ ڈاکٹریٹ کے مقالے اور درجن بھر سے زیادہ ایم۔ فل کے مقالے لکھے جا چکے ہیں، لیکن مرحلۂ شوق ہنوز طے ہونا باقی ہے اور مزید جلوے آشکار ہوا چاہتے ہیں۔

وہ علم و فن کا بحرِ بیکراں تھا، وہ عرب میں بھی مقبول و مشہور تھا، علمائے حرمین نے اسے قسم قسم کے القاب و آداب سے نوازا، اسے ''امام المحدثین'' کہا، ''مفسر شہیر'' کہا، ''برکۃ الزمان'' کہا، اپنا پیشوا و مقتدا جانا۔ اس کی نگاہ اپنے زمانے سے آگے دیکھا کرتی تھی۔ اس کی بصیرت کو دانائے مشرق اقبالؔ نے بھی خراجِ عقیدت پیش کیا۔ اس کی ریاضی میں مہارت کے جلوے دیکھ لینے کے بعد علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر سر ضیاء الدین نے کہا کہ ''یہ ہستی صحیح معنوں میں نوبل پرائز کی مستحق ہے۔'' (۱۱) اس کی مطبوعات و تحریرات نے ایک صالح انقلاب برپا کر دیا۔ وہ سنتوں کا داعی تھا، وہ محافظِ اسلام تھا، مجاہد اسلام تھا، پاسبانِ اسلام تھا اور مجددِ اسلام تھا۔ اس کی تصانیف کی اشاعت سمتوں میں ہوتی تھی، بریلی، پٹنہ، رام پور، آگرہ، سیتا پور، کلکتہ اور لاہور و کراچی کے اشاعتی ادارے اس کی کتابیں بڑے چاؤ سے شائع کرتے تھے، اس کا ہمہ گیر اقتصادی منصوبہ ''تدبیر فلاح و نجات و اصلاح'' کے نام سے شائع ہوا، افکار کے لیے مہمیز کا سبب بنا، اس کو مصلح قوم و ملت مولانا لعل محمد خاں مدراسی (کلکتہ) کے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا، اس پر آج بھی عمل کی اتنی ہی ضرورت ہے جتنی کہ ایک صدی قبل تھی۔ وہ سحبان الہند بھی ہے، حسان الہند بھی ہے، امام الہند بھی ہے اور شیخ الہند بھی۔ اگر

ہندوستان اس پر فخر کرے تو بجا ہے، وہ فخرِ اسلام بھی ہے۔ اس نے مسلمانوں کے وقار کو بلند کیا۔ وہ مرد مومن تھا اور ایسا کہ بقول اقبال ؎

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن

گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان

وہ محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سرشار تھا اور اسی محبت کو اس نے عام کیا۔ اس نسبت سے اس کا نام ''محمد'' تھا، تاریخی نام ''المختار'' تھا لیکن وہ خود کو ''عبدالمصطفیٰ'' لکھتا اور کہا کرتا تھا۔ اور دنیا اسے "اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا قادری برکاتی محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ" کے نام سے جانتی، مانتی اور پہچانتی ہے۔ مفکر اسلام امام احمد رضا محدث بریلوی کی ولادت ۱۰ر شوال ۱۲۷۲ھ/ ۱۸۵۶ء کو ہوئی اور وصال ۲۵ر صفر ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء کو۔ آپ کی دینی و علمی خدمات اور افکار کی اشاعت عہد کی ضرورت ہے اور ایک علمی خدمت بھی۔

☆☆☆

حوالہ جات:

(۱) امام احمد رضا کے معاشی نکات، پروفیسر محمد رفیع اللہ صدیقی، مشمولہ تدبیر فلاح ونجات واصلاح، مطبوعہ نوری مشن مالیگاؤں ۲۰۰۸ء، ص ۳

(۲) تدبیر فلاح ونجات واصلاح، امام احمد رضا قادری، مطبوعہ نوری مشن مالیگاؤں ۲۰۰۸ء، ص ۱۳

(۳) نفس مصدر، ص ۱۲

(۴) سورۃ النسآء: ۲۹/ ترجمہ: کنز الایمان

(۵) تدبیر فلاح ونجات واصلاح، امام احمد رضا قادری، مطبوعہ نوری مشن مالیگاؤں ۲۰۰۸ء، ص ۱۱

(۶) نفس مصدر، ص ۱۳

(۷) نفس مصدر، ص ۱۲

(۸) سورۃ البقرۃ: ۱۶۸/ ترجمہ: کنز الایمان

(۹) سورۃ البقرۃ: ۲۷۵/ ترجمہ: کنز الایمان

(۱۰) فتاویٰ رضویہ ۱۴۱/۴

(۱۱) اکرام امام احمد رضا، مولانا برہان الحق جبل پوری، مرتب پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، ادارۂ مسعودیہ کراچی ۲۰۰۴ء، ص ۶۰

امام احمد رضا! تجدیدی کارناموں پر ایک طائرانہ نظر

علامہ قمر الزماں خان اعظمی

سکریٹری جنرل ورلڈ اسلامک مشن، انگلینڈ

مفکر اسلام علامہ قمر الزماں اعظمی جماعت اہلِ سُنّت کا سرمایہ ہیں۔ آغوشِ مفتی اعظم کے پروَردہ ہیں۔ مخلص داعی ہیں۔ مغربی دُنیا میں فکر امام احمد رضا کے فعال سفیر ہیں۔ پیش نظر مقالہ ۱۶ر جون ۲۰۱۹ء کو پونے میں منعقدہ ''نیشنل سیمینار آن امام احمد رضا'' کے لیے قلم بند کیا گیا۔ جس کا اہتمام پروفیسر ڈاکٹر سعید احسن قادری نے اپنے مخلص رفقا کے ساتھ کیا۔ راقم کو بھی اس میں حصہ لینے کا شرف حاصل ہوا۔ علامہ اعظمی کا مقالہ کئی جہتوں سے انفرادی خوبیوں کا حامل ہے۔ امام احمد رضا کے تجدیدی کارناموں اور علمی مقام کی اِک جھلک دکھادی ہے۔ اسلوب میں سنجیدگی ومتانت ہے اور استدلال کی قوت۔ اس مقالہ میں آپ محسوس کریں گے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی خدمات کا نوع بہ نوع جائزہ پیش کیا گیا ہے؛ جس میں فکری گہرائی وگیرائی صاف اُجاگر ہوتی ہے، مسلمانوں کی رہبری ورہنمائی میں امام احمد رضا کی تحقیقاتِ علمیہ کا عمدہ تعارف پیش کیا گیا ہے۔ مقالہ بزمِ یادگارِ رضا میں پیش کیا جارہا ہے۔ غلام مصطفیٰ رضوی

امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی شخصیت، اُن کی فکر اور علم وفن پر گزشتہ ایک صدی میں شرق وغرب میں جس قدر لکھا جاچکا ہے؛ اُس کا احاطہ کرنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ اُن کی شخصیت پر لکھنے والے سیکڑوں اہلِ قلم نے اُن کی حیات اور اُن کے کارناموں کے بے شمار گوشوں کا احاطہ کرنے کی کوشش کی ہے، لیکن اس کے باوجود یہ عالم ہے کہ جب بھی اُن کی زندگی اور اُن کی تحریروں کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو آسمانِ فکر پر سیکڑوں نئے آفاق جلوہ گر ہوتے نظر آتے ہیں۔ یہ انتہائی حیرت کی بات ہے کہ اُن پر کام کرنے والے کسی مخصوص طبقۂ علم سے تعلق نہیں رکھتے، بلکہ ایک طرف دینی اعتبار سے علما اور راسخین فی العلم کی ایک کثیر تعداد ہے، تو دوسری طرف صوفیا اور زہاد کا ایک طبقہ ہے۔ فلسفۂ قدیم وجدید کے ماہرین کی ایک ٹیم ہے، تو ریاضی اور علم ہیئت کے محققین کی ایک جماعت ہے۔ ناقدین شعر وادب کا ایک گروہ

ہے،تو آشنایانِ رموزِ معرفت کا بھی ایک طبقہ ہے۔دُنیا کے تمام بڑے انسانوں کی طرح اُن کے مداحین کی ایک عظیم جماعت ہے،تو ناقدین کا بھی ایک طبقہ ہے، اتنا کچھ ہونے کے بعد بھی قاری یہ محسوس کرتا ہے کہ ابھی بہت کچھ ہونا باقی ہے۔میرے اپنے خیال میں گزشتہ ایک صدی میں اُن کے حوالے سے جتنا کام ہوا ہے وہ صرف دس فی صد ہے، بقیہ ۹۰ رفی صد کے لیے کئی صدیاں درکار رہیں۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ اور علوم القرآن

میں نے امام احمد رضا اور علوم القرآن کے حوالے سے اُن کے ترجمۂ قرآن کو بالاستیعاب پڑھنے کی کوشش کی، تو مجھے یہ جان کر بے پایاں حیرت ہوئی کہ مفسرین کرام نے جن آیات کی تفسیر میں کئی کئی سطور اور بعض وقت وضاحت میں کئی کئی صفحات تحریر فرمائے ہیں، امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے اُن تفاسیر اور وضاحتوں کو اپنے تفسیری ترجمے میں سمو دیا ہے، اُن کا ترجمہ پڑھنے کے بعد قرآن عظیم کے باب میں کسی آیت سے متعلق کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا۔ یہ ایک مستقل عنوان ہے؛ جس پر ایک مبسوط کتاب تحریر کی جاسکتی ہے۔ فصاحت و بلاغت، استعارہ اور کنایہ، تشبیہ و تمثیل کی تمام خوبیوں کو انہوں نے اپنے ترجمے میں سمو دیا ہے۔

اسی طرح فہمِ قرآن کے لیے اُصولِ تفسیر کے بعض امور کو جنہیں تفہیم کے لیے ضروری سمجھا گیا، ان کا بھی ترجمے میں بھر پور خیال رکھا گیا۔ صراحۃ النص، دلالۃ النص، اقتضاء النص اور اشارۃ النص کے اُصولوں میں جہاں جس کی ضرورت تھی، ترجمے میں اُس کی مکمل رعایت موجود ہے۔

اسی طرح مقامِ الوہیت اور شانِ رسالت کی مکمل رعایت کرتے ہوئے ایسے الفاظ یا عبارات کا استعمال کیا گیا ہے، جہاں نہ شانِ الوہیت پر حرف آتا ہے اور نہ ہی مقامِ رسالت متاثر ہوتا ہے۔ ماضی کے مترجمین نے اپنے تراجم میں ایسے الفاظ اور عبارتیں استعمال کی ہیں جن سے مقامِ الوہیت اور شانِ رسالت کی تنقیص ہوتی ہے، اور قاری ان ترجموں کو پڑھ کر کانپ جاتا ہے۔ اسلام دُشمن قوتوں نے ان تراجم کو پڑھ کر بہت سے الزامات عائد کیے ہیں، اگر آپ چاہیں تو 'شدھی سنگٹھن' کی تحریک کے زمانے میں قرآن پر عائد کیے گئے الزامات کا مطالعہ کرسکتے ہیں۔

مثلاً: مسلمانوں کا خدا مکار ہے، معاذ اللہ۔ مسلمانوں کا خدا ٹھٹھا کرتا ہے، معاذ اللہ۔ اسی طرح کی سرخیاں قائم کر کے قرآن پاک کی آیات اور اس کے نیچے ان مترجمین کے غلط ترجموں کو نقل کیا ہے۔

کتنا عظیم احسان ہے ملتِ اسلامیہ پر امام اہلِ سُنّت کا، انہوں نے اپنے ترجمے کو ان فروگزاشتوں سے پاک فرما کر ہر طرح کے الزام سے مسلمانوں کو بچالیا ہے۔

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰی ۝ (سورۃ الضحیٰ:۷) کا ترجمہ جن لوگوں نے یہ کیا تھا کہ: 'آپ کو گمراہ پایا تو ہدایت دی۔' اس غلط ترجمے کو سامنے رکھ کر گمراہ فرقوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ: پیغمبرِ اسلام وحی پاک سے پہلے معاذ اللہ دوسرے عربوں کی طرح گمراہ تھے، جب کہ قرآن عظیم نے دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا ہے: مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰی (سورۃ النجم:۲) اگر اوپر والے ترجمے کو تسلیم کیا جائے تو قرآن میں تضاد اور اختلاف تسلیم کرنا پڑے گا، جب کہ قرآن عظیم کا ارشاد گرامی ہے: لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا (سورۃ النساء:۸۲)

امام اہلِ سُنّت کے ترجمۂ قرآن اور دوسرے تراجم کے تقابلی مطالعے پر متعدد کتابیں آچکی ہیں، اس لیے مزید وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔

ترجمۂ قرآن کے حوالے سے ابھی ایک بہت اہم کام باقی ہے۔ سرسید احمد خان نے اپنی تفسیر میں ان تمام معجزات اور ماوراء الطبعیات حقیقتوں کا انکار کیا ہے، یا تاویل کی ہے، جو ان کے ممدوحین، مستشرقین یورپ کی عقل و فہم سے بالاتر تھیں۔ ضرورت ہے کہ ترجمۂ اعلیٰ حضرت کی روشنی میں سرسید کی تفسیرات کا بھرپور تعاقب کیا جائے۔

امام احمد رضا اور علم حدیث

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے علم حدیث پر بھی نمایاں کام کیا ہے۔ 'فتاویٰ رضویہ' اور اُن کی جملہ تصانیف ماٰخذ اور مراجع میں اولین حیثیت فقہ کے ادلۂ اربعہ قرآن، سُنّت، اجماعِ اُمت اور قیاس میں حدیث دوسرا ماٰخذ ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ فقہ اسلامی پر 'فتاویٰ رضویہ' اور دوسری تصانیف پر کام کرنے والا علم حدیث سے نا آشنا ہو! اگر صرف 'فتاویٰ رضویہ' کی ان احادیث کو جمع کیا جائے؛ جن سے امام اہلِ سُنّت نے استدلال فرمایا ہے تو کئی ضخیم مجموعۂ احادیث مرتب ہوسکتے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ علامہ محمد حنیف صاحب (بانی امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف) نے 'فتاویٰ رضویہ' کی احادیث پر کام کرنا شروع کیا ہے اور کئی جلدیں منظر عام پر آگئی ہیں، مگر اس میں ان احادیث کی تخریج اور ان کی استدلالی حیثیت پر کام کرنا باقی ہے۔

(الحمدللہ! یہ کام ۱۰ رجلدوں میں مکمل ہوا، جس کی اشاعت ''جامع الاحادیث'' کے عنوان سے بریلی

شریف سے ہوچکی ہے۔اس میں تخریج کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔مولانا محمد عیسیٰ رضوی نے بھی ''امام احمد رضا اور علم حدیث'' کے عنوان سے کئی جلدوں میں کام کیا ہے۔غلام مصطفیٰ رضوی)

فن اسماء الرجال وغیرہ میں ان کے تنوع کا جائزہ لینا ہوتو اُن تمام مقامات کا مطالعہ کیا جائے جہاں انہوں نے رجالِ حدیث کی تفصیلات پیش فرمائی ہیں، اور جرح وتعدیل کے حوالے سے احادیث کی درجہ بندی اور قابلِ استدلال ہونے کے حوالے سے ہزاروں صفحات پر پھیلی ہوئی ان کی تصریحات موجود ہیں۔

بعض مسائل میں غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل نذیر حسین دہلوی کا تعاقب جس انداز سے فرمایا ہے وہ حیرت انگیز ہے، اور فن حدیث کے سلسلے میں ان کی عظمت کا گواہ ہے۔امام اہلِ سُنّت کے ہزاروں فتاویٰ جات کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ حقیقت مبرہن ہوجاتی ہے کہ: ہر محدث کا فقیہ ہونا ضروری نہیں ہے، مگر فقیہ کا محدث ہونا ضروری ہے، اور امام احمد رضا تو اپنے دور کے 'فقیہ اعظم' تھے اس اعتبار سے وہ 'محدث اعظم' بھی تھے۔

امام احمد رضا اور تفقہ فی الدین

امام احمد رضا صرف اپنے ہی دور کے نہیں بلکہ مختلف اَدوار کے 'فقیہ اعظم' تھے، اگر ان کی فقہی خدمات کا بنظرِ عمیق مطالعہ کیا جائے تو یہ اعتراف کرنا پڑے گا کہ: گزشتہ دو تین صدیوں میں ان کا ہم پایہ کوئی دوسرا نظر نہیں آتا۔ان سے پہلے اورنگ زیب عالم گیر نے سیکڑوں علما کی خدمات حاصل کر کے 'فتاویٰ ہندیہ' کی تالیف کا عظیم کام انجام دلوایا؛ مگر امام احمد رضا نے ایک کنج خمولی میں بیٹھ کر 'فتاویٰ رضویہ' جیسا عظیم فقہی انسائیکلوپیڈیا دُنیاے علم وفکر کے حوالے کیا، وہ خود ارشاد فرماتے ہیں ؎

منم و کنجِ خمولی کہ نگنجد در وے
جز من و چند کتابے و دوات و قلمے

یوں تو اُن کے خاندان کی فقہی خدمات کم وبیش دوسو سال کے دامن پر پھیلی ہوئی ہیں۔اُن کے جد امجد حضرت علامہ مفتی رضا علی خاں علیہ الرحمہ، اُن کے والد گرامی حضرت علامہ مفتی نقی علی خاں علیہ الرحمہ، خود ان کی ذاتِ اقدس اور پھر حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں، حضور مفتی اعظم اور اخیر میں حضرت تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خاں ازہری علیہم الرحمۃ والرضوان کے اسماے گرامی نمایاں ہیں۔مگر امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے فقہ اسلامی کو نئے اسالیب اور طرزِ استدلال سے آراستہ فرمایا ہے۔

اُن کے معاصر مفتیانِ کرام کا جائزہ لیں تو ان میں بیش تر حضرات سوالات کے جوابات میں انتہائی اختصار سے کام لیتے تھے، مثلاً کسی شخص نے کسی شئے کے جواز یا عدم جواز کے بارے میں سوال کیا، تو صرف جائز یا ناجائز لکھ کر مطمئن ہوجاتے، یا چند فقہی حوالہ جات پیش کردیتے، مگر امام احمد رضا علیہ الرحمہ کو اس بات کا شدید احساس تھا کہ مستقبل میں ہر مسئلے کے حوالے سے قرآن وحدیث سے دلائل طلب کیے جائیں گے اس لیے انہوں نے بیش تر مسائل کے جواب میں علی الترتیب فقہ کے ادلۂ اربعہ قرآن، سُنّت، اجماعِ اُمت اور قیاس سے دلائل کے انبار لگا دیے ہیں۔ان کے دور میں غیر مقلدیت اس قدر طاقت ور نہیں تھی؛ مگر سعودی سرمائے نے انھیں آج کے دور میں بہت زیادہ پھلنے پھولنے کا موقع فراہم کردیا ہے، تاکہ وہ اُصولِ فقہ کی پابندیوں سے بے نیاز ہوکر شریعت کو جس سانچے میں چاہیں ڈھال سکیں، اور اپنے مزعومہ عقائد کی تشریح وتعبیر کے لیے صرف کتاب وسُنّت اور اُصولِ تفسیر سے بے نیاز ہوکر ایک نئی فقہ اور نئے علم کلام کی بنیاد ڈال سکیں۔امام احمد رضا نے اپنے فتاویٰ جات کے ذریعے صبح قیامت تک ان بے بنیاد دلائل کا جواب فراہم کردیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ غیر مقلدیت عرب و افریقہ میں جس قدر ہاتھ پیر پھیلانے میں کامیاب ہوگئی؛ برصغیر ہندوپاک میں سخت ناکام ہے۔

امام اہلِ سُنّت نے اپنے فتاویٰ جات میں اُصولِ فقہ کے ایسے اُصول بھی مرتب کیے ہیں؛ جن کو سامنے رکھ کر صبح قیامت تک مسائلِ جدیدہ میں استنباط واستخراج کی راہیں ہموار کی جاسکتی ہیں۔ انہیں اُصولوں کی روشنی میں 'الجامعۃ الاشرفیۃ' اور 'بریلی شریف' کی مجالس شرعیہ نے بہت سے نو پیدا مسائل کے جوابات مرتب کیے ہیں اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے۔

امام اہلِ سُنّت نے علامہ شامی اور بعض دیگر متاخرین فقہا کے فتاویٰ جات پر نقد وتبصرہ سے بھی کام لیا ہے، مگر دامن احتیاط اور ادب کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا ہے، چنانچہ ان تنقیدوں کو انھوں نے **تطفلات** سے تعبیر فرمایا ہے۔

کاش یہ روش ہمیشہ قائم رکھی جائے۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ اپنے دور کے عظیم ولی اور صاحب کرامات تھے، مگر انھوں نے اپنے جذبِ دروں اور معرفتِ الٰہی کی کیفیات کو تفقہ کی رِدا میں چھپا رکھا تھا، ورنہ کرامتیں تو مشہور ہوتیں مگر تجدید واحیاے سُنّت کا یہ عظیم الشان کام نہ ہو پاتا، البتہ ان کی ولایت اور کرامتیں سیدی مفتی اعظم کی شخصیت میں بے حجاب ہیں، وہ خود فرمایا کرتے تھے:

"میرے پاس جو کچھ ہے وہ اعلیٰ حضرت کا عطیہ ہے۔"

امام احمد رضا اپنے دور کے 'سرمد و منصور' تھے، ورنہ یہ جذبات کسی فقیہ کے نہیں بلکہ عارف باللہ اور 'سرمست مے الست' کے ہیں ؎

پیش نظر وہ نو بہار سجدے کو دل ہے بے قرار
روکیے سر کو روکیے ہاں یہی امتحان ہے

امام احمد رضا علیہ الرحمہ ایک باغیرت، خوددار اور باوقار عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے، ورنہ ان کے معاصر مصنّفین اپنی کتابوں کا مسودہ لے کر کہیں حیدرآباد اور کہیں نوابِ رامپور کی بارگاہوں میں حاضر ہیں کہ ان کا وظیفہ جاری کر دیا جائے، مگر ہمارے امام کا یہ عالم ہے کہ کسی نے کہا کہ سرکارِ رامپور ملنا چاہتے ہیں، تو آپ نے فرمایا ؎

بجز سرکار سرکار دو عالم
سرو کارے بسرکارِ نہ دارم

نواب نان پارہ کی دعوت کے جواب میں ارشاد فرمایا ؎

کروں مدح اہلِ دول رضاؔ، پڑے اس بلا میں مری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا مرا دین پارۂ ناں نہیں

امام احمد رضا حقیقۃً ایک عظیم مصلح اور مجدد تھے۔ انہوں نے درجنوں ایسی کتب تحریر فرمائی ہیں جو بظاہر اصلاح وتجدید کے زمرے میں نہیں آتیں مگر ان کتابوں کے ذریعے بھی انہوں نے عقلا، فلاسفہ، متکلمین، ماہرین ریاضیات، متصوفین اور عصرِ جدید کے سائنس دانوں کے افکارِ باطلہ اور ان کی ان تحقیقات کا ردِ بلیغ فرمایا ہے؛ جو قرآن و حدیث سے متصادم تھیں۔ اس طرح بالواسطہ انھوں نے اصلاح وتجدید ہی کا کارنامہ انجام دیا ہے،

[۱] مثلاً نظریۂ وحدۃ الوجود صدیوں تک ایک انتہائی متنازعہ مسئلہ رہا، اور اس مسئلے پر بحث کرنے والوں نے جہاں ایک طرف وحدۃ الوجود کے قائلین کو زندیق اور گمراہ کہا؛ تو دوسری طرف اس کے حامیوں نے منکرین نظریۂ وحدۃ الوجود کی تکفیر کی، مگر امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے اس مسئلے کی اس طرح وضاحت کی کہ صوفیا اور بعض متکلمین کے درمیان اختلاف محض تعبیر کے اختلافات ہیں اور پھر اس متنازعہ مسئلہ کی اس طرح توجیہ کی نہ روحِ مسئلہ مجروح ہوئی اور نہ آبروئے شرع پر کوئی شکن نمودار ہوئی۔

[۲] امام احمد رضا نے تصوف کے باب میں بھی اپنا متوازن موقف پیش فرما کر علماے ظاہر اور صوفیا کے درمیان صدیوں سے موجود اختلافات کو بیک جنبشِ قلم رَد فرمادیا۔

بعض کم نظر ناقدینِ تصوف نے تصوف کی تمام کیفیات کو عجم کی پیداوار قرار دیا اور ان کے جذب وشوق، مستی و بے خودی کو ایران کے اوستائی یا ہندی ویدانت سے ماخوذ قرار دیا، اور طریقت کو شریعت سے متصادم قرار دیا، مگر امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے شریعت کو بنیاد اور طریقت کو اعمالِ شریعت کے نتیجے میں ارتقائی روحانی (منزل) سے تعبیر فرمایا۔ ان کی تحریروں کا خلاصہ یہ ہے کہ: شریعت زینہ ہے اور طریقت جلوۂ بالائے بام ہے۔

جب تک نماز فَاِنَّہٗ یَرَاکَ کی منزل میں ہو تو شریعت ہے، اور جب مقامِ احسان میں کَاَنَّکَ تَرَاہُ کا مقامِ بلند حاصل کر لے تو طریقت ہے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے نزدیک تصوف اور احسان مترادف ہیں۔ امام احمد رضا نے صدیوں سے خانقاہ اور درس گاہ کے درمیان جو فاصلہ تھا اسے مٹا دیا اور یہ تصور دیا کہ خانقاہ اور درس گاہ؛ دونوں لازم وملزوم ہیں۔

[۳] امام احمد رضا نے فلسفۂ قدیم کے ان تمام گمراہ کن نظریات کی تردید فرمائی؛ جن کا ماخذ فلسفۂ یونان تھا۔ حقائق کونیہ کی بطلیموسی توجیہات اور حیات وکائنات کے بارے میں ان کے ان تمام نظریات کی دلائل کی روشنی میں تردید فرمائی؛ جو قرآن وحدیث سے متصادم تھے۔ اس سلسلے میں انہوں نے امام غزالی کی تصنیف "تہافۃ الفلاسفۃ" کے طرز پر "الکلمۃ الملہمۃ" تحریر فرمایا، اور اس میں کم وبیش ایک درجن سے زائد مباحث کا اضافہ فرما کر ایک عظیم کارنامہ انجام دیا۔

[۴] امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے قدیم وجدید سائنس کے تمام نظریات کا احاطہ کیا، چنانچہ جہاں انہوں نے فلسفۂ قدیم کے اس نظریے کو کہ 'آسمان ناقابل خرق والتیام' ہے، کی تردید فرمائی، تو دوسری طرف 'جز ولایتجزیٰ' کے غیر اسلامی نظریے کو باطل قرار دیا، اس لیے کہ قادر مطلق رب العزت اس بات پر قادر ہے کہ وہ ایک ایسے 'جز' کی تخلیق فرمادے، جس کی تقسیم نہ ہو سکے، چنانچہ آج کی سائنس نے 'ایٹم' کو دریافت کر کے امام احمد رضا کے نظریے کی تائید کر دی۔ 'ایٹم' وہی جز ہے جس کی تقسیم نہیں ہو سکتی۔

ریاضیات میں البیرونی کی تحقیقات میں مزید اضافہ کر کے پورے علمِ ریاضی کو فقہ اسلامی کا خادم بنا دیا۔

طبیعیات میں رازی کی طرح سے آواز، روشنی، ہوا میں رطوبت یا کثافت کی تحقیق، ان کا

مثالی کارنامہ ہے۔

اقتصادیات میں ''کفل الفقیہ الفاہم'' کو پیش کیا جا سکتا ہے، جس کو علماے عرب وعجم نے انتہائی قابلِ قدر تالیف قرار دیا ہے۔

حجریات، زیجات، علم جبر و مقابلہ، توقیت، نجوم، علم الحساب، ہیئت میں ان کی تحریریں انتہائی فکر انگیز اور حیرت انگیز ہیں۔

ماوراء الطبعیات کے میدان میں مادہ پرستوں کی تجربیت، واقعیت، نیچیریت، اشتراکیت، الحادی وجودیت، منطقی ایجابیت، اور لا ادریت کا ردِ بلیغ فرمایا۔ عالم غیب اور ایمان بالغیب کو ثابت فرمایا، اور ماوراء الطبعیات میں حیات بعد الموت، قبر، حشر، نشر، جنت، دوزخ، صراط، میزان، عرش، ملائکہ، معراج اور جملہ حقائق غیبیہ کا اثبات فرمایا۔

سرسید اور ان اعتدال پسند ہمنواؤں نے جن حقائق کا انکار یا تاویل کی تھی، ان کی بھی تردید امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے کی، اس نظریے کی تردید کی کہ انسان اپنے محسوسات کے دائرے سے باہر نہیں نکل سکتا، انسان صرف اشیا کے ظواہر کو جان سکتا ہے۔

قدرت نے امام احمد رضا علیہ الرحمہ کو حیرت انگیز صلاحیتوں سے نوازا تھا، چنانچہ دینی علوم میں ان کی عبقریت تو مسلّم ہے، مگر بظاہر وہ علوم جو دینی علوم تصور نہیں کیے جاتے ان میں ان کی مہارت بلاشبہہ ان کے ''عالم علمِ لدُنّی'' کا بین ثبوت ہیں۔ دُنیاے علم وفکر میں بہت سے علوم کے ماہرین آپ کو ملیں گے، مگر ان میں بیش تر ایک یا دو علم کے ماہر، موجد یا محقق تصور کیے جاتے ہیں۔ مثلاً: طبیعیات میں رازی اور فارابی، ریاضیات میں خوارزمی، مبادیات ارتقا میں المسعودی، بصریات میں ابوعلی ابن الہیثم۔

فلکیات، ریاضیات اور طبیعیات میں البیرونی، قانون میں بوعلی سینا، ابن رشد وغیرہم؛ مگر امام احمد رضا کا ان تمام علوم میں یکساں درک رکھنا، اگر انعامِ خداوندی نہیں تو اور کیا ہے؟

۱۷؍دسمبر ۱۹۱۹ء کو امریکی ہیئت داں (البرٹ ایف پورٹا) نے سیاروں کے اجتماع کی بنا پر کائنات کی تباہی کا نظریہ پیش کیا تھا۔ علم ہیئت میں اس کی شہرت کی بنا پر اس خبر سے پوری دُنیا میں ایک ہلچل مچ گئی تھی، اور لوگوں نے اپنے گھروں کو واپس جانا شروع کر دیا تھا۔ اس کے جواب میں امام احمد رضا نے جو تحقیق پیش کی وہ اس ہیئت داں کے دلائل اور اس کے اُصولوں کو سامنے رکھ کر فرمایا کہ: ایسا ممکن نہیں ہے، چنانچہ تاریخ گزر گئی اور کچھ نہیں ہوا، یقیناً سیارگانِ فلک نے امام احمد رضا کی عظمت کو

سلام پیش کیا ہوگا۔

عنایت اللہ مشرقی، بانی خاکسار تحریک نے یہ دعویٰ کیا کہ علماے ہند نے سمتِ قبلہ کے تعین میں شدید غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ ہندوستان میں مساجد صحیح سمتِ قبلہ پر نہیں ہیں، امام اہلِ سنّت کے شاگرد رشید حضرت ملک العلماء ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے علم ہیئت وفلکیات کی تعلیم اعلیٰ حضرت سے حاصل کی تھی، عنایت اللہ مشرقی جو علم ریاضی اور ہیئت میں عالمی شہرت رکھتے تھے؛ ان کی تردید کی، اور اپنی تصنیف میں سمتِ قبلہ کو صحیح ثابت کیا، چنانچہ ان کی کتاب کی اس قدر شہرت ہوئی کہ اس زمانے کے تمام معتبر اخبارات اور جرائد نے اسے شائع کیا۔ مثلاً معارف اعظم گڑھ، الفقیہ امرتسر، مجلہ ضیاء الاسلام، نقیب پھلواری شریف۔ نمایاں طور پر ان کی تائید کی۔ ماضی قریب میں پاکستان کے مشہور دیوبندی عالم، مولانا عثمانی نے عنایت اللہ مشرقی کے مقابلے میں علامہ ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ کے موقف کو صحیح قرار دیا۔

اخیر میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی کم وبیش پچاس علوم وفنون میں کتابوں کی تعداد پیش کرنے کا شرف حاصل کروں گا، جن سے ان کے عظیم تجدیدی کاموں کا ایک سرسری اندازہ ہو سکتا ہے۔

نوٹ: یہ فہرست میں نے ''حیاتِ اعلیٰ حضرت'' (از ملک العلماء علیہ الرحمہ) سے حاصل کی ہے:

شمار	فن	تعدادِ کتب
۱	علم عقائد میں امام احمد رضا کی	۱۳۱ر کتابیں
۲	علم کلام میں	۱۷ر تصنیفات
۳	علم تفسیر میں	۶ر کتابیں
۴	علم اصول حدیث	۲ر رسالے
۵	علم حدیث میں	۱۱ر کتابیں
۶	علم اصول فقہ میں	۹ر تصانیف
۷	علم فقہ میں	۱۵۰ر تصانیف
۸	علم الفرائض میں	۴ر کتابیں
۹	رسم الخط قرآنی	۱ر کتاب

۱۰	ادب عربی میں	۶رکتابیں
۱۱	علم لغت میں	۳رکتابیں
۱۲	علم سیر و تاریخ میں	۳رکتابیں
۱۳	علم الفضائل میں	۳۰رکتابیں
۱۴	علم المناقب میں	۱۵رکتابیں
۱۵	علم سلوک	۲رکتابیں
۱۶	علم الاخلاق	۲رکتابیں
۱۷	علم تصوف میں	۳رکتابیں
۱۸	علم اذکار میں	۵رکتابیں
۱۹	ترغیب و ترھیب	۱رکتاب
۲۰	علم تاریخ میں	۳رکتابیں
۲۱	علم مناظرہ میں	۱۸رکتابیں
۲۲	علم تکسیر میں	۱رکتاب
۲۳	علم الاوفاق	۱رکتاب
۲۴	علم التوقیت	۶رکتابیں
۲۵	علم ہیئت میں	۳رکتابیں
۲۶	علم الحساب	۱رکتاب
۲۷	علم ارثماطیقی	۳رکتابیں
۲۸	علم ریاضی میں	۳رکتابیں
۲۹	علم الہندسہ	۳رکتابیں
۳۰	علم جبر و مقابلہ	۱رکتاب
۳۱	علم الزیجات	۱رکتاب
۳۲	علم الجفر	۳رکتابیں
۳۳	علم النجوم	۱رکتاب

۳۴	مختلف علوم میں	۵رکتابیں
۳۵	ردِنصاریٰ	۳رکتابیں
۳۶	ردِہنود	۱رکتاب
۳۷	ردِآریہ	۳رکتابیں
۳۸	ردِنیچریہ	۷رکتابیں
۳۹	ردِقادیانیت	۶رکتابیں
۴۰	ردِروافض	۴رکتابیں
۴۱	ردِنواصب	۱رکتاب
۴۲	ردِوہابیہ میں	۸۶رکتابیں
۴۳	ردِغیر مقلدین	۲۶رکتابیں
۴۴	ردِندوہ	۱۷رکتابیں
۴۵	ردِمفسّقہ	۷رکتابیں
۴۶	ردِتفضیلیہ	۷رکتابیں
۴۷	ردِمتصوفہ	۲رکتابیں
۴۸	ردِدہلوی	۱۰رکتابیں
۴۹	ردِنانوتوی	۱۲رکتابیں
۵۰	ردِگنگوہی	۲۵رکتابیں
۵۱	ردِتھانوی	۹رکتابیں
۵۲	ردِنذیر حسین	۶رکتابیں

☆☆☆

امام احمد رضا: ایک ہمہ جہتی سائنسداں

Imam Ahmad Raza A Scientist of Multidimenional Sciences

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری
ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا، کراچی

ارشاد باری تعالیٰ:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ(۱) خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ(۲) اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ (۳)الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ (۴) عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ (۵)(سورۃ العلق)

’’پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا۔ پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم۔ جس نے قلم سے لکھنا سکھایا۔ آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔‘‘

ان ابتدائی آیاتِ قرآنی میں عقلی علوم کی اہمیت کو اس طرح بتایا گیا کہ جس اللہ نے تم کو پیدا کیا اسی نے تم کو عقل دے کر قلم سے علم حاصل کرنے کا طریقہ بھی بتایا اور جو کوئی کائنات کے بارے میں نہ جانتا تھا اس کو صاحبِ قرآن کے ذریعہ سکھا دیا۔ اسی لیے صاحب قرآن حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے آخری آیت قرآن کے نزول کے بعد اپنے آخری خطبہ میں صاحبانِ علم و عمل یعنی صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے فرمایا کہ میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، ایک قرآن اور دوسری میری سنت (یعنی ذخیرۂ احادیث)، صحابۂ کرام سے اس اقرار کے بعد کہ میں نے اللہ کا کلام تم تک پہنچا دیا تو فرمایا اس کو دوسروں تک بھی پہنچا دو، چنانچہ صحابۂ کرام نے ایک صدی کے اندر اندر اس علمی خزانے یعنی قرآن اور فرموداتِ صاحب قرآن کو چین، ہند، اور الجزائر تک پہنچا دیا۔

اللہ عزوجل نے مزید علوم حاصل کرنے کے لیے ایک دُعا بھی بتا دی کہ قیامت تک اہلِ ایمان اپنی محدود عقل اور علم پر اکتفا نہ کریں بلکہ برابر یہ دُعا کرتے رہیں:

وَ قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (سورۃ طٰہٰ: ۱۱۴)

’’اور عرض کرو، اے میرے رب مجھے علوم زیادہ دے۔‘‘

اللہ عزوجل نے انبیائے کرام کو صرف عقلی علوم سے ہی نہیں نوازا تھا، بلکہ تمام انبیائے کرام کو علم نافع کے ساتھ ساتھ علوم لدنّی بھی عطا کیے تھے، جیسا کہ سیدنا آدم علیہ السلام نے بشری حالت میں آتے ہی تمام علوم کے اسما بیان کر کے فرشتوں کو حیرت میں ڈال دیا، اسی لیے انھوں نے حکم خداوندی پر آدم علیہ السلام کے اس عظیم وصف پر ان کو سجدہ کیا تھا۔ اللہ عزوجل نے اپنے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو تمام علوم غیبیہ سے نوازتے ہوئے ان کو قرآن عظیم کا علمی خزانہ عطا کیا جس کے لیے فرمایا:

وَنَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ (سورۃ النحل: ۸۹)

’’اور ہم نے تم پہ یہ قرآن اُتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔‘‘

مزید ارشاد ہوا:

مَا فَرَّطْنَا فِی الْكِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ (سورۃ الانعام: ۳۸)

’’ہم نے اس کتاب میں کچھ اُٹھا نہ رکھا۔‘‘

اور یہاں تک فرما دیا:

وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ (سورۃ الانعام: ۵۹)

’’اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو۔‘‘

شاعر اسلام امام احمد رضا خاں بریلوی نے ان آیات کو اشعار میں یوں ڈھالا۔

فضل خدا سے غیب شہادت ہوا انھیں
اس پر شہادت آیت و وحی و اثر کی ہے
کہنا نہ کہنے والے تھے جب سے تو اطلاع
مولیٰ کو قول و قائل و ہر خشک و تر کی ہے
ان پر کتاب اُتری بَیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ
تفصیل جس میں مَا عَبَرَ وَ مَا غَبَرَ کی ہے

(حدائق بخشش، حصہ اول)

دُنیائے ادب کے اس عظیم نعت گو شاعر سے پوچھا گیا کہ جب آپ کا شاعری میں کوئی اُستاد ہی نہیں ہے تو آپ نے عربی، فارسی اور اردو میں اتنی بلند پایہ نعتیں کس طرح لکھیں! انھوں نے برجستہ

ایک رباعی میں سب کچھ بیان کر دیا ۔

ہوں اپنے کلام سے نہایت محظوظ
بے جا سے ہے المنۃ للّٰہ محفوظ
قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی
یعنی رہے احکام شریعت ملحوظ

(حدائق بخشش، حصہ دوم)

امام احمد رضا خاں سنی محمدی حنفی قادری برکاتی بریلوی علیہ الرحمہ نے مستند قول اور اپنی تحریر کے مطابق ۱۴ ؍سال سے بھی کم عمر میں سند فراغت حاصل کر لی۔ اس دوران بمشکل ۵ ؍اساتذۂ کرام سے اکتسابِ علم کیا، جس میں سب سے زیادہ اپنے والد ماجد مولانا مفتی نقی علی خاں قادری برکاتی بریلوی سے اکتساب کیا۔ امام احمد رضا نے خود ۵۴ ؍علوم گنوائے، جن میں سے اکثر وہ علوم ہیں جن میں ان کا کوئی اُستاذ نہیں بالخصوص عقلی علوم جن کو سائنسی علوم بھی کہا جا سکتا ہے۔ ایسے سائنسی علوم جن پر امام احمد رضا کو مکمل دسترس حاصل تھی اور وہ انھوں نے نہ کسی اُستاد سے پڑھے نہ اس زمانے کے کسی پروفیسر سے پڑھے اور نہ ہی کسی کالج یا یونیورسٹی جا کر پڑھا، ان علوم کو جدید عنوانات کے تحت مندرجہ ذیل نام دیے جا سکتے ہیں:

1- Physics
2- Geography
3- Geology
4- Petrology
5- Metallurgy
6- Oceanography
7- Trignometry
8- Calculus
9- Astrology

10- Astronomy
11- Dynamics
12- Aljebra
13- Advance Math
14- Fluid Dynamics
15- Atomic Science
16- Physiology
17- Psychology
18- Topology
19- Phonology
20- Phonetics
21- Hydrodynamics
22- Ultrasound
23- Genetics & Embryology
24- Leprosy
25- Parapsycology
26- Telecommunication
27- Timinology etc.

امام احمد رضا نے اگرچہ ان مندرجہ بالا علوم میں نام بنام کتب تو تصنیف نہیں فرمائیں، مگر ان تمام سائنسز (Sciences) پر آپ نے جہاں جس علم کا ذکر کیا، ان کی اصطلاحات اور ان کے قوانین کے مطابق ہی ذکر کیا ہے۔

کثیر علوم وفنون پر دسترس رکھنے والی واحد شخصیت:

دُنیا میں ایسے بہت سے انسان گزرے ہیں جو ایک سے زیادہ علوم وفنون میں ماہر تھے لیکن

مختلف علوم وفنون پر مکمل دسترس رکھنے والے افراد یقیناً انگلیوں پر گنے جاسکتے ہیں اور ان میں بھی شاید ہی کوئی ایسا انسان ہو جو چند عقلی علوم پر دسترس رکھتا ہو گا لیکن برصغیر پاک وہند میں ہی نہیں، ایشیا براعظم ہی میں نہیں بلکہ تمام براعظموں میں، تمام بڑے بڑے مصنفین کی لسٹ تیار کرلیں ایک بھی ایسا شخص نہ ملے گا جو تمام مروجہ علوم عقلیہ میں مہارت تامہ رکھتا ہو جیسے کہ امام احمد رضا۔ آپ:

Physical science,

Medical science,

Mathmatical science,

Earth science,

Social science,

Managment science,

Oceanic sicence,

Space science etc.

علوم کی تمام برانچوں میں ایسی مہارت رکھتے تھے کہ ان تمام علوم کے حوالے سے آپ نے ۲۵۰/ سے زیادہ سائنٹیفک آرٹیکل عربی، فارسی اور اردو زبان میں لکھے ہیں جو آج بھی محفوظ ہیں، ان میں سے چند شائع بھی ہوچکے ہیں، جن کی فہرست طویل ہے مگر چند نام لکھ رہا ہوں جن کی طباعت ہوچکی ہے:

1۔ حسن التعمم لبیان حد التیمم (۱۳۳۵ھ) پتھروں اور مٹی کی اقسام سے متعلق

2۔ المطر السعید علی بنت جنس الصعید (۱۳۳۵ھ) پتھروں اور دھات کی ساخت پر بحث

3۔ طرق اثبات ہلال (۱۳۲۰ھ) چاند کی رویت کے لیے ۷ طریقوں کا بیان

4۔ دوام العیش فی الائمۃ من قریش (۱۳۳۹ھ) علم سیاسیات کے حوالے سے غیر معمولی رسالہ

5۔ المحجۃ الموتمنۃ فی آیۃ الممتحنۃ (۱۳۳۱ھ) بین الاقوامی امور پر فکر رضا

6۔ تدبیر فلاح ونجات واصلاح (۱۳۳۱ھ) اسلامک بینک کاری پر پہلا قدم اُٹھانے والا

7۔ کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم (عربی، ۱۳۲۴ھ) اسلامک بینکنگ کے اُصول

8۔ الکشف شافیا حکم فونوجرافیا (عربی، ۱۳۲۸ھ) ساؤنڈ ویوز پر تحقیق رضا

9۔ الحق المجتلی فی حکم المبتلی (۱۳۳۴ھ) بیماریوں کی تفصیل اور بچنے کی تدابیر

10۔ تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون (۱۳۲۵ھ) وبائی امراض کے دوران وبا سے بچنے کے طبی اُصول

11۔ الصمصام علی مشکک فی آیۃ علوم الارحام (۱۳۱۵ھ) الٹرا ساؤنڈ مشین کی ساخت کا تفصیلی جائزہ

12۔ مقامع الحدید علی خد المنطق الجدید (۱۳۰۴ھ) قدیم یونانی فلسفہ کارد اور اسلامی فلسفہ کی تفصیل

13۔ نزول آیات فرقان بسکون زمین وآسمان (۱۳۳۹ھ) علم توقیت وفلکیات پر اہم رسالہ

14۔ معین مبین بہر دور شمس وسکون زمین (۱۳۳۸ھ) سیاروں کی حرکات کے حوالے سے منفرد رسالہ

15۔ الکلمۃ الملھمۃ فی الحکمۃ المحکمۃ لوھاء الفلسفۃ المشئمۃ (۱۳۳۸ھ) اسلام کے فلسفہ سے یونانی فلسفہ کا موازنہ اور قدیم فلسفہ کارد

16۔ المنیٰ والدرلمن عمد (۱۳۱۱ھ) تجارتی اُصول اور بینک کاری کے طریقے

17۔ سفر السفر عن الجفر بالجفر، علوم جفر، نجوم اور فلکیات کے حوالے سے اہم رسالہ

18۔ لوگارثم رسالے پر تفصیلی حاشیہ

19۔ الاشکال الاقلیدس لنکس اشکال الاقلیدس (۱۳۲۰ھ) ٹرگنومیٹری اور الجبرا میں مہارت کا عکس

20۔ فوز مبین در رد حرکت زمین (۱۳۳۸ھ)

فوز مبین در رد حرکت زمین، یہ وہ اہم ترین رسالہ ہے جس میں امام احمد رضا اپنی مہارت سے ۱۰۵/ دلائل کے ساتھ یہ ثابت کرتے ہیں کہ زمین مکمل ساکن ہے اور سورج اور دیگر سیارے گردش میں ہیں۔

کاش کہ ہم کو تاریخ میں کسی کا یہ سوال مل جاتا کہ اے احمد رضا! آپ ایک دو نہیں اتنی کثیر تعداد میں علوم عقلیہ میں کس طرح ماہر بن گئے جب کہ آپ نہ کسی جامعہ میں ان علوم کے حصول کے لیے گئے، نہ گھر پر ہی کسی علوم عقلیہ کے اُستاد سے یہ علوم پڑھے، نہ آپ کسی لیب میں گئے کہ وہاں آلات کی مدد سے فلکیات یا دیگر فنون کے متعلق جان سکتے تو یہ مہارت کس طرح حاصل ہوئی، تو شاید امام احمد رضا

سائل کو وہی جواب دیتے جو انھوں نے نعت گوئی سے متعلق اپنی رباعی میں جواب دیا تھا، شاید وہ اپنی رباعی کو اس طرح بیان کرتے ؎

قرآن سے میں نے قانونِ فطرت سیکھے
یعنی رہیں احکام قرآن و سنت ملحوظ

اس کے ثبوت کے لیے امام احمد رضا کا ایک اقتباس پیش کر رہا ہوں جو انھوں نے اپنے ہم عصر پروفیسر مولوی حاکم علی نقشبندی مجددی (م ۱۹۴۴ھ) کو ان کے لاہور سے بھیجے گئے ایک سائنسی اُمور پر سوال کے جواب میں لکھا تھا:

''محب فقیر! سائنس یوں مسلمان نہ ہوگی کہ اسلامی مسائل کو آیات و نصوص میں تاویلات دوراز کار کر کے سائنس کے مطابق کر لیا جائے یوں تو معاذ اللہ اسلام نے سائنس قبول کی نہ کہ سائنس نے اسلام ۔ وہ مسلمان ہوگی تو یوں کہ جتنے اسلامی مسائل سے اسے خلاف ہے سب میں مسئلۂ اسلامی کو روشن کیا جائے ، دلائل سائنس کو مردود و پامال کیا جائے ۔ جا بجا سائنس ہی کے اقوال سے اسلامی مسئلہ کا اثبات ہو، سائنس کا ابطال و اسکات ، یوں قابو میں آئے گی۔''

(فتاویٰ رضویہ، جلد نہم، ص: ۱۹۰، مطبوعہ مکتبہ رضویہ کراچی)

دُنیا کے منفرد سائنس داں کا بنیادی مآخذ:

امام احمد رضا خاں قادری بریلوی علیہ الرحمہ بنیادی طور ایک عالم دین ہیں اور شریعت کے اعتبار سے سب سے بڑے منصب پر فائز ہیں، یعنی آپ ''مجدد دین وملت'' ہیں ۔ مجددِ دوراں اپنے زمانے کا سب سے بڑا فقیہ ہوتا ہے، اور آپ اس لحاظ سے فقیہ اعظم ہیں ۔ فقیہ اپنے زمانے کے تمام مسائل کا حل تلاش کرنے کے لیے بنیادی اُصولوں کو پیش نظر رکھتا ہے ،یعنی: (۱) قرآن مجید (۲) حدیث یا سنت نبوی (۳) اجماع (۴) قیاس

امام احمد رضا خاں قادری بریلوی علیہ الرحمہ جس طرح اسلام کے مسائل کے حل کے لیے ان چاروں اُصولوں کی روشنی میں فتاویٰ دیتے ہیں، اسی طرح امام احمد رضا ایک سائنس داں ہونے کے باوجود سائنس کے تمام مسائل کے حل کے لیے علوم عقلیہ کے تمام قواعد کو بھی پہلے ان چاروں اُصولوں

کے تحت جائزہ لیتے ہیں اور پھر علوم عقلیہ کے اعتبار سے ان کے دلائل Scientifically حل کرنے کے لیے عین سائنسی طریقے سے ان کا حل پیش کرتے ہیں ۔ اس کی بہترین مثال آپ کی تصنیف ''فوز مبین دررد حرکت زمین'' ہے جو معرکۃ الآرا تصنیف ہے جس کا نہایت مختصر تعارف یہاں پیش کرتا ہوں ملاحظہ کریں:

فوز مبین دررد حرکت زمین (۱۳۳۸ھ/ ۱۹۱۹ء):

امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ نے ۱۹۱۹ء میں اپنا اہم ترین رسالہ ''فوز مبین'' لکھا ،جس کے اعداد ۱۳۳۸ بنتے ہیں اور یہ ہی ہجری اعتبار سے سال بنتا ہے، امام احمد رضا نے ۱۰۲ رسال قبل ایک Scientific Article لکھنے کا اُصول بتایا تھا، جو آج Article لکھنے والوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے رسالے کا خلاصہ یا Abstract ضرور لکھتے ہیں، جس میں موضوع سے متعلق اپنی حتمی رائے یا Finding کا ذکر کرتے ہیں، چنانچہ آپ نے بھی اس کا خلاصہ بعنوان خطبہ لکھا جو عربی میں ہے یہاں صرف ترجمہ پیش کر رہا ہوں:

''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو روکے ہوئے ہے آسمانوں اور زمین کہ جنبش نہ کریں، اور اگر وہ ہٹ جائیں تو انھیں کون روکے اللہ کے سوا بے شک وہ حلم والا بخشنے والا ہے ۔ اور اس نے تمہارے لیے کشتی کو مسخر کیا کہ اس کے حکم سے دریا میں چلے اور تمہارے لیے ندیاں مسخر کیں، اور تمہارے لیے رات اور دن مسخر کیے، اور اس نے سورج اور چاند مسخر کیے جو برابر چل رہے ہیں اور تمہارے لیے رات اور دن مسخر کیے، اور اس نے سورج اور چاند کو کام پر لگایا ہر ایک ایک ٹھہرائی ہوئی معیاد کے لیے چلتا ہے۔ سنتا ہے وہی صاحب عزت بخشنے والا ہے ۔ اے رب ہمارے ! تو نے یہ بیکار نہ بنایا۔ پاکی ہے تجھے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔ تو نے فرمایا اور تیرا فرمان حق ہے اور سورج چلتا ہے اپنے ایک ٹھہراؤ کے لیے یہ حکم ہے زبردست علم والے اور چاند کے لیے ہم نے منزلیں مقرر کی ہیں یہاں تک کہ یہ ہو گیا جیسے کھجور کی پرانی ڈالی۔''

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۷، صفحہ ۲۴۳، ۲۴۴، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

امام احمد رضا قرآنی معلومات کو حتمی مانتے ہیں اور اپنا ذہن قرآن وحدیث کے خلاف

استعمال نہیں کرتے وہ جو کچھ سوچتے ہیں علم نافع اور علم لدنی کے دائرے میں سوچتے ہیں اوران کی تحقیق بھی اس دائرے کے اندر ہی ہوتی ہیں چنانچہ آگے تحقیق سے پہلے اس کام یا تحقیق کے متعلق رقم طراز ہیں:

''الحمدللہ وہ نور کہ طور سینا سے آیا اور جبل ساعیر سے چمکا اور فاران مکہ معظّمہ کے پہاڑوں سے فائض الانوار و عالم آشکار رہوا۔ شمس و قمر کا چلنا اور زمین کا سکون روشن طور پر لایا آج جس کا خلاف سکھایا جاتا ہے اور مسلمان ناواقف نادان لڑکوں کے ذہن میں جگہ پاتا اور ان کے ایمان و اسلام پر حرف لاتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ فلسفۂ قدیم (قدیم سائنس) بھی اس کا قائل نہ تھا اس نے اجمالاً اس پر ناکافی بحث کی جو اس کے اپنے اُصول پر مبنی اور اصولاً مخالفین سے اجنبی تھی۔ فقیر کے دل میں ملک الہام نے ڈالا کہ اس بارے میں باذنہٖ تعالیٰ ایک شافی و کافی رسالہ لکھے اور اس میں ھیأت جدیدہ (Modren Physics) ہی کے اُصول بر بنائے کار رکھے اور اسی کے اقراروں سے اس کا زعم زائل اور حرکتِ زمین و سکونِ شمس بداہۃً باطل ہو و باللہ التوفیق۔

یہ رسالہ مسمّی بنام تاریخ ''فوز مبین در رد حرکت زمین'' ۱۳۳۸ھ ایک مقدمہ اور چار فصل Chapters اور ایک خاتمہ (Conclusion) پر مشتمل ہے۔''

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۷، صفحہ ۲۴۵ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

امام احمد رضا نے اس رسالے میں زمین و آسمان کو ساکن (Static) ثابت کرنے کے لیے اور سورج و چاند کی حرکت ثابت کرنے کے لیے ۱۰۵ر سائنسی علوم پر مشتمل دلیلیں رقم کی ہیں جس کی تفصیل بتاتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''مقدمہ میں مقرارت ھیأۃ جدیدہ (Principal of Astronomy) کا تفصیلی بیان جن سے اس رسالہ میں کام لیا جائے گا۔ (1) فصل اول میں نافریت (Centrifugal Force) پر بحث اور اس سے ابطالِ حرکتِ زمین (Anti Motion of Earth) پر ۱۲ر دلیلیں (Scienific Evidenas) (2) فصل دوم میں جاذبیت (Gravitional Law) پر کلام اور اسی سے ابطالِ حرکتِ زمین پر ۵۰ر دلیلیں۔ (3) فصل سوم میں خود زمین کی حرکت کے ابطال پر مزید ۴۳ر دلیلیں۔

یہ بحمدہٖ تعالیٰ بطلانِ حرکت زمین (Anti Motion of Earth) پر کل ۱۰۵ر دلیلیں ہوئیں، جن میں ۱۵ر دلیلیں اگلی کتابوں کی ہیں (یعنی مجھ سے قبل لکھی گئی کتابوں میں سے) جن کی ہم نے اصلاح و تصحیح کی (یعنی جہاں ضرورت محسوس کی اس کی کمی کو دور کر دیا اور اس کو صحیح کر دیا) اور بقیہ ۹۰ر دلائل ہمارے اپنے ایجاد کردہ ہیں۔ (90- Self Evidences)

(4) فصل چہارم میں ان شبہات کا رد جو ھیأت جدیدہ (Modren Astronomy & Physcis) اثباتِ حرکتِ زمین (Earth Motion) میں پیش کرتی ہے۔ خاتمہ (Conclusion) کتب الٰہیہ (قرآن مجید) سے گردش آفتاب (Sun Motion) اور سکونِ زمین (Static Earth) کا ثبوت۔''

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۷، ص ۲۴۵، مطبوعہ لاہور)

امام احمد رضا خاں قادری کے اس رسالے کے (Conclusion) ریمارکس کے لیے مندرجہ ذیل دو رسائل ضرور مطالعہ کیے جائیں، جن میں انھوں نے سو فی صد سچے قوانین کو سچی کتاب یعنی قرآن مجید اور سچے رسول (ﷺ) کے فرمودات یعنی احادیث سے استفادہ کرتے ہوئے قلم بند کیے ہیں۔

1۔ نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان ۱۳۳۹ھ

اس رسالے کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

''اسلامی مسئلہ یہ ہے کہ زمین و آسمان دونوں ساکن ہیں، کواکب چل رہے ہیں کل فی فلك یسبحون ہر ایک، ایک فلک میں تیرتا ہے جیسے پانی میں مچھلی، جیسے اللہ کا ارشاد ہے:

إِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا (سورۃ فاطر: ۴۱)

''بے شک! اللہ آسمان وزمین کو روکے ہوئے ہے کہ سرکنے نہ پائیں اور اگر وہ سرک جائیں تو اللہ کے سوا انھیں کون روکے، بے شک وہ حلم والا بخشنے والا ہے۔''

(آگے حدیث پیش کرتے ہیں کہ)

”افقہ الصحابہ بعد الخلفاء الاربعہ سیدنا عبداللہ بن مسعود صاحب سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہم نے اس آیۂ کریمہ سے متعلق حرکت کی نفی مانی، یہاں تک کہ اپنی جگہ قائم رہ کر محور پر گھومنے (Spining at Axis) کو بھی زوال (Negative) بتایا۔“

(فتاویٰ رضویہ ۲۷، صفحہ ۲۰۰، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

2۔ معین مبین بہر دور شمس وسکون زمین ۱۳۳۸ھ

یہ رسالہ ان ہی دنوں میں ایک امریکی منجم پروفیسر البرٹ ایف پورٹا کی پیش گوئی کے رد میں لکھا جس میں اس نے دعویٰ کیا تھا کہ ۱۷ر دسمبر کو زمین پر زبردست زلزلے اور برساتی طوفان آئے گا جس کے باعث زمین کو سخت نقصان پہنچے گا۔ امام احمد رضا نے اس کا جواب اس رسالے کی صورت میں تحریر فرمایا جس کا ابتدائی اقتباس ملاحظہ کریں:

”یہ سب اوہام باطلہ وہوسات عاطلہ ہیں مسلمانوں کو ان کی طرف اصلاً التفات جائز نہیں۔ منجم نے ان کی بِنا کواکب کے طول وسطی پر رکھی جسے ہیأۃ جدیدہ میں طول بفرض مرکزیت شمس کہتے ہیں اس میں ۶ر کواکب باہم ۲۶ر درجے ۲۳ر دقیقے کے فصل میں ہوں گے مگر یہ فرض خود فرض باطل ومطرود اور قرآن عظیم کے ارشادات سے مردود ہے۔ نہ شمس مرکز ہے نہ کواکب اس کے گرد متحرک بلکہ زمین کا مرکز ثقل مرکز عالم ہے اور سب کواکب اور خود شمس اس کے گرد دائر۔ اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے:

(1) اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ (سورۃ الرحمٰن:۵)

”سورج اور چاند (کی چال) حساب سے ہے۔“

(2) وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّھَا (سورۃ یٰسٓ:۳۸)

”اور سورج چلتا ہے اپنے ایک ٹھہراؤ کے ساتھ۔“

(3) وَسَخَّرَ لَکُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَیْنِ (سورۃ ابراھیم:۳۳)

”اور تمہارے لیے سورج اور چاند مسخر کیے جو برابر چل رہے ہیں۔“

(4) وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ کُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی (سورۃ فاطر:۱۳)

”اور اس کے کام میں لگائے سورج اور چاند ہر ایک ایک مقرر معیاد تک چلتا ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۷، صفحہ ۲۳۰، مطبوعہ لاہور)

امام احمد رضا نے اپنے اس رسالہ فوز مبین میں مغربی سائنس دانوں نیوٹن، کوپرنیکس، کپلر، ہرشل، آئن اسٹائن، گیلی لیو اور مسلم سائنس داں ابن سینا اور ملا محمد جون پوری کے سائنسی نظریات کا تعاقب کرتے ہوئے ان کے غلط نظریات کا سائنسی اُصولوں کے تحت رد کیا ہے، ساتھ ہی ساتھ البیرونی اور ارشمیدس کے کئی اُصولوں کی تائید بھی کی ہے، اس سلسلے میں کتاب فوز مبین کا تفصیلی مطالعہ سائنسی دُنیا میں ایک مثبت تبدیلی لاسکتا ہے اور امام احمد رضا کو ایک عظیم سائنس داں ثابت کرسکتا ہے، اس لیے کم از کم مسلمان سائنس دانوں اور سائنسی اسکالرز کو چاہیے کہ امام احمد رضا کے ۱۰۵ر دلائل کا بغور مطالعہ کریں اور قرآن مجید کی سچائی ثابت کرنے میں امام احمد رضا کے موقف کی تائید کریں۔

حاصل گفتگو:

یہ بات حقیقت پر مبنی ہے کہ ایک مسلمان عالم دین نے علوم عقلیہ پر بھی بہت سارے رسائل فارسی اور اردو زبان میں لکھے ہیں اور یہ واحد سائنس داں ہیں جو ایک دو نہیں متعدد علوم عقلیہ پر ایسی ہی دسترس رکھتے ہیں جیسی دسترس وہ اسلامی علوم میں حاصل کیے ہوئے ہیں۔ یہ بات حیرت انگیز ہے کہ کسی کالج اور یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کیے بغیر وہ اپنے زمانے اور ماقبل زمانے کے متعدد معروف سائنس دانوں کو ان کی غلطیوں سے اس طرح آگاہ کرتے ہیں جیسے وہ ان سب کے اُستاد ہوں۔ دُنیا میں اب تک مختلف علوم وفنون کے سائنس داں تو ملتے ہیں مگر ایسا سائنس داں شاید آج تک دُنیا کے سامنے ظاہر نہ ہوا جو بیک وقت تمام سائنسی علوم میں مہارتِ تامہ رکھتا ہو اور اس کا تمام Fields میں قلمی کام بھی ہو۔ اس لیے احقر امام احمد رضا کو ایک ”ہمہ جہتی سائنسدان“ کہتا ہے، یعنی:

Imam Ahmad Raza A Scientist of Multidimenional Sciences

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا امسال (۲۰۲۱ء) میں جو ”۴۱ر ویں امام احمد رضا کانفرنس“ کا پروگرام ترتیب دے رہا ہے، وہ اس اعتبار سے نہایت اہم ہے کہ عیسوی اعتبار سے امام احمد رضا کے وصال کو امسال ۱۰۰ر سال مکمل ہو رہے ہیں (۱۹۲۱ء تا ۲۰۲۱ء) اور یوں عیسوی اعتبار سے امسال آپ کا ”صد سالہ عرس“ منایا جائے گا۔ چوں کہ عیسوی اعتبار سے آپ نے ۲۸ر اکتوبر ۱۹۲۱ء کو وصال فرمایا

تھا، لہٰذا ادارہ کے تحت اس سال کی امام احمد رضا کانفرنس ۲۸؍اکتوبر ۲۰۲۱ء کو کرنے کا ارادہ ہے، جو ماہِ صفر المظفر کے بجائے ربیع الاول ۱۴۴۳ھ کی ۲۰؍ یا ۲۱؍ تاریخ کو ہوگی۔ کانفرنس کو "امام احمد رضا بحیثیت عظیم مسلمان سائنس داں" کے عنوان سے منعقد کیا جائے گا اور اسی موضوع پر مقالات لکھوائے اور پڑھوائے جائیں گے۔ ان شاء اللہ

الحمدللہ! اب ادارہ کو ایک فعال ٹیم میسر ہے جس میں مولانا حاجی عبداللطیف قادری نوری، محترم منظور حسین جیلانی جیسے بزرگ بھی شریک ہیں، ان سب کے مشوروں اور دیگر معزز اراکین کی مشاورت سے ۴۱؍ویں امام احمد رضا کانفرنس کے موقع پر چند اہم پروجیکٹس کی تکمیل کے ساتھ فوزِ مبین پروجیکٹ کے تحت ہونے والا کام بھی پیش کیا جائے گا جس پر تیزی سے کام جاری ہے۔ برصغیر پاک و ہند کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی جہاں جہاں امام احمد رضا پر تحقیق کرنے والے مصروفِ عمل ہیں خاص کر علومِ عقلیہ کے حوالے سے، ان سے رابطہ کرلیا گیا ہے اور ان سب کو فوزِ مبین پروجیکٹ کی تحقیقات میں شامل کرلیا گیا ہے، ہم فوزِ مبین کو سہل بنا کر اس کا انگریزی ترجمہ شائع کرنے کی بھرپور کوشش کررہے ہیں، مگر اس میں ابھی وقت لگے گا، البتہ اس کے ایک پہلو کی تکمیل کرکے "زمین ساکن ہے" کے عنوان سے اس کو اردو اور پھر انگریزی زبان میں منتقل کرکے شائع کرنے کا ارادہ ہے، کوشش ہے کہ امام احمد رضا کانفرنس ۲۰۲۱ء کے موقع پر اس حصہ کو شائع کرسکیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

☆☆☆

افکارِ رضا کی کرنیں اور منفی افکار کے جراثیم

سُنی سُنائی باتوں پر کان دَھرنا اہلِ علم کا شیوہ نہیں، وہ تو بزمِ تحقیق و مطالعہ سجاتے ہیں

غلام مصطفیٰ رضوی
اعلیٰ حضرت ریسرچ سینٹر/نوری مشن مالیگاؤں

جھوٹ، مغالطہ، پروپیگنڈہ اہلِ علم کا شیوہ نہیں......اہلِ علم تو بِنا تحقیق کوئی بات نہیں کہتے......سُنی سُنائی باتوں پر کان نہیں دَھرتے......جھوٹ کو سچ بنا کر نہیں پیش کرتے......لیکن! بُرا ہو عصبیت کا، حسد کے جراثیم جب پنپتے ہیں تو وَحشت میں ہر نقشہ اُلٹا نظر آنے لگتا ہے......یہی کچھ امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی (وصال ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) سے متعلق کیا گیا......جب دیکھا گیا کہ اعلیٰ حضرت کے علم و فن، تحقیق و تدقیق کا شہرہ ہو رہا ہے...... پاکیزہ فکریں! علم کی بنیاد پر خدماتِ اعلیٰ حضرت کی سَمت مائل ہو رہی ہیں......تو پروپیگنڈا مہم چلائی گئی......جھوٹ بولا، کہا، لکھا، چھاپا گیا......اِس ضمن میں پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رقم طراز ہیں:

''مطالعہ و مشاہدہ نیک و بد اور خیر و شر کی پہچان کا بہترین ذریعہ ہے، پروپیگنڈے سے کچھ وقت کے لیے خیر کو شر اور نیک کو بد بنا کر پیش کیا جا سکتا ہے مگر ہمیشہ کے لیے نہیں؛ مطالعہ کے بعد جب جہل و لاعلمی کے پردے اُٹھتے ہیں تو مطلع صاف نظر آنے لگتا ہے۔''(۱)

پھر ہوا بھی یہی کہ......جب خوب جھوٹ بولا گیا، لکھا گیا، شائع کیا گیا، تو اہلِ تحقیق سچ کی تلاش میں چل پڑے......مطالعۂ رضویات کے ابواب کھل گئے......تہ در تہ مغالطے کی فضا چاک ہونے لگی...... مطلع صاف نظر آنے لگا......سچ کی صبح طلوع ہوئی...... مینارِ قصرِ رضاؔ کی بلندی صاف دکھائی دینے لگی۔

مجھے ڈرا نہیں سکتی فضا کی تاریکی
مِری سرشت میں ہے پاکی و درخشانی

باطل تحریکات نے بڑا زور لگایا کہ علمی دُنیا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے کارناموں سے غافل

رَہ جائے......لیکن روشنی ظاہر ہو کر ہی رہتی ہے، اس کے نصیب میں چھپنا نہیں......مکر و فریب کے پردے چاک ہو کر رہتے ہیں اور حق واضح ہو جاتا ہے بہ قول پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد:

''۱۹۵۷ء سے راقم مسلسل لکھ رہا ہے لیکن امام احمد رضا کی سوانح اور علمی و سیاسی خدمات کی طرف ۱۹۷۰ء میں متوجہ ہوا، جب دیکھا کہ......اربابِ علم و دانش اس طرف سے برابر پہلو تہی کر رہے ہیں، اور......غلط فہمیوں کی برابر تشہیر کی جا رہی ہے، تو شرم و ندامت کے اس بوجھ کو ہلکا کرنے کے لیے جس کے تلے ہمارے محققین و مؤرخین دَب رہے تھے، اس طرف متوجہ ہونا پڑا۔ اور یہ فرض کفایہ ادا کرنا پڑا......'' (۲)

بہ ایں وجہ آپ نے امام احمد رضا پر سب سے پہلا مقالہ ''فاضل بریلوی اور ترکِ موالات'' لکھا جس نے مقبولیت کی بلندی پر اپنا علم نصب کر دیا......یونیورسٹیوں کے پروفیسرز اور اہلِ تحقیق دنگ رہ گئے......اور اُجالا پھیل گیا......جھوٹ کی اندھیریاں چھٹ گئیں......سچ ہے کہ: ''مطالعہ ہی غیر محبوب کو محبوب بنا دیتا ہے اور سچ کو جھوٹ سے الگ کر دیتا ہے......'' (۳) تو جو سرمایۂ ملت کا علم بردار تھا......اسلام کی سچی تعلیمات کا داعی تھا......عشقِ رسول میں وارفتہ تھا، اسی کی ذات کو نشانہ بنایا گیا......اُس کی خدمات کو قصداً چھپانے کی کوشش کی گئی......اُس کی تصانیف کے خلاف رُکاوٹیں کھڑی کی گئیں......کہ علمی دُنیا میں حسن بے نقاب نہ ہو جائے......مسعودِ ملت نے سچ کہا:

''حقیقت یہ ہے کہ امام احمد رضا خاں بریلوی نے پوری قوت کے ساتھ سوادِ اعظم اہلِ سنّت کے اس عالمی مسلک کی حفاظت اور مدافعت فرمائی اور اس کو دُشمنوں کے ہاتھوں برباد نہیں ہونے دیا......'' (۴)

اعلیٰ حضرت نے اہلِ سنّت کو باطل کی تیز و تند آندھیوں سے بچایا......قادیانیت کی بیخ کنی کی......وہابیت کے نئے و باطل عقائد سے چمنِ اسلام کی حفاظت کی......ناموسِ رسالت ﷺ پر پہرے دیے......یہ فکر دی ؎

انھیں جانا انھیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دُنیا سے مسلمان گیا

پھر ایک وقت آیا......جب جامعات کی فضائیں ذکرِ رضاؔ سے گونجنے لگیں......جب مدارس و

دانش کدے نغماتِ رضاؔ سے گونج گونج اُٹھے......ہر سمت تحقیقاتِ رضویہ کے اُجالے پھیل گئے...... ؎

گونج گونج اُٹھے ہیں نغماتِ رضا سے بوستاں
کیوں نہ ہو کس پھول کی مدحت میں وا منقار ہے

آج ہر بزم میں چرچا رضاؔ کا ہے......مطبوعات کا ہجوم ہے......افکارِ پاکیزہ کی چمک سے بزمِ علم منور ہے......تحقیق کے نئے نئے ابواب کھل رہے ہیں......اشاعتِ دین کے کئی تحقیقی مینارے فکرِ رضاؔ کی روشنی میں نہائے ہوئے ہیں......ہر روز نئی کرن، نیا اُجالا، نئی روشنی......پوری بزم منور ہو گئی...... ؎

احمد رضاؔ کی شمع فروزاں ہے آج بھی
خورشیدِ علم ان کا درخشاں ہے آج بھی

بہرکیف! تحقیقِ فکر کا تقاضا ہے کہ:

[۱] سُنی سُنائی باتوں کی کوئی اہمیت نہیں......سُنی سُنائی پر کان نہ دھرا جائے......

[۲] پروپیگنڈوں پر کان دَھرنا اہلِ علم کا شیوہ نہیں......جب کوئی خبر آئے تو پہلے تحقیق کی جائے......پھر کوئی رائے ''سچ'' کی روشنی میں قائم کی جائے......

[۳] جھوٹ کی عمر مختصر ہوتی ہے......ممکن ہے کہ سچ کے بارے میں جھوٹ کے سہارے دلی عناد کا مظاہرہ کیا جا رہا ہو......ممکن ہے کہ حسد کی بنیاد پر کام کی راہ میں رُکاوٹیں قائم کی جا رہی ہوں......آج یہی کام وہ طبقے بھی کر رہے ہیں......جنھیں کام نہیں بھاتا......جنھیں کام پسند نہیں......کام کے مقابل پروپیگنڈے کا سہارا لیتے ہیں......لیکن! پاکیزہ مزاج منصفانہ نگاہ رکھتے ہیں......وہ سُنی سُنائی پر کان نہیں دَھرتے......تحقیق سے کام لیتے ہیں......سچ ہی قبول کرتے ہیں......جھوٹ کو مسترد کر دیتے ہیں......آج اسی کی ضرورت ہے......آج اعلیٰ حضرت کی خدمات کی قندیل فروزاں کر کے دل و دماغ کو منور کرنے کی ضرورت ہے......

ہم اہلِ علم سے گزارش کریں گے کہ وہ اعلیٰ حضرت کی خدمات کا مطالعہ کریں......انھیں پڑھیں......ان کی تصانیف مسلکِ سلفِ صالحین کی ترجمان ہیں......تحقیق و تدقیق کا مرجع ہیں......انھوں نے مسلکِ سلفِ صالحین کی نمائندگی و ترجمانی کی......ان شاء اللہ! مطالعہ سے سچ کی

راہ ظاہر ہوگی......فکر و نگاہ کا قبلہ درست ہوگا......ایمان تازہ ہوگا......عقیدہ و عقیدت میں نکھار آئے گا......رہِ حق واضح دکھائی دے گی......اللہ تعالیٰ قبولِ حق اور سچائی کی توفیق بخشے......سُنی سُنائی پر کان دَھرنے سے بچائے......شعورِ صدق و وَفا دے......آمین

حوالہ جات:

۱......محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر، گناہ بے گناہی، المجمع الاسلامی مبارک پور ۱۹۹۳ء، ص ۴

۲......محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر، آئینۂ رضویات، ج ۴، مرتب عبدالستار طاہر مسعودی، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی ۲۰۰۴ء، ص ۱۲

۳......محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر، امام احمد رضا اور عالم اسلام، ادارۂ مسعودیہ کراچی ۲۰۰۰ء، ص ۲۷

۴......محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر، تقدیم البریلویت کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ، رضا اکیڈمی ممبئی ۲۰۰۶ء، ص ۲۱

☆☆☆

ترجمہ ''کنز الایمان'' کی پہلی اشاعت

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے شہرۂ آفاق ترجمۂ قرآن ''کنز الایمان'' کی اوّلین اشاعت کا سہرہ بھی صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ کے سر ہے۔ کنز الایمان کی اوّلین، عمدہ اور خوب صورت طباعت کے لیے صدر الافاضل علیہ الرحمۃ نے جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں بطور خاص پریس لگوایا۔ جس میں کام کرنے والے سارے افراد خوش عقیدہ مسلمان تھے جو باوضو ہو کر کنز الایمان کی کتابت سے لے کر جلد سازی تک کے تمام مراحل بڑے انہماک اور عقیدت سے طے کرتے تھے۔ اور سارے عمل کی نگرانی صدر الافاضل علیہ الرحمۃ خود کرتے تھے۔ آج دُنیا میں جو کنز الایمان دست یاب ہے یہ وہی کنز الایمان ہے جسے صدر الافاضل علیہ الرحمۃ نے شائع کرایا تھا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کنز الایمان پر تفسیری حاشیہ بنام ''خزائن العرفان فی تفسیر القرآن'' لکھا جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے پہلا مکمل حاشیہ ہے۔

مولانا محمد عبد المبین نعمانی قادری

[مجلہ یادگارِ رضا، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی ۲۰۱۶ء، شمارہ ۲۳، ص ۲۴، ۲۵]

امام احمد رضا اور حفاظت اعمال

ثار مصباحی

رکن: روشن مستقبل، دہلی

یہ مسلّمات میں سے ہے کہ نیتوں میں پاکیزگی اور ارادوں میں اخلاص ہی سے کوئی عمل قبولیت کے لائق ٹھہرتا ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو بڑے سے بڑا عمل بھی بارگاہِ الٰہی تک رسائی کے قابل نہیں ہوتا۔ اس لیے مومن کا ہر عمل ہمیشہ اللہ کے لیے ہونا چاہیے اور بندے کو اپنے ہر عمل سے پہلے تحسینِ نیت کا بہر حال خیال رکھنا چاہیے۔ بلکہ عمل کے دوران اور اس کے بعد بھی اپنے اس نیک عمل کی حفاظت کرنا چاہیے۔ یعنی عمل کے آغاز میں تحسینِ نیت کے ساتھ عمل کے دوران اور اس کے بعد نیت اور عمل کی حفاظت بھی ایک نہایت ضروری چیز ہے، تاکہ دورانِ عمل یا عمل کے بعد اسے اکارت کرنے والی کوئی چیز کسی طرف سے نہ آنے پائے۔

کوئی عملِ خیر کرنے کے بعد بہت سارے ایسے مواقع آتے ہیں جب ریا، یا سمعہ، یا اور کسی وجہ سے اس عمل کا ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔ اور بسا اوقات انسان کو اس کا احساس تک نہیں ہوتا۔ اسی لیے قرآن و حدیث میں جہاں ایک طرف ریاکاری کی مذمت آئی ہے وہیں دوسری طرف یہ بھی حکم آیا ہے:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى۔ [سورۃ البقرۃ: 264]

اے ایمان والو! احسان جتا کر اور تکلیف پہنچا کر اپنے صدقے برباد نہ کرو۔

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ

[سورۃ محمد: 33]

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، اور رسول کی اطاعت کرو، اور اپنے اعمال باطل (برباد) نہ کرو۔

اعمال کیسے برباد ہوتے ہیں؟

ریا اور سمعہ عمل سے پہلے، عمل کے دوران اور عمل کے بعد بھی ہو سکتے ہیں۔ مگر عمل صرف

ریاکاری اورسمعہ (یعنی یہ خواہش کہ لوگ میرے اس عمل کا چرچا کریں اوراچھا سمجھیں) ہی سے ضائع نہیں ہوتا اس کی دوسری وجوہات بھی ہوتی ہیں، مثلاً صدقہ دے کر یا بھلائی کر کے احسان جتانے، یا صدقہ لینے والے کواذیت دینے، یااپنےعمل کی جزا کسی مخلوق سے چاہنے یاکسی کے تحفے وہدیے کواپنے اسی عملِ خیر کا صلہ وبدلہ سمجھنے سے بھی عمل کا ثواب ضائع ہوجاتا ہے۔(نوٹ: یہاں گفتگوعمل کے دوران یابعد میں کسی خامی کے سبب کسی نیکی کا ثواب ضائع ہونے کی ہے۔کفروشرک ونفاق وغیرہ کی وجہ سے جو اعمال اکارت ہوتے ہیں،ان پر گفتگو نہیں ہے۔)

بعض معتمد احباب کی زبانی سنا ایک واقعہ اس موقعے پر ذکر کرنا فائدے سے خالی نہیں۔

ایک بڑے ادارے میں ایک طالبِ علم نے کئی سال تک بلاعوض اذان دی۔ایک باراس کی کسی غلطی پر پرنسپل نے کچھ تادیبی کارروائی کی۔مگراس طالبِ علم کا اصرار تھا کہ مجھ پر یہ کارروائی نہ کی جائے۔اپنی گزارش کے دوران اس کے منھ سے یہ جملہ بھی نکلا: میں نے اتنے سالوں تک مفت میں بلاعوض اذان دی ہے اس لیے میرے ساتھ رعایت کی جائے۔ پرنسپل جوخود ایک نکتہ رس فقیہ وصوفی تھے انھوں نے برجستہ فرمایا: افسوس! تم نے ایک معمولی سی رعایت کے لیے اپنی اتنے سالوں کی اذان کا ثواب ضائع کردیا۔!

اس قسم کے واقعات سے یہ سبق ملتا ہے کہ انسان کو جب تک اپنا نیک عمل یاد رہے تب تک اس کی حفاظت کرتے رہنا چاہیے۔شاید اسی لیے بزرگوں نے اپنی نیکیاں بھول جانے کی تعلیم دی ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری کی سیرت وسوانح اورتحریرات کے مطالعے سے یہ چیز بالکل روشن ہوجاتی ہے کہ وہ تحسینِ نیت کے ساتھ حفاظتِ اعمال کا بھی ہمیشہ خیال رکھتے اوراس پر زور دیتے تھے۔بحرِ تصوف کا ایک شناور ہونے کی وجہ سے وہ تمام باریکیوں سے واقف تھے اوراسی لیے نفس اور شیطان کی تمام چالوں سے اپنے اعمال کی حفاظت فرماتے تھے۔ بلکہ وہ ان دروازوں کو پیشگی بند کردیتے تھے جن دروازوں سے ہمارا ازلی دُشمن شیطانِ لعین ہمارے کیے ہوئے اعمال کا ثواب ضائع کرنے کے لیے حملہ آور ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ امامِ اہلِ سنت اپنے کسی عمل یافتویٰ نویسی یاتصنیفی کام پر اہلِ دُنیا میں کسی سے نہ تو جزا وانعام کے کبھی خواہش مند ہوئے اورنہ پذیرائی اورتحفہ وبدل کے۔نصف صدی سے زیادہ عرصے تک لِوَجہِ اللہ فتویٰ نویسی اورتصنیف وتالیف کرتے رہے اورکبھی اس پر اُجرت اوردُنیوی منفعت کا خیال

بھی دل میں نہیں آنے دیا۔(هذا ما يظهر لنا من خلال سيرته، ولانزکی علی اللہ أحدا).

فتوے کی فیس!

دور دراز سے آئے ایک استفتا میں مستفتی نے فتوے کی فیس کی بات کی، تو اس کے سوال کا جواب دینے کے بعد آخر میں اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں:

یہاں بحمداللہ تعالیٰ فتویٰ پر کوئی فیس نہیں لی جاتی۔ بفضلہ تعالیٰ تمام ہندستان ودیگرممالک مثل چین وافریقہ وامریکہ وخود عرب شریف وعراق سے استفتا آتے ہیں اورایک وقت میں چار چار سوفتوے جمع ہوجاتے ہیں۔ بحمداللہ تعالیٰ حضرت جدامجد قدس سرہ العزیز کے وقت سے اس ۱۳۳۷ھ تک اس دروازے سے فتوے جاری ہوئے، اکانوے (۹۱) برس، اورخود اس فقیر۔غفرلہ۔ کے قلم سے فتوے نکلتے ہوئے اکاون (۵۱) برس ہونے کو آئے، یعنی اس صفر کی ۱۴؍تاریخ کو پچاس (۵۰) برس چھ (۶) مہینے گزرے۔ اس نو (۹) کم سو (۱۰۰) برس میں کتنے ہزار فتوے لکھے گئے۔ بارہ مجلد تو صرف اس فقیر کے فتاوے کے ہیں۔ بحمداللہ یہاں کبھی ایک پیسہ نہ لیا گیا، نہ لیا جائے گا۔ بعونہ تعالیٰ ولہ الحمد۔ معلوم نہیں کون لوگ ایسے پست فطرت ودَنِی ہمت ہیں جنھوں نے یہ صیغہ کسب کا اختیار کر رکھا ہے، جس کے باعث دور دور کے ناواقف مسلمان کئی بار پوچھ چکے ہیں کہ فیس کیا ہوگی؟

وَمَآ اَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَیۡهِ مِنۡ اَجۡرٍ ۚ اِنۡ اَجۡرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ (سورۃ الشعراء:164)

میں تم سے اس پر کوئی اجر نہیں مانگتا۔ میرا اجر تو سارے جہاں کے پروردگار پر ہے۔ اگروہ چاہے۔ (فتاویٰ رضویہ مترجم، جلد6، ص562)

یہاں تعویذ بکتا نہیں ہے!

ایک مرتبہ ایک صاحب امامِ اہلِ سنت کے پاس آئے، اورخدمت میں بدایونی پیڑوں کی ہانڈی پیش کی۔

آپ نے فرمایا: کیسے تکلیف فرمائی؟

انھوں نے کہا کہ سلام کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ اعلیٰ حضرت جوابِ سلام فرما کر کچھ دیر خاموش رہے، اور پھر دریافت فرمایا: کوئی کام ہے؟

انھوں نے عرض کی: کچھ نہیں، حضور! محض مزاج پُرسی کے لیے آیا تھا۔

ارشاد فرمایا: عنایت ونوازش۔

اور کافی دیر خاموش رہنے کے بعد پھر آپ نے مخاطب ہو کر فرمایا: کچھ فرمائیے گا؟

انھوں نے پھر نفی میں جواب دیا۔

اس کے بعد اعلیٰ حضرت نے وہ شیرینی مکان میں بھجوادی۔

اب وہ صاحب تھوڑی دیر بعد ایک تعویذ کی درخواست کرتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرمایا:

میں نے تو آپ سے تین بار دریافت کیا تھا مگر آپ نے کچھ نہیں بتایا۔ اچھا تشریف رکھیے۔ اور اپنے بھانجے علی احمد خان صاحب (جو تعویذ دیا کرتے تھے) کے پاس سے تعویذ منگا کر ان صاحب کو عطا فرمایا اور ساتھ ہی حاجی کفایت اللہ صاحب (خادم) نے اعلیٰ حضرت کا اشارہ پاتے ہی مکان سے وہ مٹھائی کی ہانڈی منگوا کر سامنے رکھ دی۔ اعلیٰ حضرت نے وہ مٹھائی ان الفاظ کے ساتھ واپس فرمادی:

’’اس ہانڈی کو ساتھ لیتے جائیے۔ یہاں تعویذ بِکتا نہیں ہے۔‘‘ (حیاتِ اعلیٰ حضرت)

یہ سدِ باب اور ضیاعِ عمل کا دروازہ بند کرنے کی ایک مثال ہے۔ امامِ اہلِ سنت علیہ الرحمہ خلقِ خدا کی امداد، اور ضرورت مندوں کی حاجت روائی صرف رضاے الٰہی کے لیے کرتے تھے۔ نام و نمود یا کسی بندے سے اس عمل پر کسی صلہ کے کبھی خواہش مند نہ ہوتے۔ اسی لیے تعویذ اور دَم درود جو خدمت و اِفادۂ خلق کا ایک موثر اور اہم ذریعہ ہے اس پر اُجرت جائز ہونے کے باوجود کبھی کسی سے کوئی اُجرت نہیں لیتے تھے۔ اُجرت لینا تو دور، اُجرت کے شبہے سے بھی پرہیز کرتے تھے۔ انھوں نے آنے والے شخص کا نذرانہ قبول فرمالیا کیوں کہ نذر قبول کرنا سنت ہے۔ ان سے نہایت حکیمانہ انداز میں آنے کا مقصد بھی پوچھ لیا اور جب اطمینان ہو گیا کہ مٹھائی کا یہ برتن خالص نذرانہ ہے، اس کے بدلے یہ کسی چیز کے خواہاں نہیں ہیں تو پھر وہ مٹھائی گھر کے اندر بھجوادی۔ مگر جب انھوں نے تعویذ طلب کی تو یہ لگا کہ وہ تعویذ لینے کے لیے ہی مٹھائی لے کر آئے تھے۔ اگر اب بھی اسے قبول کرلیا جاتا تو یہ خدمتِ خلق، عوض اور صلے سے پاک نہ ہوتی، یا کم از کم اُجرت و بدل ہونے کا ایک قوی احتمال ضرور رہتا۔ بلکہ اگر

آپ کے دل میں یہ بات جم جاتی کہ یہ مٹھائی اسی تعویذ کے لیے ہے تو اس عملِ خیر کا ثواب ہی نہیں ملتا۔ اس لیے اپنے عملِ خیر کی حفاظت کے لیے مٹھائی کا برتن واپس کردیا، اور انھیں تنبیہ بھی کردی تاکہ آئندہ وہ خود بھی آگاہ رہیں اور دوسرے بھی!

میلاد خوانی کا بدلہ!

ایک بار آپ سے سوال کیا گیا کہ:

میلاد شریف جس کے یہاں [ہے، وہ] پڑھنے والے کی دعوت کرے تو پڑھنے والے کو [کھانا] چاہیے یا نہیں؟ اور اگر کھایا تو پڑھنے والے کو کچھ ثواب ملے گا یا نہیں؟ **بینوا توجروا**۔

اس پر اعلیٰ حضرت نے جو جواب دیا اسے پڑھنے سے پہلے آج کے ماحول پر غور کریں اور پھر یہ دیکھیں کہ ان سے سوال کرنے والے علما وطلبہ بھی کس قدر احتیاط پسند، باریک بیں، اور نیکیوں کے معاملے میں بیدار تھے۔

امامِ اہلِ سنت نے اس سوال کا یہ جواب دیا:

الجواب: ’’پڑھنے کے عوض‘‘ کھانا کھلاتا ہے تو یہ کھانا نہ کھلانا چاہیے، نہ کھانا چاہیے۔ اور اگر کھائے گا تو یہی کھانا اس کا ثواب ہو گیا اور ثواب کیا چاہتا ہے؟

بلکہ جاہل [جاہلوں] میں جو یہ دستور ہے کہ پڑھنے والوں کو عام حصوں سے دونا [شیرینی وغیرہ] دیتے ہیں اور بعض احمق پڑھنے والے اگر ان کو اَوروں سے دونا نہ دیا جائے تو اس پر جھگڑتے ہیں۔ یہ زیادہ لینا دینا بھی منع ہے، اور یہی اس کا ثواب ہو گیا۔ قال اللہ تعالیٰ: **لاتشتروا بآیٰتی ثمنا قلیلا**۔ (فتاویٰ رضویہ، مترجم، جلد ۲۱، صفحہ ۶۶۴، ۶۶۵)

(نوٹ: سوال و جواب میں بریکٹ [] کے اندر والے الفاظ میرے ہیں جو وضاحت کے لیے ہیں۔ نثار احمد)

یہ فتویٰ جہاں نیکی کی حفاظت پر مہمیز کرتا ہے وہیں آج کے رائج ماحول میں اسٹیجی طبقے کو اصلاحِ نفس کی بھی دعوت دیتا ہے۔ اس فتوے کی روشنی میں ہم اپنا اور اپنے سماج کا جائزہ لیں کہ نیک اعمال کا اخروی ثواب ہم لوگ کس۔کس طرح ضائع کردیا کرتے ہیں!

تحریر...ایک حسنۂ جاریہ اور گناہِ جاری!

انسان کی موت کے بعد دُنیا میں اس کے باقی رہنے والے اعمال میں اس کی تحریریں بھی ہوتی ہیں۔تصنیف وتالیف انسانی اعمال میں اس جہت سے بےحد اہمیت رکھتی ہیں کہ یہ اس کی موت کے بعد بھی نیکی یا بدی میں اضافہ کا سبب بنتی ہیں۔اگر خیر پر مبنی اور بندگانِ خدا کے لیے نفع بخش ہیں تو نیکیوں کا ایسا سلسلہ قائم کر دیتی ہیں جس سے بندہ اپنی موت کے بعد بھی لگاتار نفع اُٹھاتا رہتا ہے۔لیکن اگر۔خدانخواستہ۔شر پر مبنی ہیں تو مرنے کے بعد بھی گناہوں کا بوجھ بڑھاتی رہتی ہیں۔اس لیے قلم اُٹھاتے وقت بندے کو کافی محتاط رہنا چاہیے۔اگر اس موضوع پر لکھنے اور انصاف کرنے کی اہلیت نہ ہو یا نیت اور الفاظ آلودہ ہوں تو قلم روک لینا چاہیے۔

ملا علی قاری علیہ الرحمہ اپنی کتاب ’’تطہیر الطویۃ‘‘ کے خاتمے میں لکھتے ہیں: **المخلصون علی خطر عظیم۔**

اخلاص [کے ساتھ عمل کرنے] والے بھی بڑے خطرے میں ہوتے ہیں۔(یعنی عمل کے ضائع ہونے کا خطرہ ہمیشہ لگا رہتا ہے۔)

علامہ شاطبی (متوفی ۷۹۰ھ) ’’الموافقات‘‘ میں لکھتے ہیں:

طُوبَى لِمَنْ مَاتَ وَمَاتَتْ مَعَهُ ذُنُوبُهُ، وَالْوَيْلُ الطَّوِيلُ لِمَنْ يَمُوتُ وَتَبْقَى ذُنُوبُهُ مِائَةَ سَنَةٍ وَمِائَتَيْ سَنَةٍ، يُعَذَّبُ بِهَا فِي قَبْرِهِ، وَيُسْأَلُ عَنْهَا إِلَى انْقِرَاضِهَا۔

’’بھلائی ہے اس کے لیے جو مرا اور اس کے ساتھ اس کے گناہ بھی فنا ہو گئے۔اور لمبی تباہی ہے اس کے لیے جو مر جاتا ہے مگر اس کے گناہ ۱۰۰؍سال اور ۲۰۰؍سال تک باقی رہتے ہیں۔جن کی وجہ سے قبر میں اسے عذاب ہوتا ہے اور ان کے ختم ہونے تک اس سے محاسبہ ہوتا ہے۔‘‘

اس لیے قلم چلاتے وقت انسان کو کافی ہوشیار رہنا چاہیے۔خاص طور سے اس سوشل میڈیائی دور میں جب قلم کا کام محض انگلیوں کی حرکت سے ہو جاتا ہے اور ہمارا لکھا ہوا لفظ سوشل میڈیا کے وسیع سمندر میں اس طرح پھیل جاتا ہے کہ اسے مٹانا پھر ہمارے بس میں نہیں رہتا، اس میں تو نہایت درجہ احتیاط کی ضرورت ہے۔مگر افسوس کہ بہت سے لوگوں کا معاملہ اس کے بالکل برعکس نظر آتا ہے۔وہ گالی، بدزبانی، افترا، جھوٹ، اور نہ جانے کیسی کیسی برائیوں پر مشتمل تحریریں اپنی انگلیوں کی حرکت سے لکھ

ڈالتے ہیں، جو سالہا سال تک باقی رہتی یا اِدھر اُدھر گردش کرتی رہتی ہیں، اور اس طرح لکھنے والے کا یہ گناہ، گناہِ جاری بن جاتا ہے۔انسان لکھ کر بھول جاتا ہے، مگر نہ تو ’’مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ۔‘‘[سورۃ ق:18] فرمانے والا رب عزوجل بھولتا ہے اور نہ ہی اس کے فرشتے انسانی اعمال لکھنے سے کبھی غافل ہوتے ہیں۔

بندے کی ایسی تحریر کی وجہ سے وبالوں اور مصیبتوں کا ایک پہاڑ تیار ہوتا رہتا ہے جس کا سامنا یقیناً موت کے بعد اسے کرنا ہی ہوگا۔اللہ عزوجل سمجھ عطا کرے۔

نہ مُرانوش زتحسیں ...

اگر انسان کچھ لکھتے وقت اور لکھنے کے بعد اپنی نیت خالص رکھے، جو لکھے اللہ کی رضا کے لیے لکھے، اور اس پر کسی انسان سے جزا و انعام یا خلقِ خدا میں شہرت و پذیرائی کی خواہش اپنے دل میں نہ پیدا ہونے دے تو یہ بہت بڑی حصولیابی ہے۔جس کی لاثانی اہمیت کا ہم میں سے بہتوں کو صحیح اندازہ نہیں ہے۔

پہلے بعض علمی حلقوں میں ایک جزوی رواج پایا جاتا تھا کہ اپنی نوتصنیف شدہ علمی و تحقیقی کتاب کسی حاکم و نواب یا بادشاہ کی طرف منسوب کر دی جاتی تھی، یا لکھ کر اس کا پہلا نسخہ بادشاہ و حاکم کو تحفہ و ہدیہ کیا جاتا تھا۔بھارت میں مسلم سلطنتوں اور نوابی ریاستوں کی بقا کے دور تک یہ ظاہرہ پایا جاتا رہا ہے۔جو علما بادشاہوں اور حاکموں کی طرف اپنی کتابیں منسوب کرتے رہے یقیناً حسنِ ظن کا تقاضا یہی ہے کہ وہ کسی اچھی نیت کے ساتھ یہ کام کرتے رہے ہوں گے۔مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یہ عمل فسادِ نیت اور اکارتِ سعی کی ایک راہ ضرور کھولتا ہے۔شیطان کی چالیں نہایت باریک ہوتی ہیں۔ممکن ہے انسان اس پر صلہ و انعام کی خواہش کر بیٹھے، یا اس تصنیف کے ذریعے حاکموں کے قرب یا ان کے دربار میں قدر و منزلت میں اضافے کا تمنائی ہو جائے۔اور اس طرح وہ دینی و علمی تصنیف اخروی اعتبار سے ضائع ہو کر رہ جائے۔

امام احمد رضا قادری کے دور میں بھی بہت سے مصنفین اپنی اہم تصنیفات مکمل ہونے کے بعد انھیں حکمرانوں، بادشاہوں اور نوابوں کی خدمت میں پیش کرتے یا منسوب کرتے تھے۔اور حاکمانِ دُنیا کی طرف سے بسا اوقات انھیں انعام و اِکرام سے بھی نوازا جاتا تھا۔مَیں آج ہی ردِ آریہ پر شمالی ہند

کے ایک مصنف کی تقریباً ۱۰۰؍سال پرانی ایک کتاب پڑھ رہا تھا۔ اس کے ٹائٹل پر ''ہدیہ مصنف بعالی جناب فیض مآب نواب سالار جنگ بہادر حیدرآباد دکن'' لکھا ہوا ہے۔ مگر۔ میرے علم کی حد تک۔ امام احمد رضا نے کبھی اپنی کوئی تصنیف کسی حاکم کے نام منسوب نہیں کی، نہ اپنی کوئی تصنیف مکمل ہونے کے بعد کبھی کسی نواب وحکمراں کو تحفے وہدیے کے طور پر پیش کی، اور نہ اپنی کسی تحریر کی خلق میں پذیرائی کی تمنا کی!!

اِرضائے خلق اور طمعِ دُنیا کے لیے کچھ لکھ کر اپنے دین کو پارۂ ناں بنانے کی بات تو دور، وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رضا کے لیے لکھی گئی تحریروں کا اہلِ دُنیا کی طرف انتساب بھی گوارا نہیں کرتے تھے۔

فقہِ حنفی کے اُصولِ افتا اور رسم المفتی پر آپ کی بے نظیر تصنیف ''أجلی الِا علام أن الفتوی مطلقاً علی قولِ الِامام'' (1334ھ) جب مکمل ہوئی تو آخر میں آپ نے لکھا:

رأیتُ الناسَ یتحفون کتبھم إلی ملوك الدنیا، و أنا العبد الحقیر خدمتُ بھذہ السطور ملِکاً فی الدین، إمام أئمة المجتھدین -رضی اللہ تعالی عنه و عنھم أجمعین- فإن وقعت موقع القبول فذاك نھایة المسئول و منتھی المأمول. و ما ذلك علی اللہ بعزیز، إن ذلك علی اللہ یسیر، إن اللہ علی کل شیء قدیر، و للہ الحمد و إلیه المصیر. و صلی اللہ تعالیٰ علی المولی الأکرم، و آله و صحبه و بارك و سلم۔

ترجمہ: میں نے دیکھا ہے کہ لوگ شاہانِ دُنیا کے دربار میں اپنی کتابوں کا تحفہ پیش کرتے ہیں۔ اور مجھ بندۂ حقیر نے تو اِن سطور (أجلی الِا علام) سے دین کے ایک بادشاہ اور ائمۂ مجتہدین کے امام (یعنی امام ابوحنیفہ) کی خدمت گزاری کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن سے اور سبھی مجتہدین سے راضی ہو۔ تو (یہ سطریں) اگر مقامِ قبول پا جائیں تو یہی انتہائے مطلوب اور منتہائے اُمید ہے۔ اور اللہ پر یہ کچھ دُشوار نہیں۔ بلاشبہہ یہ خدا پر آسان ہے۔ یقیناً اللہ ہرشی پر قادر ہے۔ اور اللہ ہی کے لیے حمد ہے، اور اسی کی جانب رُجوع ہے۔ اور اللہ تعالیٰ درود وسلام و برکت نازل فرمائے آقائے اکرم اور اُن کی آل و اصحاب پر۔ (فتاویٰ رضویہ، طبع قدیم، جلد اول، صفحہ 407)

آپ ان کے الفاظ وتعبیرات پر غور کریں۔ لکھتے ہیں: ''اگر یہ سطریں مقامِ قبول پا جائیں تو یہی انتہائے مطلوب اور منتہائے امید ہے۔'' [ترجمہ]

اتنا ہی نہیں، اس کے بعد کے تین جملے بارگاہِ الٰہی میں ان کی عاجزی، دلی کیفیات وجذبات اور تحریر کی قبولیت کی بیکراں چاہت پر بھی دلالت کر رہے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں [ترجمہ]:

اللہ پر یہ کچھ دُشوار نہیں!!

بلاشبہہ یہ خدا پر آسان ہے!!

یقیناً اللہ ہرشی پر قادر ہے۔

امام احمد رضا قدس سرہ اپنے رب کی رضا کے لیے کیے گئے اعمال کی ہر غیر سے حفاظت فرماتے، اور صرف اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں قبولیت کے تمنائی رہتے۔ نہ مخلوقات کی رضامندی اور دُنیا کی پذیرائی کے لیے کچھ کرتے، اور نہ اعمال ضائع کرنے والی چیزوں سے کبھی غافل ہوتے تھے۔ یہ امام احمد رضا کی زندگی کا وہ روشن باب ہے جو انھیں ایک عام مولوی سمجھنے والوں کو بھی دعوتِ نظارہ دیتا ہے اور ان سے نسبت وعشق کا دعویٰ رکھنے کے باوجود ان کے نقشِ قدم پر نہ چلنے والوں کو بھی دعوتِ عمل دیتا ہے۔

☆☆☆

امام احمد رضا اور اصلاحِ اُمت

محمد مبشر رضا ازہر مصباحی، بھیونڈی

مجدد اسلام امام احمد رضا قدس سرہ سرزمین ہندوستان کی ایک عظیم انقلاب آفریں اور متنوع شخصیت کا نام ہے، آپ نے جس خانوادہ میں آنکھیں کھولیں وہ خانوادہ خاندانی شرافت و وجاہت، دینی شان وشوکت، سماجی عزت وعظمت، اخلاقی اقتدار ومنزلت اور دنیاوی اثر ورسوخ کی وجہ سے محتاجِ تعارف نہیں، امام العلماء مفتی رضا علی خان اسی عظیم وجلیل خانوادہ کے وہ بطلِ جلیل ہیں جنھوں نے اپنی علمی وفکری، دینی ومذہبی اور اخلاقی وسماجی خدمات سے ایک عالم کو سیراب کیا، وطن عزیز ہندوستان کو انگریزی سرکار کی غلامی سے چھڑانے کے لیے اہلیانِ وطن کے اندر آزادی کی روح پھونکنے والوں میں آپ کا نام سرفہرست آتا ہے، امام المتکلمین مفتی نقی علی خان قادری آپ ہی کے فرزند سعید تھے، آپ اپنے وقت کے کہنہ مشق مفتی، نکتہ سنج فقیہ، عظیم محقق اور کثیر علوم وفنون کے بحر ناپیدا کنار اور عظیم شاہکار تھے۔ آپ کی بافیض درس گاہ سے سیکڑوں تشنگانِ علوم وفنون نے علمی سیرابی حاصل کی، آپ کے فیض یافتگان میں اپنے اپنے وقت کے بڑے فقہا ومحدثین کے اسمائے گرامی ذکر کیے جاتے ہیں۔ امام احمد رضا قدس سرہ اسی علمی ودینی خانوادہ کے چشم وچراغ تھے، اللہ عزوجل نے آپ کو حیرت انگیز ذہانت وفطانت اور کمال فضل وتقویٰ عطا فرمایا تھا، آپ خداداد صلاحیت ولیاقت سے ۵۵/ سے زائد علوم وفنون پر نہ صرف کامل عبور رکھتے تھے بلکہ بہت سے علوم وفنون میں آپ کو موجد ہونے کا درجہ حاصل تھا، آپ نے زندگی کا ہر ہر لمحہ شریعت محمدیہ کی احیا وتبلیغ میں صرف فرمایا، آپ کے کثیر دینی وعلمی کارناموں، احیاے دین وملت، ناقابلِ تسخیر مقبولیت اور وہبی علوم وفنون میں مہارت وحذاقت کو دیکھ کر حل وحرم، عرب وعجم اور ہند وسندھ کے اکابر علما ومحققین نے بالاتفاق چودھویں صدی ہجری کا مجدد تسلیم کیا، لاریب! آپ نے جو تجدیدی کارنامے انجام دیے رہتی دُنیا تک یاد کیے جائیں گے۔

آپ نے جہاں بدمذہبوں کے رد وابطال اور گستاخانِ خدا ورسول کو کیفر کردار تک پہنچانے

کے لیے مناظروں کی ٹیم تشکیل دی، شرعی مسائل حل کرنے کے لیے فقہا کی کھیپ تیار کی، اور امتِ مسلمہ تک دین وسنیت کا پیغام عام کرنے کے لیے داعیانِ اسلام پیدا کیے، وہیں بذات خود مسند رشد وہدایت پر متمکن ہوکر پوری دُنیا کے لوگوں میں دین وسنیت کا پیغام عام کیا، آپ کی تصنیفات وتالیفات اور آپ کے اقوال وفرامین میں اصلاحِ امت کی روشن تعلیمات اور پاکیزہ ہدایات بخوبی پائی جاتی ہیں، آپ کی تحریرات کو پڑھ کر ایک منصف مزاج، عدل پرور اور عدل پسند آدمی یہ کہنے پر مجبور ہوجائے گا کہ امام احمد رضا قدس سرہ نے اصلاحِ امت کے حوالے سے جو عظیم خدمات انجام دی ہیں وہ آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں، یقیناً کفر والحاد، فسق وفجور اور ضلالت وگمرہی کے زمانے میں بے خوف لومۃ لائم آپ کا قلم ہر گھڑی سیال رہا اور فرزندانِ اسلام کی اصلاح فرما کر انھیں شاہراہِ ترقی پر لاکر کھڑا کردیا، ذیل میں آپ کی تصنیفات وتالیفات سے ''اصلاحِ امت'' کے تحت چند حوالہ جات اور اقتباسات بطورِ نمونہ قارئین کی نذر ہیں۔

پیر کے سامنے بے پردہ ہونا:

اسلام میں پردے کی بڑی اہمیت ہے، پردہ خواتین اسلام کی ضرورت بھی ہے اور حسن بھی، بلاوجہ شرعی اپنی ستر کسی کے سامنے کھولنی سخت حرام ہے، اور اللہ ورسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لعنت کا باعث ہے، اور ستر پوشی فرض۔ لیکن آج کل کچھ ایسے جہلا پیر ہیں جو شریعت وطریقت کو الگ بتا کر اپنی جیب بھرتے اور خواہشات نفسانیہ کی تکمیل کرتے نظر آتے ہیں۔ جو دوشیزاؤں اور عورتوں کو تنہائیوں میں بلاکر خدمتیں کرواتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں سے پیر کے سامنے بے پردہ ہونے کا سوال آیا تو آپ نے فرمایا:

''پردہ کے باب میں پیر اور غیر پیر ہر اجنبی کا حکم یکساں ہے جوان عورت کو چہرہ کھول کر بھی سامنے آنا منع ہے ''فی الدر المختار تمنع المرأۃ الشابۃ من کشف الوجہ بین رجال لخوف الفتنۃ'' اسی میں ہے ''اما فی زماننا فمنع من الشابۃ قھستانی'' اور بڑھیا کے لیے جس سے احتمال فتنہ نہ ہو مضائقہ نہیں فیہ ایضا اما العجوز التی لاتشتھی فلا بأس بمصافحتھا و مس یدھا ان امن'' مگر ایسے خاندان کی نہ ہو جس کا یوں بھی سامنے آنا اس کے اولیا کے لیے باعث ننگ وعار یا خود اس

کے واسطے وجہ انگشت نمائی ہو فانا قدامرنا ان ننزل الناس منازلھم کمافی حدیث ام المومنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وفی حدیث مرفوع: ایاک ومایسوء الاذن خصوصاً جب کہ اس کے سبب جانب اقربا سے احتمال ثوران فساد ہو فان الفتنۃ اکبر من القتل۔" (فتاویٰ رضویہ ۹/ ۱۰۲)

دیور بہنوئی اور خالو زاد بھائی سے پردہ:

آج کل سالیوں کا بہنوئیوں اور بہنویوں کے بھائیوں کے ساتھ، یوں ہی اپنے چچا، خالو، ماموں، پھوپھا، کے لڑکوں کے ساتھ، لہوولعب ہنسی مذاق عام بات ہے، جسے نہ لڑکے کے والدین ننگ وعار سمجھتے ہیں اور نہ ہی لڑکی کے والدین، حالاں کہ اسلام میں اس کی سختی سے مذمت وارد ہے، ایسی ہنسی مذاق جو آج کل رائج ہے اسلام اس کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ اعلیٰ حضرت اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

"جیٹھ، دیور، بہنوئی، پھوپھا، خالو، چچازاد، ماموں زاد، پھوپھی زاد، خالہ زاد، بھائی یہ سب لوگ عورت کے لیے محض اجنبی ہیں بلکہ ان کا ضرر نرے بے گانے شخص کے ضرر سے زائد ہے کہ محض غیر آدمی گھر میں آتے ہوئے ڈرے گا اور یہ آپس کے میل جول کے باعث خوف نہیں رکھتے، عورت نرے اجنبی شخص سے دفعۃً میل نہیں کھا سکتی، اوران سے لحاظ ٹوٹا ہوتا ہے ولہٰذا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غیر عورتوں کے پاس جانے کو منع فرمایا ایک صحابی انصاری نے عرض کی یارسول اللہ جیٹھ دیور کے لیے کیا حکم ہے؟ فرمایا: الحمو الموت جیٹھ دیور تو موت ہیں۔" (فتاویٰ رضویہ ۹/ ۱۹۶)

حیثیت سے زیادہ مہر مقرر کرنا:

بعض علاقوں میں لوگ اتنا مہر مقرر کرتے ہیں کہ کبھی ادا کرنے کا تصور ہی نہیں ہوتا ہے، اس مناسبت سے یہ محاورہ بے جا نہ ہوگا، مدر جلیک علیٰ قدر بساطک یعنی جتنی چادر ہو اتنا ہی پیر پھیلاؤ۔ شریعت اسلامیہ میں مہر اتنا ہی مقرر کرنا چاہیے جتنے کی استطاعت ہو زیادتی مہر بنیت تفاخر ہو تو حرام ہے، امام اہل سنت کے دربار میں دور حاضر کی اس بے راہ روی کے متعلق جب دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

"نکاح میں (تو) کوئی نقص نہیں مگر ایسا خیال عنداللہ سخت قبیح وشنیع ہے یہاں تک کہ حدیث میں ارشاد ہوا جو مرد وعورت نکاح کریں اور مہر کے دینے لینے کی نیت نہ رکھیں یعنی اسے دین نہ سمجھیں وہ

روز قیامت زانی وزانیہ اٹھائے جائیں گے۔" (فتاویٰ رضویہ ۵/ ۵۰۹)

کندھوں سے دراز زلف رکھنا:

آج کل بعض نوجوان فیشن کے طور پر بڑے بڑے بال رکھتے ہیں اور بعض حضرات جو اپنے کو صوفی کہتے ہیں اور علم شریعت سے کچھ بھی واقف نہیں وہ بھی کندھوں سے بھی زیادہ رکھتے ہیں، اسے جب کہا جائے تو کہتا ہے یہ صوفیوں کا طریقہ ہے۔ جب کہ صوفیوں کا کوئی بھی طریقہ شریعت سے جدا نہیں ہے اور جو جدا مانتے ہیں وہ صوفی نہیں بلکہ گمراہ ہے، حدیث پاک میں "المتعبد بغیر الفقہ کالحمار فی الطاحون" (بغیر علم شریعت کے عابد ایسا ہے جیسا کہ چکی کا گدھا) امام مالک فرماتے ہیں کہ "من تفقہ و لم یتصوف فقد تفسق و من تصوف و لم یتفقہ فقد تزندق و من جمع بینھما فقد تحقق" (جس نے علم شریعت حاصل کیا مگر اس پر عمل نہیں کیا تو فاسق ٹھہرا اور جس نے تصوف کی راہ لی اور علم شریعت حاصل نہیں کیا یقیناً زندیق یعنی گمراہ ٹھہرا اور جس نے علم اور عمل دونوں کو جمع کیا حقیقت میں حق تک وہی پہنچا۔) نصف کان سے کندھوں تک بال بڑھانا جائز ہے اور اس سے زیادہ مرد کو حرام ہے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محقق بریلوی سے کندھوں سے زیادہ بال کے متعلق سوال ہوا تو آپ لکھتے ہیں کہ:

"ہاں نصف کان سے کندھوں تک بڑھانا شرعاً جائز ہے اور اس سے زیادہ بڑھانا مرد کو حرام ہے۔ خواہ فقرا ہوں خواہ دُنیادار احکام شرع سب پر یکساں ہیں، زیادہ میں عورتوں سے تشبہ ہے اور صحیح حدیث میں لعنت فرمائی ہے اس مرد پر جو عورت کی وضع بنائے اور اس عورت پر جو مرد کی وضع بنائے اگر چہ وہ وضع بنانا ایک ہی بات میں ہو۔ جو لوگ چوٹی گندھواتے یا جوڑا باندھتے یا کمر یا سینہ کے قریب تک بال بڑھاتے ہیں وہ شرعاً فاسق معلن ہیں اور فاسق معلن کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے یعنی پھیرنا واجب اگر چہ پڑھے ہوئے دس برس گزر گئے ہوں، اور یہ خیال کہ باطن صاف ہونا چاہیے ظاہر کیسا ہی ہو محض باطل ہے۔ حدیث میں فرمایا کہ اس کا دل ٹھیک ہوتا تو ظاہر اپنے آپ ٹھیک ہو جاتا۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۶، ص: ۴۳۰ مطبع، امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

الملفوظ میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: "مرد کو چوٹی رکھنا حرام ہے۔" اگر چہ کچھ فقیر رکھتے ہیں

کیوں کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے ایسے مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت رکھتے ہیں اور ایسی عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت کریں۔ (الملفوظ، حصہ دوم، ص:۲۲۶)

مسجد میں دنیاوی باتوں کا حکم:

جہاں بہت سی خرابیاں مسلم معاشرہ میں پیدا ہوگئی ہیں، وہیں ایک بڑی خرابی یہ پیدا ہوگئی ہے کہ آج کل لوگ مسجدوں میں باہم جمع ہوکر دُنیاوی باتوں میں مشغول ہوجاتے ہیں جب کہ یہ جائز نہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فرماتے ہیں کہ:

''وہ مسجد میں دُنیا کی مباح باتیں کرنے کو بیٹھنا نیکیوں کو کھاتا ہے، جیسے آگ لکڑی کو، فتح القدیر میں ہے ''**الکلام المباح فیہ مکروہ یاکل الحسنات**'' مسجد میں کلام مباح بھی مکروہ ہے اور وہ نیکیوں کو کھاجاتا ہے۔ اشباہ میں ہے ''**انہ یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب**'' بے شک وہ نیکیوں کو کھاجاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو کھاجاتی ہے۔ امام ابوعبداللہ نسفی نے مدارک شریف میں حدیث نقل کہ **الحدیث فی المسجد یاکل الحسنات کما تاکل البھیمۃ الحشیش** مسجد میں دُنیا کی بات نیکیوں کو اس طرح کھاتی ہے جیسے چوپایہ گھاس کو۔ غمز العیون میں ''خزانۃ الفقہ'' سے ہے ''**من تکلم فی المساجد بکلام الدنیا احبط اللہ تعالیٰ عنہ اربعین سنۃ**'' جو مسجد میں دُنیا کی بات کرے، اللہ تعالیٰ اس کے چالیس برس کے عمل اکارت فرمادے۔

پھر آگے ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''جو لوگ مسجد میں دُنیا کی باتیں کرتے ہیں ان کے منہ سے وہ گندی بدبو نکلتی ہے جس سے فرشتے اللہ عزوجل کے حضور ان کی شکایت کرتے ہیں۔ سبحان اللہ جب مباح و جائز بات بلاضرورت شرعیہ کرنے کو مسجد میں بیٹھنے پر یہ آفتیں ہیں، توحرام و ناجائز کام کرنے کا کیا حال ہوگا'' (فتاویٰ رضویہ، ج:۶، ص:۴۰۳)

محرم اور صفر میں نکاح:

نکاح کسی بھی مہینے میں کر سکتے ہیں اس کے لیے شریعت میں کوئی ممانعت نہیں اور یہ جو بعض جاہل مسلمانوں میں مشہور ہے کہ محرم اور صفر کے مہینوں میں شادی نہیں کرنی چاہیے یہ سب بے بنیاد ہے،

امام اہل سنت نے اس سوال کے جواب میں فرمایا کہ محرم اور صفر میں بھی نکاح جائز ہے۔

چناں چہ امام اہل سنت فرماتے ہیں:

''نکاح کسی مہینے میں منع نہیں یہ غلط مشہور ہے۔'' (ملفوظات اعلیٰ حضرت، حصہ اول، ص:۱۷)

سیاہ خضاب کا رواج:

عصر حاضر میں لوگوں میں یہ وبا بہت عام ہوگئی ہے کہ بال تھوڑے سفید ہوئے نہیں کہ خضاب لگانا شروع کر دیتے ہیں اور اس کے استعمال میں کچھ قباحت نہیں سمجھتے جب کہ یہ تغییر خلق اللہ میں آتا ہے، ہاں صرف جہاد میں اس کی اجازت تھی۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فرماتے ہیں:

''کہ مہندی میں اتنا تیل ملانا جس سے رنگ سیاہ آئے، حرام ہے۔ قیامت کے دن ان کے منہ کالے کیے جائیں گے حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ''**من اختضب بالسواد سود اللہ وجھہ یوم القیامۃ**'' جو سیاہ خضاب کرتے ہیں قیامت میں اللہ تعالیٰ اس کا منہ سیاہ کرے گا۔'' (فتاویٰ رضویہ:۹، نصف آخر ۱۰۶/۱۵۵)

الملفوظ جلد دوم ص:۲۳۷/ پر آپ نے سیاہ خضاب کے بارے میں فرمایا کہ:

''خضابِ سیاہ یا اس کے مثل حرام ہے۔ صحیح مسلم شریف کی حدیث ہے۔ **غیروا ھذا بشیء واجتنبوا السواد** اس سفیدی کو بدل دو اور سیاہی کے پاس نہ جاؤ۔ سنن نسائی شریف کی حدیث میں ہے۔ **الصفرۃ خضاب المومن والحمرۃ خضاب المسلم والسواد خضاب الکافر**۔ زرد خضاب مومن کا ہے اور سرخ خضاب مسلم کا اور سیاہ خضاب کافر کا ہے۔ مزید فرماتے ہیں دیکھو فرعون کاہے میں ڈوبا؟ نیل میں، یہ لوگ بھی نیل میں ڈوبتے ہیں۔ سیاہ خضاب صرف مجاہدین کو جائز ہے؛ جیسے جنگ میں رجز پڑھنا، اور خود ستائی ان کو جائز ہے، اکڑ کر چلنا ان کو جائز ہے، ریشمی بانے کا دبیز لباس ان کو پہننا جائز ہے، چالیس دن سے زیادہ لبیں اور چہرے کے بال اور ناخن بڑھانا ان کو جائز ہے، اوروں کو یہ سب باتیں حرام ہیں، فوجی قانون عام قانون سے جدا ہوتا ہے، اس میں سیاہ خضاب داخل ہے، سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ مجاہد تھے انہیں جائز تھا (لیکن) تم کو حرام ہے۔

غیر مسلموں کے تہوار کے موقع پر انھیں مبارک باد دینا:

بعض مسلم، غیر مسلموں کو ان کے تہوار کے موقع پر گفٹ دیتے ہیں اور مبارک باد بھی جب کہ دیوالی ہو یا ہولی، گنپتی ہو یا دسہرا وغیرہ یہ سب غیر مسلموں کا مذہبی تہوار ہے۔ امام احمد رضا نے سختی سے منع فرمایا اور کہا کہ ان سب مواقع پر مبارک باد دینا حرام اشد حرام بلکہ منجر الی الکفر ہے اور اس کی تحسین (اچھا سمجھنا) صریح کفر ہے، غمز العیون کے حوالہ سے فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ر ص ۵۰ ر میں ہے: ’’من استحسن فعلامن افعال الکفار کفر۔‘‘

بیوی کا دودھ شوہر کے منہ میں چلا جائے تو کیا حکم:

سماج میں یہ بات بری سمجھی جاتی ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی کے پستان میں منہ لگائے جب کہ دوران ملاعبت منہ لگانا جائز ہی نہیں بلکہ نیت حسن ہو تو مستحق اجر بھی البتہ قصداً بیوی کا دودھ پینا ناجائز و حرام لیکن نکاح میں کچھ خلل نہ آئے گا بلکہ نکاح بدستور باقی رہے گا، اور ایسی عورت جسے بکثرت دودھ آتا ہو اور شوہر کو یہ خدشہ ہو کہ اگر پستان منہ میں لے گا تو دودھ حلق تک پہونچ جائے گا تو اس صورت میں پستان کو منہ میں لینا مکروہ ہے۔ اور اگر پستان منہ میں لیتے وقت اتنی احتیاط برتنے پر قادر ہو کہ دودھ حلق تک نہ پہونچے تو حرج نہیں۔ کہ رضاعت کی مدت دو سال ہے اس کے بعد ڈھائی سال تک اگر چہ پلانا حرام ہے لیکن اس سے بھی نکاح کی حرمت ثابت ہو جائے گی۔ ڈھائی سال کی عمر کے بعد بچے کا دودھ پینا اور عورت کا پلانا اگر چہ حرام ہے مگر اس سے نکاح کی حرمت ثابت نہیں ہوگی۔

امام اہل سنت امام احمد رضا فرماتے ہیں کہ:

’’(عورت) اگر ذات لبن یعنی دودھ والی ہو اور اس کا لحاظ رکھے کہ دودھ کا کوئی قطرہ اس کے حلق تک نہ پہونچے تو حرج نہیں ہاں اگر دودھ قصداً کچھ پیئے گا تو یہ حرام ہے اور اگر بہت زیادہ دودھ والی ہو اور اسے یہ ڈر ہو کہ اگر چھاتی منہ میں لے گا تو دودھ حلق تک پہونچ جائے گا تو اس صورت میں مکروہ ہے،’’ امامص ثدیھا فکذلک (ای مسنو ن و مستحب یؤجر علیه ان کان بنیة صالحة) ان لم تکن ذات لبن و ان کانت احترس من دخول اللبن حلقه فلاباس به و ان شرب شیأمنه قصدافھو حرام و ان کانت عزیرة اللبن و خشی ان لو مص ثدیھا یدخل اللبن فی حلقه فالمص مکروہ۔‘‘ (فتاویٰ رضویہ ۵/ ۵۶۸)

شوہر کا بیوی کے پستان منہ میں لینے کے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فرماتے ہیں کہ:

’’صورت مستفسرہ میں جائز ہے بلکہ اگر نیت محمود ہو تو امید اجر ہے جیسا کہ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باہم زوجین میں مسِ شرم گاہ یک دگر کو فرمایا ارجو انھمایوجران علیه میں امید کرتا ہوں کہ وہ دونوں اس پر اجر دیئے جائیں گے اصل یہ ہے کہ شرع مطہر کو جس طرح اپنی حرام فرمائی ہوئی چیز یعنی زنا کے دواعی مبغوض ہیں ویسے ہی اپنی حلال کی ہوئی چیز یعنی جماع زوجہ کے دواعی محبوب ہیں ہاں اگر عورت شیر دار ہو تو ایسا چوسنا نہ چاہیے جس سے دودھ حلق میں چلا جائے اور اگر منہ میں آجائے اور حلق میں نہ جانے دے تو مضائقہ نہیں کہ شیر زن حرام ہے نجس نہیں۔‘‘

(فتاویٰ رضویہ ۹/ ۳۷، نصف آخر)

سالی سے بدکاری کے سبب بیوی کے نکاح کا حکم:

معاشرہ میں جب کوئی سالی سے بدکاری کر لیتا ہے تو دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ جب کی ایسا نہیں ہے ہاں فعل بد (زنا کاری) ضرور حرام اشد حرام ہے اس کا مرتکب سخت عذاب الٰہی کا مستحق ہے اسلامی حکومت میں اس کی سزا سو کوڑے لگانا ہے۔ قرآن کریم میں ہے: اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ (النور: آیت ۲) ترجمہ: جو عورت بدکار ہو اور جو مرد تو ان میں ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ۔ لیکن سالی سے محض نکاح کرنے یا زنا کرنے سے بیوی حرام نہیں ہوتی ہے نکاح بدستور باقی رہتا ہے ہاں نکاح کے بعد وطی کر لے، یا بیوی سمجھ کر سالی سے وطی کرے تو بیوی حرام ہو جائے گی جب تک کہ سالی عدت نہ گزار لے۔

امام اہل سنت فتاویٰ رضویہ، جلد ۵ ر ص ۲۲۱ ر میں فرماتے ہیں کہ:

’’زنا تو ہر حال حرام ہی ہے مگر سالی سے نکاح یا زنا کرنے سے زوجہ مطلقہ نہیں ہوتی نہ آیت کا یہ مطلب ہے نہ سالی سے زنا کے سبب زوجہ سے جماع حرام ہو درمختار میں ہے: فی الخلاصة وطی اخت امرأته لاتحرم علیه امرأته۔ نہ سالی کے ساتھ فقط نکاح کرنے سے جماع زوجہ ممنوع ہو جائے جب تک سالی سے جماع واقع نہ ہو ہاں اگر بعد نکاح سالی سے جماع کر لیا تو اب زوجہ سے بھی جماع حرام ہو گیا یہاں تک کہ سالی کو چھوڑ دے اور اس کی عدت گزر جائے اس وقت زوجہ سے جماع جائز ہوگا یو ہیں اگر بے نکاح سالی سے جماع کیا مگر دیدہ و دانستہ زنا نہ کیا بلکہ شبہہ اور دھوکے سے جماع واقع

ہواتوبھی زوجہ سے جماع حرام ہوگیا جب تک اس جماع شبہہ کے سبب سالی پر جوعدت لازم آئی ہے ختم نہ ہوجائے۔''

مجرم سے جرمانہ وصول کرنا:

مذہب حنفی میں مالی جرمانہ کا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔جیسا کہ شرح معانی الآثار کے حوالہ سے ردالمحتار ،جلد:۶ص:۱۰۶رمیں ہے''التعزیر بالمال کان فی ابتداء الاسلام ثم نسخ'' لہٰذا زنا یا کسی اور گناہ کے سزا کے طور پر مالی جرمانہ وصول کرنا حرام ہے ۔البتہ تعزیر بالمال بایں معنیٰ کہ بادشاہِ اسلام زجر وتوبیخ کے طور پر سزا وار کا مال ایک مدتِ متعینہ کے لیے اس نیت سے لے کہ بعد میں واپس کردے گا اپنی ذات یا بیت المال کی نیت سے نہ لے تو ایسا کرنا امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے ۔طرفین اورائمۂ ثلاثہ کے نزدیک جائز نہیں کیوں کہ اس سے بھی سزا وار پر ظلم کا وھم ہوتا ہے۔اوراس لیے بھی کہ کسی مسلمان کا مال بغیرسبب شرعی کے لینا جائز نہیں ۔ (ملخصاً، ھندیہ ۲ /۱۸۵)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں،فتاویٰ رضویہ ۵ / ۳۳۳رمیں فرماتے ہیں کہ:''مالی جرمانہ لینا حرام ہے۔''اورایک جگہ فرماتے ہیں کہ:''جرمانہ کے ساتھ تعزیر کہ مجرم کا کچھ مال خطا کے عوض لے لیا جائے منسوخ ہے اورمنسوخ پرعمل جائز نہیں، **کماحققه الامام الطحاوی رحمه الله تعالی والمسئلة فی الدرالمختار وغیره وقدبیناها علیٰ هامش ردالمحتار**

(فتاویٰ رضویہ،ج:۱۳،ص:۵۰۵)

اپنی حیات میں اولاد کوکچھ دینے کاایک غلط طریقہ:

عام طور پر باپ بیٹوں کو دینے میں تو مساوات کا خیال رکھتا ہے لیکن بیٹیوں کو دینے میں نظر انداز کردیتا ہے جب کہ اپنی حیات میں اگر کوئی شخص اپنی اولاد کوکچھ دینا چاہتا ہے تو افضل ہے کہ بیٹا، بیٹی سب کو برابر دے یا پھر جتنا بیٹا کو دیا ہے کم ازکم اس کا آدھا ضرور بیٹی کو دے۔

چناں چہ امام احمد رضا،فتاویٰ رضویہ،جلد ۱۰ / ۳۹۵ میں فرماتے ہیں کہ:

''زندگی میں جو اولاد پر تقسیم کی جائے اس میں بیٹا بیٹی دونوں کو برابر رکھے جاتے ہیں

اکہرے دوہرے کا تفاوت بعد موت ہے لیکن اگر بیٹی کو بیٹے کا آدھا دیتا ہے جب بھی جائز ہے مگر خلاف اولیٰ ہے۔''اورایک جگہ فرماتے ہیں کہ:''مذہب مفتی بہ پر افضل یہی کہ بیٹوں اور بیٹیوں کو برابر دے یہی قول امام ابو یوسف کا ہے اور للذکر مثل حظ الانثیین دینا بھی جیسا کہ قول امام محمد کا ہے ممنوع و ناجائز نہیں اگر چہ ترک اولیٰ ہے۔''(فتاویٰ رضویہ ۸ /۵۹)

مزارات پرعورتوں کی حاضری:

عام طور پر عورتیں مزارات پر جاتی ہیں،شرعی اعتبار سے تو دور،سماجی اعتبار سے بھی معیوب نہیں سمجھتی ہیں، جب کہ عورتوں کا گھروں سے نکلنا ہی سبب فتنہ ہے ۔امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں جب عورتوں کے گھروں سے نکلنے میں فتنے کا اندیشہ ہوا تو آپ نے عورتوں کو گھر سے نکلنے سے منع فرمادیا۔بخاری شریف میں ہے کہ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس اس ممانعت کی شکایت پہنچی،توارشادفرمایا اگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ملاحظہ فرماتے جو باتیں عورتوں نے اب پیدا کیں تو ضرور انھیں مسجد سے منع فرمادیتے۔'' یہ زمانہ تو شدید فتنوں کا ہے اس لیے عورتوں پر لازم ہے کہ وہ نہ مزارات پر جائیں اور نہ ہی بلاضرورت شرعی گھر سے باہر نکلیں، ضرورت ہوتو حجاب شرعی کے دائرے میں رہ کر باہر جاسکتی ہیں۔

امام احمد رضا محدث بریلوی نے اس موضوع پر مستقل رسالہ تحریر فرمایا اورفرمایا کہ عورتوں کے گھروں سے نکلنے میں بے شمار فتنوں کا دروازہ کھولنا ہے، چناں چہ اپنے مجموعہ فتاویٰ میں ایک جگہ،امام شعبی کی ایک عبارت نقل فرماتے ہیں کہ:''امام قاضی سے استفتا ہوا کہ عورتوں کا مقابر کو جانا جائز ہے یا نہیں؟فرمایا:ایسی جگہ جواز وعدم جواز نہیں پوچھتے، یہ پوچھو کہ اس میں عورت پر کتنی لعنت پڑتی ہے جب گھر سے قبور کی طرف چلنے کا ارادہ کرتی ہے۔اللہ اورفرشتوں کی لعنت میں ہوتی ہے، جب گھر سے باہر نکلتی ہے،سب طرفوں سے شیطان اسے گھیر لیتے ہیں جب قبر تک پہنچتی ہے میت کی روح اس پر لعنت کرتی ہے جب واپس آتی ہے اللہ کی لعنت میں ہوتی ہے۔''(فتاویٰ رضویہ ۴ / ۱۷۳)

الملفوظ میں ہے:

''یہ نہ پوچھو کہ عورتوں کا مزاروں پر جانا جائز ہے یا نہیں بلکہ یہ پوچھو اس عورت پر کس قدر

لعنت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور کس قدر صاحب قبر کی جانب سے جس وقت وہ گھر سے ارادہ کرتی ہے لعنت شروع ہوجاتی ہے اور جب تک واپس آتی، ملائکہ (فرشتے) لعنت کرتے رہتے ہیں۔''
(الملفوظ، جلد: دوم، ص: ۱۵۰)

قبروں پر چلنا اور اسے ہموار کرنا:

بعض علاقوں میں دیکھا گیا ہے کہ قبرستان کو اپنے گھروں کی طرح استعمال کرتے ہیں ،قبروں پر چلتے ہیں، اور ضرورت پڑی تو قبروں کو منہدم بھی کردیتے ہیں، جب کہ شریعت میں اس کی ہرگز اجازت نہیں کہ قبرستان کو ذاتی مکان کی طرح استعمال کرنے یا قبروں پر چلنے اور قبروں کو منہدم کرنے سے صاحب قبر کو اذیت ہوتی ہے۔ امام احمد رضا نے سختی سے منع فرمایا اور فرمایا کہ اسلامی سلطنت میں ایسے شخص کی سزا قتل بھی ہے۔

امام احمد رضا، حدیقہ ندیہ کے حوالہ سے فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں:

''**التراب الذی علیہ حق المیت فلایجوز ان یوطء**'' (ترجمہ اس پر کی مٹی حق میت ہے تو اس پر چلنا جائز نہیں۔) ردالمحتار میں ہے: **لان المیت یتأذی بما یتأذی بہ الحی و الظاھر انھا تحریمہ لا نھم نصوا علی ان المرور فی سکة حادثة فیھا حرام فھذا اولی** ترجمہ: اس لیے کہ مردے کو بھی اس چیز سے اذیت ہوتی ہے جس سے زندے کو اذیت ہوتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ مکروہ تحریمی ہے۔ اس لیے کہ علما نے تصریح فرمائی ہے کہ قبرستان کی اندر نو پیدا راستے سے گزرنا حرام ہے تو یہ بدرجہ اولیٰ حرام ہوگا۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے کہ: ''مسلمان کی قبر کو کھودنا تو نہایت سخت شدید جرم ہے اسلامی سلطنت ہو تو ایسا شخص سخت تعزیر کا مستحق ہے یہاں تک کہ سلطان اسلام کی اگر رائے ہو تو جو ایسی حرکات کا مرتکب ہوا کرتا ہو اسے سزائے قتل دے سکتا ہے۔'' اسی میں دوسری جگہ ہے: ''اس میں جو قبور تھیں انھیں منہدم و ہموار کرکے ان پر چلنا پھرنا سب ناجائز۔'' (فتاویٰ رضویہ ۶/ ۳۴۰)

یہاں تک کہ قبروں کے پاس جا کر دُعا اور ذکر و اذکار کی اجازت اس شرط پر جائز ہے کہ دیگر قبور پر چلنا نہ ہو اور دیگر قبروں پر چلنا ہو تو اس کی بھی اجازت نہیں۔ قبروں کی بے حرمتی پر منع ہے، اس پر امام احمد رضا قدس سرہ نے مختلف احادیث پیش فرمائیں۔

حدیث پاک میں ہے کہ مسلمان کو مرنے کے بعد تکلیف دینا ایسا ہے جیسے حیات میں تکلیف دینا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: ''**کسر عظم المیت یوذیہ فی قبرہ ما یوذیہ فی بیتہ و قال عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ اذی المومن فی موتہ کاذاہ فی حیاتہ وعن عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالی عنہ قال رأنی رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم جالسا علی قبر فقال یا صاحب القبر انزل من علی القبر لا تئوذی صاحب القبر۔**

ترجمہ: مردے کی ہڈیاں توڑنا اور اسے ایذا دینا ایسا ہی ہے جیسے زندے کی ہڈی توڑنا۔ اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: میت کو قبر کے اندر بھی اس چیز سے ایذا ہوتی ہے جس سے گھر کے اندر ایذا ہوتی تھی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: بحالت وفات مومن کو ایذا دینا ایسے ہے جیسے اسے زندگی میں ایذا دینا۔ حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک قبر پر بیٹھے دیکھا تو فرمایا: اے قبر سے لگنے والے قبر سے اُتر جا، صاحب قبر کو ایذا نہ دے۔'' (فتاویٰ رضویہ، مترجم جلد: نہم، ص ۴۱۱)

معزز قارئین! مذکورہ بالا سطور میں آپ نے اصلاحِ اُمت کے حوالے سے امام احمد رضا قدس سرہ کی گراں قدر خدمات اور بیش بہا کوششوں کی ایک جھلک ملاحظہ فرمایا، جس سے یہ اندازہ لگانا بہت آسان ہے کہ امام احمد رضا قدس سرہ نے اس باب میں خصوصاً توجہ فرمائی اور مسلم معاشرہ سے فرسودہ رسومات، باطل توہمات اور غیر شرعی افکار ونظریات کی بیخ کنی فرما کر اُمتِ مسلمہ کی دینی رہنمائی اور شرعی رہبری فرمائی، نیز اس سے ہمارے زمانہ کے باطل فرقوں جیسے دیوبندی، وہابی اور غیر مقلدین وغیرہم کا یہ نظریہ بھی ہباءً منثوراً ہوگیا کہ ''مولانا احمد رضا خان بریلوی نے اکابرین اُمت و اساطینِ ملت کے روش سے ہٹ کر بدعات کو فروغ دیا ہے۔'' لاریب! مذکورہ حوالہ جات کو پڑھ کر معمولی سمجھ رکھنے والا ہر منصف قاری کا وجدان پکارے گا کہ امام احمد رضا قدس سرہ نے بدعات کو فروغ نہیں دیا ہے بلکہ آپ نے معاشرہ میں پھیلے خرافات اور غیر شرعی حرکات کے خلاف علم و آگہی کا سدِ سکندری باندھ کر توہم پرستی کا جڑ سے خاتمہ فرمادیا ہے۔

اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دست بہ دعا ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ آپ کی لازوال تعلیمات اور روشن ہدایات پر عمل کی توفیق خیر عطا فرمائے اور آپ کے درجات میں روز افزوں ترقی عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ☆☆☆

افکار رضا کی خوشبوئیں

محمد قمرالزماں مصباحی مظفرپوری

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ کی عبقری شخصیت جہانِ علم وفضل اور بزمِ علم وآگہی میں محتاجِ تعارف نہیں، آپ نے ایک فقید المثال فقیہ، عبقری محقق، عظیم سائنس داں، نابغۂ عصر محدث، بلند پایہ مصنف اور مخلص قائد کی حیثیت سے پورے عالم اسلام کی سچی قیادت فرمائی۔ اللہ رب العزت نے اپنے دینِ متین کی حفاظت، شریعت وسنّت کی اشاعت اور ملتِ بیضا کی حمایت کے لیے روز ازل میں ہی آپ کا انتخاب فرمالیا تھا۔ مدارس سے لے کر خانقاہ تک اسلامی اقدار وروایات کا تحفظ اور ایمانی سوز وگداز کا تقدس اسی مردِ قلندر کے طنطنۂ قلم، طہارتِ فکر اور تجدیدی کارناموں کی رہین منت ہیں۔

چودہویں صدی ہجری میں احیائے دین، احقاقِ حق، ابطالِ باطل اور تحریکِ عشقِ مصطفیٰ ﷺ کے فروغ میں آپ کا بہت بڑا کارنامہ رہا ہے۔ آپ نے حق کے چہرے سے غبار صاف کیا، فکروں کے جالے دور کیے، بیمار ذہنوں کا تعاقب کیا، آپ کی نسیم آگہی اور شمیم فکر وقلم سے گلشنِ دین ودانش میں تازہ بہار آئی، عقیدے کی بنجر زمین پر صالح اعتقاد کے غنچے چٹکنے لگے، حسن سیرت کے پھول مسکرانے لگے اور وہ قافلے جو بدعقیدگی و بے راہ روی کے صحرا میں بھٹک رہے تھے ان کا رُخ گنبدِ خضریٰ کی طرف پھیر دیا۔ مقام حیرت ہے کہ جو لوگ علم وادب سے تہی دامن ہیں وہ اس آفتابِ علم وفضل سے آنکھیں ملانے کی بے جا جسارت کررہے ہیں اور معاشرے کی اصلاح اور ایک پاکیزہ سماج کی تعمیر میں جن کا کوئی حصہ نہیں وہ اس ماہتابِ ادراک وکمال کی چاندنی میں نقص جوئی کا بھیانک کردار ادا کررہے ہیں، مگر اس دانائے راز کے نقشِ پا کی چمک ہمیں یہ احساس دلارہی ہے کہ۔

میں نور بن کے زمانے میں پھیل جاؤں گا
تم آفتاب میں کیڑے نکالتے رہنا

ہونا تو یہ تھا کہ ان کی خدماتِ دینیہ کو سراہتے، ان کے قلمی وعلمی فیضان کی خوشبوؤں سے اپنے ذہن وفکر کے منبر ومحراب کو معطر کرتے، ان کی بارگاہِ عبقری میں نیاز مندی کے پھول لٹاتے اور ان کی باوقار شخصیت کی تجلی سے قلب ونگاہ کی وادی کو چمکاتے۔

کج فکری کی اس سے زیادہ بھیانک کیا کوئی مثال مل سکتی ہے کہ عمل کی تطہیر اور عشق نبی ﷺ کی تفسیر میں جس کی حیات کا ہر لمحہ مصروف ہو، جس کے قلم کی سیاہی کا ہر قطرہ تحریکِ عشقِ رسالت کا پرجوش نمائندہ ہو، جس کے ذکر وفکر کا مرکز نبی ﷺ کی دہلیز ہو، جس کے محرابِ محبت کا قبلہ گنبدِ خضریٰ ہو، جس کے دلِ پُرشوق کی ہر دھڑکن ''چیزے نمی دانم اغثنی یا رسول اللہ'' کی صدا لگا رہی ہو، جس نے بدعات کے محل کو زمیں بوس کیا ہو، قلم کی آوارگی پر پہرے بٹھائے ہوں، طاقِ حیات میں کعبۂ محبت کو سجانے کا سلیقہ بخشا ہو، خرافات کی ظلمات میں قندیلِ ہدایت کی کرنیں بکھیری ہوں اور جس کی پوری زندگی باطل نظریات سے معرکہ آرائی میں سرگرم ہو، آج اس پر یہ الزام کہ وہ 'بدعتی فرقے کا بانی تھا' یا للعجب۔

تاریخ صداقت کا وہ آئینہ ہے جسے الزام تراشیوں کا غبار دھندلا نہیں کرسکتا، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی نئے عقیدہ وفکر کی بنیاد نہیں رکھی بلکہ قرآن وحدیث اور دین وشریعت کے احکامات کو لوگوں تک پہنچایا اور بزرگوں کے اقوال وافعال کو تازگی بخشی، مخالفین نے جس قدر آپ کے خلاف فضا ہموار کی، حقائق پر پردے ڈالے، الزام تراشیاں کیں اس کے تار وپود خود بخود بکھرتے چلے گئے۔ اب کون ہے جو ان کے فضل وکمال اور شانِ تحقیق سے آنکھیں موند لے، ان کی اصلاح سے نگاہیں چرالے، ان کے علم کے اُجالے کو قید کرلے اور ان کی وارفتگی عشق سے انکار کردے۔ الحمدللہ! اب ان کے افکار کی خوشبو پھیلتی جارہی ہے، ان کی تحقیق کے نئے نئے باب وا ہورہے ہیں، ان کے پاکیزہ خیالات کی کرنوں سے دلوں کے آفاق روشن ہورہے ہیں، پوری دُنیا کی یونیورسٹیوں میں ان کی حیات وخدمات کے تعلق سے جدید گوشے سامنے آرہے ہیں، ان کے علم کی جامعیت، فنی بصیرت، فکری طراوت اور تفقہ کے نور سے ایک عالم اکتسابِ فیض کررہا ہے۔ آپ نے جس اخلاص ویقین اور عشق وعقیدت کے ساتھ اصلاحِ فکر وعمل کا چراغ جلایا تھا وہ چراغ آج بھی ہوا کی زَد پر مسکرا رہا ہے۔ ان کے اسی جذبۂ ایثار وقربانی کا نتیجہ ہے کہ آج ہر زبان پر اعلیٰ حضرت، دل کی دھڑکن میں اعلیٰ حضرت، شعور کی ہر انجمن میں اعلیٰ حضرت، جامعات کے ہر شعبے میں اعلیٰ حضرت، مضرابِ حیات کے ہر ساز میں انھیں کی محبتوں کا نغمہ سنائی دے رہا ہے۔ زندگی کی ہر سانس میں ان کی یادوں کی خوشبو رچی بسی ہے، اور علم وشعور کی ہر شاخ پر انھیں کا مرغِ نوا سنج ہے، ان سے محبت سنیت کی علامت ہے اور ان سے دوری ظلمتِ فکر کا اشاریہ ہے۔

☆☆☆

حضور مفتی اعظم اور مجاذیب

مفتی محمد مجیب اشرف رضوی

یادگارِ رضا کی تیاری کے آخری مراحل تھے۔ الحاج محمد سعید نوری صاحب کی حضور مفتی اعظم سے خصوصی عقیدت کا خیال آیا۔ معاً اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف علیہ الرحمہ کی ایمان افروز کتاب ''تابشِ انوارِ مفتی اعظم'' ہاتھ لگی۔ حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے احوال پڑھا، پڑھتا چلا گیا۔ روح کا ہر تار ہمنوا ہوگیا۔ بزمِ نوری کی کرنیں دل و نگاہ کو روشن کرنے لگیں۔ سوچا جو پڑھا ہے وہ بزمِ مطالعہ میں پیش کر دوں۔ آج کی بزم میں اہلِ دل کی باتیں ہوں گی۔ مجالس حضور مفتی اعظم میں کچھ ساعتیں گزاریں۔ مجاذیب بھی جلوہ بار ہیں۔ یادوں کے نقوش حضور اشرف الفقہاء کے قلم سے تازہ کریں۔ -غلام مصطفیٰ رضوی

دھوکہ شاہ کی کہانی مفتی اعظم کی زبانی

راقم الحروف فقیر محمد مجیب اشرف رضوی بریلی شریف میں زیرِ تعلیم تھا تو روزانہ بعد نمازِ عشا ساڑھے دس گیارہ بجے محلہ سوداگران حضرت والا (حضور مفتی اعظم) کے درِ دولت پر اکتسابِ فیض کے لیے حاضر ہوتا تھا، جب سب لوگ چلے جاتے اور بیٹھک میں حضرت قبلہ تنہا رہ جاتے اُس وقت خادم اپنے مخدوم مکرم کے سر میں تیل ڈال کر مالش کرتا اور حضرت کتب بینی میں مصروف ہوجاتے، اور کبھی کبھی فقیر سے باتیں بھی فرماتے، ایک روز مالش کرتے کرتے سر میں داہنے طرف ایک باریک لکیر نظر آئی جیسے کبھی کسی دھاردار چیز سے زخم ہوگیا تھا، پھر زخم ٹھیک ہونے کے بعد نشان باقی رہ گیا ہے، میں نے حضرت والا سے پوچھا: حضور! یہ نشان کیسا ہے؟

حضرت قبلہ (مفتی اعظم) نے میرا سوال سن کر فرمایا: اس کے ساتھ ایک تاریخ وابستہ ہے، میں نے عرض کیا: وہ کیا؟ آپ نے فرمایا کہ: بریلی شریف میں ایک مجذوب صفت بزرگ تھے، لوگ ان کو دھوکہ شاہ کہتے تھے، میں نے عرض کیا: ان کو دھوکہ شاہ کہنے کی کیا وجہ تھی؟ فرمایا: اس لیے کہ وہ جو بات کہتے

تھے اس کا نتیجہ اُلٹا ہوتا، اگر کسی طالب نے پوچھا کہ میں امتحان میں پاس ہوں گا یا نہیں، اگر کہتے کہ: جا پاس ہوجائے گا تو وہ فیل ہوجاتا، اگر کہتے فیل ہوجائے گا تو پاس ہوجاتا، اس لیے لوگ ان کو دھوکہ شاہ کہتے تھے، پھر فرمایا کہ اس وقت میری عمر چار پانچ سال کی تھی، بعد نمازِ عصر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسبِ معمول لوگوں سے ملاقات کے لیے پھاٹک میں تشریف فرما تھے، بہت سے علما و عمائد کرسیوں پر بیٹھے تھے، لوگ سوالات پیش کرتے، اعلیٰ حضرت ان کو جوابات مرحمت فرماتے، اسی دوران اس طرف سے دھوکہ شاہ کا گزر ہوا، یہ بھی کھڑے ہو گئے اور اعلیٰ حضرت کی طرف متوجہ ہوکر زور سے کہا: السلام علیکم! مولوی صاحب! اعلیٰ حضرت نے سلام کا جواب دیا، دھوکہ شاہ وہیں زمین پر پالتی مار کر بیٹھ گئے، اعلیٰ حضرت نے فرمایا: کرسی پر بیٹھیے، مگر وہ وہیں بیٹھے رہے اور کہا میں بھی تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں، جواب دوگے؟ اعلیٰ حضرت نے فرمایا: ان شاء اللہ۔

دھوکہ شاہ نے کہا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ ہمارے حضور کی حکومت زمین و آسمان دونوں جگہوں پر ہے یا صرف زمین یا صرف آسمان پر ہے، اعلیٰ حضرت نے فرمایا: بہ عطاے الٰہی حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حکومت زمین و آسمان ہر جگہ ہے، دھوکہ شاہ نے کہا: مگر زمین پر معلوم ہوتی ہے آسمان پر نہیں معلوم ہوتی، اعلیٰ حضرت نے قرآن و حدیث کے دلائل سے ثابت کر دیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سلطنت زمین و آسمان ہر جگہ ہے، پھر دھوکہ شاہ نے کہا کہ: ٹھیک ہے مگر ہم کو آسمان میں حضور کی حکومت نہیں معلوم ہوتی، یہ سن کر عاشق صادق کی ایمانی غیرت کو جلال آ گیا اور پر جلال آواز میں مزید دلائل پیش فرمائے، دھوکہ شاہ کھڑے ہو گئے اور کہا مولوی صاحب! تم ناراض ہو گئے اچھا ہم چلتے ہیں یہ کہہ کر دھوکہ شاہ چلے گئے۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ: اس وقت میں دوسرے بچوں کے ساتھ چھت پر چلا گیا کہ اچانک میرا پیر پھسلا اور میں نیچے گر پڑا جس کی وجہ سے سر میں شدید چوٹ آ گئی، گھر والے دوڑے اور مجھے اُٹھا کر چارپائی پر لٹا دیا، بے تحاشہ زخم سے خون نکل رہا تھا۔ اعلیٰ حضرت کو اس حادثہ کی خبر دی گئی، آپ بھی اندر تشریف لائے اتنے میں گھر کی خادمہ نے ہماری دادی جان سے کان میں کہا کہ: بڑے مولانا (اعلیٰ حضرت) دھوکہ شاہ سے حجت کر رہے تھے، وہ ناراض ہوکر چلے گئے، اس لیے یہ حادثہ پیش آیا، اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ بہت ناراض ہوئیں اور غصے میں کہنے لگیں کہ تم کسی بھی پیر فقیر

سے اُلجھ جاتے ہو، دیکھو مصطفیٰ رضا کا کیا حال ہو گیا، یہ دھوکہ شاہ کی ناراضی کا نتیجہ ہے، اعلیٰ حضرت نے سر جھکائے ہوئے ماں کو جواب دیا کہ مادر مہربان سن لیجیے، احمد رضا وہی کہتا ہے جو حق ہے، کسی کی ناراضی کی پرواہ نہیں کرتا، ایک مصطفیٰ رضا نہیں ہزاروں بیٹے عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قربان ہیں، اعلیٰ حضرت نے یہ کہا اور پھر پھاٹک میں جا کر بیٹھ گئے اور حسبِ سابق لوگوں کے سوالوں کے جوابات اسی انشراح کے ساتھ عنایت فرماتے رہے، کسی کو اس حادثہ کی ہوا بھی لگنے نہیں دی، اتنے میں پھر دھوکہ شاہ آ گئے اور کہا: السلام علیکم! مولوی صاحب! جو تم نے کہا وہی حق ہے، حضور کی حکومت زمین و آسمان ہر جگہ ہے، جاؤ مصطفیٰ رضا کو کچھ نہیں ہوگا، اتنا کہہ کر دھوکہ شاہ چلے گئے، دو دن میں میرا زخم بھی ٹھیک ہو گیا یہ اسی زخم کا نشان ہے۔

تبصرۂ فقیر بر قصۂ دل پذیر

مذکورہ بالا واقعہ سے چند باتیں ذہن میں آئیں، جن کو ذکر کر دینا مناسب سمجھتا ہوں، سب سے پہلی بات یہ سمجھ میں آئی کہ مجددِ وقت اپنے زمانہ میں مرجع خلائق ہونے کے ساتھ اس زمانہ کے تمام علمائے کرام و اولیاے عظام کا مقتدا و امام ہوتا ہے، خواہ وہ سالکین میں سے ہوں یا مجذوبین میں سے ہوں، سب اس کی بارگاہ سے فیض پاتے ہیں، کیوں کہ وہ شریعت و طریقت کے علوم و رموز کا ماہر و عارف ہوتا ہے، اس کے علم و نظر کی رسائی وہاں تک ہوتی ہے، جہاں بڑے بڑوں کے ذہن کی پہنچ نہیں ہوتی۔

دیکھیے دھوکہ شاہ کی نظر اور ان کا علم جس حقیقت کو نہ پا سکا مجددِ زماں امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے اپنے خداداد علم و عرفان کے نور سے دھوکہ شاہ کی نگاہوں کے آگے پڑے ہوئے پردے کو ہٹا دیا کہ وہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ ’’مولوی صاحب! تم نے جو کہا وہی حق ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حکومت زمین و آسمان میں ہر جگہ ہے، وللہ الحمد۔‘‘

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ یہ بھی امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے عشق رسول اور تصلب فی الدین کا امتحان تھا جس میں ہمارے امام پورے طور پر کامیاب ہو گئے، پائے ثبات میں ذرہ برابر لغزش تک نہ آنے دی، ایسے کربناک وقت میں امام احمد رضا نے اپنی مادر مہربان کو جو جواب دیا ہے وہ آپ کی عشق رسول میں سرشاری اور فنائیت کی کھلی دلیل ہے، مادر مہربان! ایک مصطفیٰ رضا نہیں ہزاروں مصطفیٰ رضا عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قربان کر سکتا ہوں، سچ فرمایا۔

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروروں جہاں نہیں

گویا سیدنا امام احمد رضا علیہ الرحمہ اپنے اس ایمانی کردار سے لوگوں کو حدیث پاک لَا یُؤْمِنُ أَحَدُکُمْ حَتّٰی أَکُوْنَ أَحَبَّ اِلَیْہِ کی عملی تفسیر سمجھا رہے ہیں کہ تم میں سے کوئی اس وقت تک مومنِ کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ حضور اکرم جانِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے نزدیک اس کے ماں باپ، آل و اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں، مسلک اعلیٰ حضرت کے ماننے والو! آؤ اور اپنے امام کے حسنِ کردار کا جلوہ دیکھو اور درسِ عبرت حاصل کرو۔

تیسری بات یہ ہے کہ (مجذوب) جذب کی کیفیت میں بھی عظمتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تعلق سے جب کچھ بولتا ہے تو بہت محتاط ہو کر بولتا ہے، دھوکہ شاہ نے یہ نہیں کہا کہ حضور کی حکومت آسمان میں نہیں ہے، اگر یہ کہتے تو حقیقت کا انکار لازم آتا، ایسا کہنے کے بجائے انھوں نے یہ کہا کہ حضور کی حکومت ہم کو آسمان میں نہیں معلوم ہوتی، اس کہنے میں انھوں نے اپنی معلومات کی نفی کا اظہار کیا ہے، اور ظاہر ہے کہ کسی کا کسی چیز کے بارے میں نہ معلوم ہونا اس چیز کے عدم وجود کی دلیل نہیں ہے، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک چیز کے بارے میں کسی کو کچھ بھی معلوم نہیں ہوتا ہے مگر وہ چیز حقیقت میں موجود ہوتی ہے، کیوں کہ عدم علم عدم شئ کو لازم نہیں۔

مارہرہ شریف کے مجذوب کا ارشاد

فقیر راقم الحروف محمد مجیب اشرف رضوی جب بریلی شریف دار العلوم مظہر اسلام میں زیر تعلیم تھا اس وقت مارہرہ شریف کے رہنے والے ایک مجذوب بزرگ جو نسباً سید تھے اور خانوادۂ مارہرہ کے سادات سے تعلق رکھتے تھے، ان کا کیا نام تھا معلوم نہیں، لوگ ان کو سید صاحب کہتے تھے، وہ کبھی کبھی بریلی شریف تشریف لایا کرتے تھے، حضور سیدی سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمہ ان کا بہت احترام فرماتے تھے، مکان کے اندر سے خود کھانا لاتے اور اپنے پاس بیٹھا کر ان کو کھانا کھلاتے تھے، گلاس میں پانی بھر کر پیش فرماتے تھے، اور روانگی کے وقت کچھ نذر بھی پیش فرماتے تھے۔

یہی بزرگ ایک روز اچانک بریلی شریف تشریف لائے، اس وقت حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کہیں باہر تشریف لے گئے تھے، اس لیے حضرت قبلہ کی بیٹھک بند تھی، بیٹھک کے باہر چبوترے پر

آکر سید صاحب پالتی مار کر بیٹھ گئے، اتفاق سے اس وقت میں بھی وہاں پہنچ گیا اور اندر سے حضرت والا کے داماد حضرت ساجد میاں صاحب قبلہ مہتمم دارالعلوم مظہر اسلام، مسجد بی بی جی باہر تشریف لائے اور سید صاحب کو سلام کیا، اور فوراً اندر جا کر آپ نے بیٹھک کا دروازہ کھولا اور سید صاحب سے گزارش کی کہ حضور اندر تشریف لا کر کرسی پر بیٹھیں، یہ سن کر فرمایا: میاں! اس سے اچھی جگہ کہاں ہوگی، یہاں سے میری گورنمنٹ کا گزر ہوا کرتا ہے، اس سے اونچی کرسی کون سی ہو سکتی ہے؟ ساجد میاں صاحب نے بہت زیادہ اصرار کیا مگر وہ وہیں بیٹھے رہے، اور بار بار کہتے جا رہے تھے،، یہ میری گورنمنٹ کی گزر گاہ ہے، حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ نمازوں کے لیے جاتے وقت اسی جگہ سے گزرتے تھے، میں نے ساجد میاں صاحب سے پوچھا: گورنمنٹ کس کو کہہ رہے ہیں، فرمایا: حضور مفتی اعظم کو یہ صاحب گورنمنٹ کہتے ہیں۔

ساجد میاں صاحب نے سید صاحب سے کہا: آپ میرے ساتھ اندر تشریف لے چلیے کھانا تیار ہے کھا لیجیے، فرمایا: گورنمنٹ کھلائے گی تو کھاؤں گا، یہ کہا اور وہاں سے فوراً اُٹھے اور تیزی سے قدم بڑھاتے ہوئے چل دیے، ہم لوگ دیکھتے ہی رہ گئے، سبحان اللہ! کیا شان ہے سیدی سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی، ایک سید زادہ مجذوب آپ کو گورنمنٹ کہہ کر لوگوں کو بتا رہا ہے کہ اس وقت کنٹرولنگ پاور حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے پاس ہے، وللہ الحمد۔

نمازِ جنازہ کے لیے مجذوب کی وصیت

اسی زمانے کی بات ہے بریلی شریف میں ایک مجذوب تھے، لوگ انھیں ذرہ شاہ کہتے تھے، شہر سے باہر سنسان علاقوں میں گھومتے پھرتے رہا کرتے تھے، لوگوں سے ملنا پسند نہیں کرتے تھے، اتفاق سے کسی کی ملاقات ہو گئی تو ہو گئی، البتہ کبھی کبھی دو ڈھائی بجے رات میں شہر کے گلی کوچوں میں گھومتے پھرتے نظر آ جایا کرتے تھے، اور فجر سے پہلے شہر سے باہر چلے جایا کرتے تھے، شہر میں جب بھی آتے محلہ سوداگران ضرور جاتے، اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پاک کی طرف منہ کر کے سلام پیش کرتے، اور فوراً روانہ ہو جاتے تھے، جب اُن کے وصال کا وقت قریب آیا تو اپنے معتقدوں سے وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ: ’’میرے جنازہ کی نماز مصطفیٰ میاں پڑھائیں گے۔‘‘ اس وصیت کے دوسرے روز آپ کا انتقال ہو گیا، جب حضور سیدی مفتی اعظم علیہ الرحمہ کو اس کی اطلاع دی

گئی تو حضرت تشریف لے گئے اور ذرہ شاہ علیہ الرحمہ کے جنازہ کی نماز پڑھائی، فقیر راقم الحروف دوبار ان کی زیارت سے مشرف ہوا۔

سید صاحب مجذوب

بریلی شریف میں پرانے شہر کے رہنے والے ایک سید صاحب تھے، غالباً ان کا نام سید عبد الرحمٰن تھا، بڑے نیک، صوم وصلوٰۃ کے پابند، خاموش طبیعت تھے، سر پر لکھنوی دو پلیا ٹوپی، سفید ململ کا کرتہ، چوڑے پائینچے کا پاجامہ زیب تن کیا کرتے تھے، ذرہ شاہ کے انتقال کے بعد اچانک ان پر جذب کی کیفیت طاری ہو گئی، نتیجہ یہ ہوا کہ گھر بار سب کچھ چھوڑ کر شہر میں اِدھر اُدھر گھومتے پھرتے رہا کرتے تھے، نہ کسی سے بات کرتے نہ ہی کسی سے کچھ مانگتے، اگر کسی نے کچھ پیش کیا تو قبول کر لیا کرتے تھے، ان کا معمول تھا کہ جب سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمہ اپنی بیٹھک میں تشریف فرما ہوتے تو باہر آ کر چپ چاپ کھڑے ہو جاتے، حضرت والا اس زمانہ میں ایک روپیہ عطا فرماتے، سید صاحب لے کر چلے جاتے۔

ان کی عادت تھی کہ راستہ چلتے چلتے کسی مسجد میں تشریف لے جاتے، ہینڈ پمپ سے پانی لوٹے یا بالٹی میں بھرتے اور کھڑے کھڑے سر پر ڈال لیا کرتے تھے، سخت سے سخت سردی کے موسم میں بھی ایسا ہی کیا کرتے نہ ٹوپی سر سے اُتارتے نہ کرتا، پھر انھیں بھیگے کپڑوں میں مسجد کے کسی حصے میں کھڑے ہو جاتے اور بڑی تیزی کے ساتھ نمازیں پڑھنا شروع کرتے، دس منٹ میں پندرہ بیس رکعتیں پڑھ لیا کرتے تھے، کبھی کبھی تو آدھا گھنٹہ ایک گھنٹہ تک مسلسل پڑھتے جاتے تھے، یہاں تک کہ بھیگے کپڑے سوکھ جاتے تھے، دن میں کئی بار ایسا کرتے تھے، شام کا کھانا ہمیشہ حضرت والا کے مکان پر آ کر کھاتے اور وہیں سہ دری میں سو جاتے، جب جسمانی طور پر بہت کمزور ہو گئے تو اسی سہ دری میں مستقل قیام فرما لیا اور وہیں وصال ہوا۔

حضور مفتی اعظم اور منصور بابا

تاج الاولیاء حضرت بابا تاج الدین ناگپوری علیہ الرحمہ کی ذات بابرکات محتاجِ تعارف نہیں، ہندوستان کے مجذوب اولیاے کرام میں آپ کا مرتبہ بہت بلند ہے، حضرت بابا صاحب علیہ الرحمہ جذب کی حالت میں ہونے کے باوجود علماے شریعت اور مشائخ طریقت کا بہت ادب فرماتے تھے، بابا صاحب کے دیکھنے والوں کی زبانی میں نے خود سنا ہے کہ جب کوئی عالم دین حضرت کی ملاقات کے لیے

تشریف لے جاتے تو بابا صاحب پہلے ہی سے کہنا شروع کر دیتے کہ: ارے بھاگو شریعت والا آ رہا ہے، اگر ستر کھلا رہتا فوراً ڈھانپ لیتے تھے۔

بابا صاحب کبھی کبھی ناگپور کے راجہ رگھو کی شاہی بگھی میں سوار ہو کر شہر کا چکر لگایا کرتے تھے، بگھی کے ساتھ ہزاروں لوگوں کی بھیڑ ہوتی تھی، جب آپ محلہ شطرنجی پورہ بڑی مسجد کے پاس سے گزرتے تو بگھی سے اُتر جاتے اور سر جھکائے ادب کے ساتھ پیدل چلنے لگتے، جب کچھ دور پہنچتے پھر بگھی میں سوار ہوتے یہ اس لیے کہ یہاں حضرت سیدنا سید محمود بغدادی قیام پذیر تھے، جو زبردست عالم شریعت اور شیخ طریقت تھے، آپ کا مزار مقدس بڑی مسجد شطرنجی پورہ میں آج بھی زیارت گاہِ عوام وخواص موجود ہے، اور بابا صاحب کا مزار پر انوار تاج آباد شریف میں مرجع خلائق ہے۔

حضرت بابا تاج الدین علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد ناگپور کی تاریخ میں کوئی نہ کوئی مجذوب صفت شخصیت ظاہر ہوتی رہی ہے، اسی سلسلہ مجذوبین کی ایک کڑی منصور بابا بھی ہیں، جو عرصہ تک با حیات رہے اور خلقِ خدا ان سے فیض حاصل کرتی رہی، بات بالکل نہیں کرتے تھے، صرف ہوں، ہاں اور اشاروں سے کام لیتے تھے، چائے، پان اور سگریٹ بہت شوق سے استعمال کرتے تھے، گرمی سردی ہر موسم میں اکثر ایک لنگی پہنے رہتے تھے اور اوپر کا حصہ کھلا رہتا تھا، ہر دوسرے تیسرے روز سر پر استرا پھرواتے تھے، بال بالکل بڑھنے نہیں دیتے تھے، منصور بابا کا رنگ ڈھنگ عجیب تھا، ان کی ہر ادا پیاری، ان کا ہر انداز نرالا تھا، اللہ تعالیٰ ہی ان کے احوال کو خوب جانتا ہے۔

ہمیشہ میں نے یہ دیکھا کہ حضور سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمہ جب بھی ناگپور تشریف لاتے تو منصور بابا اتنا خوش ہو جاتے، جیسے ان کی عید کا دن ہے، اور حضرت والا کی قیام گاہ کے ارد گرد ٹہلتے رہتے، اور آنے جانے والے کا ہاتھ پکڑ کر حضرت کی قیام گاہ کی طرف اشارہ کر کے گویا حکم دیتے کہ جا کر ان کی زیارت کرو، اگر کوئی نہ جاتا تو اس کو دھکا دے کر بھگاتے اور اپنی ناراضی کا اظہار فرماتے۔

ایک مرتبہ حضرت العلام مفتی عبد الرشید خاں صاحب علیہ الرحمہ، بانی جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور کی دعوت پر جامعہ کے سالانہ دستار بندی کے اجلاس میں شرکت کے لیے حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ ناگپور تشریف لائے، آپ کی تشریف آوری کے روز جہاں ریلوے اسٹیشن پر مریدین، معتقدین سیکڑوں

کی تعداد میں موجود تھے، وہیں منصور بابا بھی تشریف فرما ہو گئے تھے اور پلیٹ فارم پر اِدھر اُدھر بھاگ دوڑ کر رہے تھے، جیسے اپنے آنے والے معزز مہمان کے اعزاز میں کسی خاص تیاری میں مصروف ہیں، جیسے ہی ٹرین آئی اور حضرت قبلہ پلیٹ فارم پر آ کر کھڑے ہوئے اس وقت منصور بابا دور کھڑے خوشی میں جھومتے اور ہنستے جا رہے تھے، جب حضرت اسٹیشن سے باہر کار میں بیٹھنے کے لیے گاڑی کے پاس آئے تو منصور بابا کو دیکھ کر حضرت قبلہ مسکرائے اور سلام کیا، منصور بابا نے حضرت کو کار میں بیٹھنے کا اشارہ کیا، حضرت کار میں بیٹھ گئے اور فرمایا: ان کو بھی بیٹھا لیجیے مگر بابا نے بیٹھنے سے انکار کر دیا، وہاں سے حضرتِ والا اپنی قیام گاہ جامعہ عربیہ تشریف لائے تو دیکھا گیا کہ منصور بابا پہلے سے یہاں موجود ہیں اور کار کا دروازہ خود کھول کر حضرت قبلہ کو نیچے اُترنے کا اشارہ کیا، جس دن ناگپور سے حضرت کی روانگی تھی بابا منصور صاحب بہت افسردہ نظر آ رہے تھے، اسٹیشن جانے کے لیے جب حضرت کار میں بیٹھے تو منصور بابا کار کے آگے اس طرح آ کر کھڑے ہو گئے گویا حضرت قبلہ کو جانے دینا نہیں چاہتے تھے، حضرت نے فرمایا: ان سے کہہ دیجیے کہ ہم پھر آئیں گے، جیسے ہی حضرت نے یہ فرمایا بابا آگے سے ہٹ کر کنارے کھڑے ہو گئے اور حضرت تشریف لے گئے، ماشاء اللہ! مجذوب حضرات بھی سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی قدر و منزلت خوب جانتے تھے۔

☆☆☆

نوری مشن مالیگاؤں کی تازہ اشاعت

نَفْيُ الفَيئِ عَمَّنْ اسْتَنَارَ بِنُوْرِہٖ کُلُّ شَیئٍ (۱۲۹۶ھ)

"نور کا سایہ نہیں"

تصنیف: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر: **نوری مشن** مالیگاؤں

9325028586, 9273574090

اعلیٰ حضرت اپنے معاصرین کی نظر میں

نازش المدنی مرادآبادی

کسی بھی شخصیت کے مقبول ومحبوب الانام ہونے میں جہاں دیگر امور کا رول ہوتا ہے، وہیں اس شخصیت کے معاصرین (ہم زمانہ احباب) کا بھی اہم کردار ہوتا ہے کہ معاصرین اس کو سراہتے اور اس کے علمی وروحانی کمالات کو تسلیم کرتے ہیں، اس سلسلہ میں جب ہم سیدی امام اہل سنت اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی قدس سرہ العزیز کو دیکھتے ہیں تو یہ بات بخوبی ظاہر وباہر ہوجاتی ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کے علمی وفقہی کارناموں کو آپ کے تمام تر معاصرین نے نہ صرف تسلیم کیا ہے بلکہ ان کے گن گائے ہیں۔

آیئے ذیل میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے معاصرین کے، امام کی بارگاہ میں چند تاثرات ملاحظہ کرتے ہیں۔

شیخ عبدالرحمٰن دھّان مکی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ عبدالرحمٰن دہان مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''وہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ جن کے متعلق مکہ مکرمہ کے علمائے کرام گواہی دے رہے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سرداروں میں یکتا وتنہا ہیں۔'' (تمہید الایمان، ص۵)

شیخ احمد ابوالخیر عبداللہ میرداد رحمۃ اللہ علیہ

رئیس الخطباء شیخ احمد ابوالخیر عبداللہ میرداد رحمۃ اللہ علیہ (خطیب مسجد حرام) فرماتے ہیں: ''وہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ حقائق کا خزانہ ہے اور محفوظ خزانوں کا انتخاب، معرفت کا آفتاب ہیں جو دوپہر کو چمکتا ہے۔ علوم کی ظاہر وباطن مشکلات کھولنے والے ہیں۔ جو شخص اس کے علم وفضل سے واقف ہوا اس کو کہنا چاہیے کہ اگلوں پچھلوں کے لیے بہت کچھ چھوڑ گئے ہیں۔'' (تمہید الایمان، ص ۳)

شیخ علامہ محمد القاسمی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ علامہ محمد القاسمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''فضائل وکمالات کے ایسے جامع ہیں جن کے

سامنے بڑے سے بڑا چھوٹا ہے۔ وہ فضل کے باپ اور بیٹے ہیں۔ ان کی فضیلت کا یقین دوست اور دُشمن دونوں کو ہے۔ ان کا علمی مقام بہت بلند ہے۔ لوگوں میں ان کی مثال بہت کم ہے۔'' (امام احمد رضا اور عالم اسلام، پروفیسر محمد مسعود احمد، ص ۱۳۷)

استاذ المحدثین علامہ مفتی وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمہ

حضور محدث اعظم ہند کچھوچھوی علیہ الرحمہ ۱۳۶۹ھ میں بمقام ناگپور یوم رضا کے موقع پر اپنے صدارتی خطبہ میں فرماتے ہیں:

''میرے استاد فن حدیث کے امام علامہ وصی احمد محدث سورتی قدس سرہ کو بیعت حضرت علامہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی علیہ الرحمہ سے تھی مگر زبان پر پیرومرشد کا ذکر میرے سامنے کبھی نہیں آیا اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے بکثرت تذکرے محویت کے ساتھ فرماتے تھے، میں اس وقت بریلی شریف حاضر نہ ہوا تھا۔ اس انداز کو دیکھ کر میں نے ایک دن عرض کیا کہ آپ کے پیرومرشد کا تذکرہ نہیں سنتا اور اعلیٰ حضرت کا آپ خطبہ پڑھتے رہتے ہیں، فرمایا جب میں نے پیرومرشد سے بیعت کی تھی بایں معنی مسلمان تھا کہ میرا سارا خاندان مسلمان سمجھا جاتا تھا مگر جب میں اعلیٰ حضرت سے ملنے لگا تو مجھ کو ایمان کی حلاوت مل گئی اب میرا ایمان رسمی نہیں بلکہ بعونہ تعالیٰ حقیقی ہے، جس نے حقیقی ایمان بخشا، اس کی یاد سے اپنے دل کو تسکین دیتا رہتا ہوں۔''

شیخ المشائخ علامہ الشاہ سید علی حسین المعروف اعلیٰ حضرت اشرفی میاں قدس سرہ

خلیفۂ مفتی اعظم ہند قاری امانت رسول پیلی بھیتی لکھتے ہیں: ''استاذ العلماء مفتی تقدس علی خان صاحب علیہ الرحمہ نے راقم السطور سے دوسرے سفر حرمین شریفین میں فرمایا: حضرت مولانا شاہ سید علی حسین اشرفی میاں قدس سرہ اکثر وبیشتر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے ملاقات کے لیے تشریف لاتے تو دونوں ایک دوسرے کی دست بوسی کرتے مزید فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ جس مسند پر تشریف فرما ہوتے کسی کو نہیں بٹھاتے تھے، لیکن ایک بار میری موجودگی میں حضور اشرفی میاں اعلیٰ حضرت سے ملنے تشریف لائے تو اعلیٰ حضرت نے ان کو اپنی مسند پر بٹھایا۔ (تجلیات امام احمد رضا ص: ۱۳۱، مطبوعہ کراچی)

امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس سرہ العزیز

حافظ محمد بشیر جماعتی علی پوری روایت کرتے ہیں: ''حضرت امیر ملت علیہ الرحمہ عموماً نعت

شریف بالخصوص اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا نعتیہ کلام سماعت فرمایا کرتے تھے، ایک مرتبہ آپ یہ نعت سن رہے تھے: ہے کلام الٰہی میں شمس وضحیٰ... الخ

جب اس نعت کا آخری مقطع پڑھا گیا۔

یہی کہتی ہے بلبل باغ جناں کہ رضاؔ کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصف شاہ ہدی مجھے شوخی طبع رضاؔ کی قسم

تو اس پہ حضرت امیر ملت نے لقمہ دیا کہ صرف ہند میں ہی نہیں بلکہ پوری دُنیا میں ایسا سحر بیاں اور واصف ہدی کوئی نہیں ہے۔'' (ماہنامہ رضائے مصطفی گوجرانوالہ، نومبر ۱۹۸۴ء، ص ۱۲)

فاتح قادیانیت عارف باللہ الشاہ سید پیر مہر علی شاہ محدث گولڑوی قدس سرہ العزیز

علامہ نور محمد فریدی علیہ الرحمہ بارہا فرماتے تھے کہ عارف باللہ امام اہل سنت سید پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرہ ارشاد فرماتے تھے کہ آپ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی زیارت کے لیے بریلی شریف حاضر ہوئے تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ حدیث پڑھا رہے تھے، فرماتے ہیں: مجھ کو ایسا محسوس ہوتا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ، حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ دیکھ کر آپ کی زیارت شریفہ کے انوار کی روشنی میں حدیث پڑھا رہے ہیں۔ (ماہنامہ ترجمان اہل سنت کراچی، مئی جون ۱۹۷۹ء، ص: ۳۴)

شیخ الحدیث مولانا عبد الرزاق مدظلہ العالی فرماتے ہیں: ایک دن میں اور مولانا عبد الغفور ہزاروی علیہ الرحمہ اعلیٰ حضرت گولڑوی قدس سرہ کے ناظم مراسلات ملک سلطان محمود مرحوم کے پاس بیٹھے تھے، ملک صاحب نے فرمایا کہ: حضرت کے آخری دور میں جو خطوط آتے تھے ان پر مختلف اشعار لکھے ہوتے تھے، ایک دن میں مکاتیب سنارہا تھا کہ ایک مکتوب کھولا اور یہ شعر پڑھا۔

پیش نظر وہ نو بہار سجدے کو دل ہے بے قرار
روکیے سر کو روکیے ہاں یہی امتحان ہے

آپ نے پوچھا: یہ شعر کس کا ہے؟ حاضرین میں سے ایک نے جواب دیا یہ شعر مولانا احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ کا ہے، اس پہ آپ نے فرمایا: ''ایسا شعر کہنا ان ہی کی شان عالی کے مناسب ہے۔'' (مولانا الشاہ احمد رضا بریلوی، ص ۱۰۳، مطبوعہ لاہور)

زبدۃ العارفین خواجہ شاہ محمد رکن الدین الوری قدس سرہ العزیز

خواجہ محمد رکن الدین الوری قدس سرہ کو امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ سے بہت ہی دیرینہ اور گہرے تعلقات تھے۔ آپ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''مولود محمود'' میں کئی مقامات پر کلام رضاؔ کے گلہائے عقیدت رنگا رنگ سجائے ہیں، یہاں تک کہ کتاب کا اختتام بھی سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی اس مناجات پر کیا ہے جس کا آخری شعر یہ ہے۔

یا الٰہی جو دُعائیں نیک میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب سے آمیں ربنا کا ساتھ ہو

نیز آپ نے کئی استفتا بھی اعلیٰ حضرت کی خدمت میں بھیج کر جواب طلب فرمائے ہیں، ۲۲/ذی الحجہ ۱۳۲۴ھ میں ریاست الور سے یوں مخاطب ہوتے ہیں:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قامع بدعت وضلالت جامع معقول ومنقول جناب مولانا احمد رضا خان صاحب ادام فیوضکم وبرکاتکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، فقیر حقیر مسکین محمد رکن الدین حنفی نقشبندی مجددی نادیدہ مشتاق زیارت دو مسئلے خدمت شریف میں پیش کرکے اُمیدوار ہے کہ جناب اپنی تحقیق سے اس عاجز کو ممنون فرما دیں، اللہ تعالیٰ اس کا اجر عظیم عطا فرمادے گا۔ (امام احمد رضا کاملین کی نظر میں، ص: ۵۷، ۵۸)

شیر ربانی میاں شیر محمد شرق پوری قدس سرہ العزیز

مولانا صابر نسیم لکھتے ہیں: شیخ وقت شیر ربانی میاں شیر محمد شرق پوری قدس سرہ کو خواب میں حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی زیارت ہوئی، میاں صاحب نے دریافت کیا: حضور اس وقت دُنیا میں آپ کا نائب کون ہے؟ ارشاد فرمایا: ''بریلی میں احمد رضا۔'' (اعلیٰ حضرت بریلوی، ص: ۱۳۵)

حاجی محمد مونگہ شرق پوری تحریر کرتے ہیں: حضرت میاں صاحب شرق پوری رحمہ اللہ تعالیٰ ایک مرتبہ بریلی شریف بھی گئے تھے، واپسی پہ آپ نے بابا شیخ محمد عاشق مونگہ کو فرمایا: ''عاشقا! میں بریلی شریف گیا تھا جب میں وہاں پہنچا تو مولانا احمد رضا خان صاحب حدیث کا درس دے رہے تھے، یار! جب میں وہاں بیٹھا تو مجھ کو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ جو بھی

حدیث بیان کرتے ہیں وہ براہ راست حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ کر بیان کرتے ہیں۔''

(حدیث دلبراں، ص: ۲۷۴)

قدوۃ السالکین سیدنا حاجی وارث علی شاہ قدس سرہ العزیز

مولانا عبید اللہ خان بیان کرتے ہیں کہ: سوال کیا جاتا ہے کہ انھیں یعنی اعلیٰ حضرت کو اعلیٰ حضرت کیوں کہتے ہو؟ ہم نے تو نہیں کہا کسی نے کہا ہم نے متابعت کر لی ہے، مولانا حاجی سید وارث پاک کی عادتِ کریمہ تھی کہ جب مولوی لوگ آتے تھے تو کسی کو ''مولانا'' نہیں کہتے تھے، کتنے بھی بڑے عالم آپ کی خدمت میں گئے ہمیشہ حضرت نے مولوی ہی کہا، مگر جب سیدی اعلیٰ حضرت اپنے چند خادموں کے ساتھ آپ کی زیارت کو گئے تو حضرت وارث پاک اُٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے ''آؤ مولانا! آؤ! تم تو اعلیٰ حضرت ہو۔''

قبلہ حاجی صاحب علیہ الرحمہ کے عطا کردہ لقب کو ایسی شہرت حاصل ہوئی کہ جب بھی 'اعلیٰ حضرت' کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے تو اس سے امام اہل سنت امام احمد رضا محدث بریلی علیہ الرحمہ کی جانب ذہن متبادر ہو جاتا ہے۔ (امام احمد رضا کاملین کی نظر میں، ص: ۴۴)

عارف باللہ شاہ جی محمد شیر میاں نقشبندی پیلی بھیتی قدس سرہ العزیز

فخر الحفاظ حافظ یعقوب خان علیہ الرحمہ جب حضرت شاہ جی محمد شیر میاں علیہ الرحمہ کی خدمت میں مرید ہونے کی غرض سے حاضر ہوئے، شاہ جی میاں نے حافظ صاحب سے فرمایا: کیا کرو گے مرید ہو کر، تم تو خود مادر زاد ولی ہو، حافظ صاحب نے پھر عرض کیا کہ: مرید فرما لیجیے، آپ نے پھر وہی جملہ ارشاد فرمایا، تیسری بار پھر عرض کیا تو شاہ جی میاں نے فرمایا: دیکھو لوح محفوظ پر تمہارا حصہ ہمارے یہاں نہیں ہے تم بریلی شریف جاؤ، بڑے مولوی صاحب مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمہ کے یہاں تمہارا حصہ ہے لہٰذا حافظ صاحب ٹرین سے بریلی شریف روانہ ہوئے، اُدھر اعلیٰ حضرت نے مولانا عبد الاحد صاحب پیلی بھیتی اور مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کو حکم دیا کہ: اسٹیشن جاؤ اس ٹرین سے حافظ صاحب تشریف لا رہے ہیں، ان کو یہاں لے آؤ، اعلیٰ حضرت نے نہ تو حافظ صاحب کا نام ظاہر فرمایا، نہ ان حضرات نے دریافت کیا، خیر اسٹیشن پہنچے، ٹرین میں سے حافظ یعقوب علی خان صاحب اُترے تو ان

حضرات نے پہچان لیا اور حافظ صاحب سے دریافت کیا کہ آپ کہاں تشریف لے جائیں گے، حافظ صاحب نے اعلیٰ حضرت کا پتا بتایا تو مولانا حبیب الرحمٰن خان صاحب پیلی بھیتی نے کہا کہ: اعلیٰ حضرت نے تو پہلے ہی بتا دیا، دونوں حضرات حافظ صاحب کو لے کر محلہ سوداگران کو لے چلے اُدھر اعلیٰ حضرت اپنے دروازہ پر حافظ صاحب کے استقبال کے انتظار میں رونق افروز تھے، اتنے میں حافظ صاحب تشریف لے آئے، معانقہ مصافحہ ہوا، اعلیٰ حضرت نے حافظ صاحب کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کچھ ارشاد فرمایا اور حافظ صاحب کو بیعت کیا۔

(امام احمد رضا کاملین کی نظر میں، مطبوعہ رضا دار الاشاعت لاہور)

☆☆☆

عظمت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محافظ

''مسلمانوں کے عقیدے اور تعلق باللہ والرسول کو کم زور کرنے کے لیے ایسی درس گاہیں قائم کی گئیں جن میں انگریزوں کے وفادار پیدا ہوں اور ان سے ایسی تحریریں لکھوائی گئیں جو ایک طرف نام نہاد مسلمانوں میں اہانتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے رُجحانات کی حوصلہ افزائی کریں، تو دوسری طرف مسلمانوں کی متحدہ قوت کو اختلاف و انفاق کا شکار بنا دیں، تاکہ دوبارہ علمائے حق جہادِ آزادی کا نعرہ لگا کر انگریزوں کو اس ملک سے نکلنے پر مجبور نہ کر سکیں۔

ایسے پُرفتن دور میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کو پیدا فرمایا، جن کے تجدیدی کارناموں نے دُشمنانِ اسلام کے ناپاک عزائم کو شکست دی، انھوں نے اسلام اور عظمتِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کے لیے چوکھی جنگ لڑی اور جہاد بالقلم کے ذریعہ باطل فتنوں کی سرکوبی کی، اور کم وبیش ایک ہزار کتابیں تالیف فرما کر ملتِ اسلامیہ کے اہلِ علم اور ان کی لائبریریوں کے حوالے فرما دیا۔''

علامہ قمر الزماں اعظمی

(حضور مفتی اعظم، ایک عظیم فقیہ ایک عظیم مجاہد، مطبوعہ نوری مشن مالیگاؤں ۲۰۱۵ء)

تحفظ ناموسِ رسالت ''حسام الحرمین'' کی روشنی میں

مولانا محمد اسلم رضا قادری اشفاقی
رکن سنی تبلیغی جماعت باسنی ناگور شریف
9461380418

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور کی نعت پڑھا کرتے ،حضور اور صحابہ خود سنا کرتے تھے۔کبھی کبھی وہ ان لوگوں کی ہجو بھی کیا کرتے تھے جو حضور ﷺ کی برائی اور توہین کرتے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خوش ہوتے اور دُعا دیتے تھے۔[پوری حدیث صحیح بخاری میں موجود ہے۔]

عہد نبوی اور عہد صحابہ سے جس کردار و عمل کو ایمان و عشق کا جز ولاینفک سمجھا گیا اس کا نام ''تحفظ ناموس رسالت'' ہے۔جس کی خاطر اصحابِ رسول نے اپنی قیمتی جانوں کا نذرانہ تک پیش کر دیا، انھیں حضور رحمت عالم، جان عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ادنیٰ سی توہین و تنقیص بھی برداشت نہ تھی، وہ فوراً پُر جلال ہو جاتے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی جماعت کو عظمتِ رسالت اور احترام رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اظہار و اقرار کے لیے منتخب فرما لیا تھا۔ارشاد ربانی ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ [سورۃ الحجرات:۲]

''بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس، وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لیے پرکھ لیا ہے، ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔'' (کنز الایمان)

تحفظ ناموس رسالت وقت کی اہم ضرورت: تحفظ ناموس رسالت اس دور کا ایک حساس ترین مسئلہ ہے جس پر تمام مسلمانوں کو باہم متحد و متفق ہو کر آواز بلند کرنے کی اشد ضرورت ہے، اگر ہمارے

اذہان و قلوب میں تھوڑی سی بھی دینی و ایمانی حرارت باقی ہے تو ہمیں ہر طرح سے پیش قدمی کرنی ہوگی اس کے بغیر چارۂ کار نہیں۔

آج اسلام دُشمن عناصر آئے دن ناموس رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حملے کر رہے ہیں، سر عام شانِ رسالت میں گستاخیاں اور بے ادبیاں کر کے اُمتِ مسلمہ کو آزمایا جا رہا ہے۔ پرنٹ و الیکٹرانک و سوشل میڈیا کے سہارے بار بار ایسی نازیبا حرکتیں، گستاخیاں باقاعدہ پلاننگ کے ساتھ کروا کے قوم مسلم کو جانچا اور پرکھا جا رہا ہے، ایسے نازک ترین حالات میں اپنے ایمان و عشق کے تحفظ و بقا اور سلامتی کے لیے میدانِ عمل میں آکر، باغیانِ اسلام کا تن من دھن سے مقابلہ کرنا از حد ضروری ہے۔

ہر ایک مسلمان کو اپنے آقا و مولیٰ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی خاطر مؤمنانہ کردار نبھانا چاہیے۔کیوں کہ دُشمنانِ اسلام یہ بات اچھی طرح سمجھ چکے ہیں کہ مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے کے لیے بس ایک ہی پلان کافی ہے، اور وہ ہے ان کے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص کرنا؛ جسے وہ بار بار آزماتے آرہے ہیں۔

پلاننگ کے ساتھ گستاخیوں کا یہ سلسلہ ۲۰۰۵ء میں ڈنمارک سے شروع ہوتا ہے، اور ۲۰۱۵ء میں ہمارے ملک ہندوستان میں بھی دستک دے دیتا ہے، جو آپ سب کے سامنے ہے۔ پہلے پہل پریس کانفرنسوں، فلمی اینکروں، پرنٹ اور سوشل میڈیا کے ذریعہ گستاخیاں کروائی جاتی ہیں اور پھر چوراہوں، عام شاہراہوں پر کفار و مشرکین کھلے عام خدا اور رسول کو گالیاں دیتے ہوئے نظر آتے ہیں، ان نازک ترین اور ناگفتہ حالات میں ہمارا ایمانی فریضہ ہے کہ شانِ الوہیت، عظمت و شانِ رسالت کا پرچم بلند کریں، اپنے آقا و مولیٰ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لیے عملی میدان میں آگے آئیں۔ یہ گستاخ و بے ادب جس قدر شانِ رسالت پر حملے کریں ہمیں اُسی قدر حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان و عظمت کے نغمے گنگنانے، پرچم لہرانے اور آپ کی پیاری پیاری اداؤں کو اپنانا ہے۔

اے قوم مسلم! اگر تمہارے سامنے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں کھلے طور پر توہین و تنقیص ہو رہی ہے اور تم بے فکر ہو کر زندہ ہو تو تمہیں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد ﷺ سے اُجالا کر دے

روح محمد! جانِ ایمان اور عشقِ رسول کا نام ہے؛ صحابہ کا کردار و عمل، تابعین کا زہد و تقویٰ، ائمۂ مجتہدین کا علم و فتویٰ، صوفیاے کرام کا زہد و ورع سب میں یہی روحِ محمد جلوہ بار ہے۔ آج ہماری جو عزتیں سلامت ہیں وہ بھی روحِ محمد کا صدقہ ہے، لہٰذا اس روحِ محمد کی حفاظت جان و مال سے زیادہ کرنی چاہیے؛ ورنہ ایمان کے لٹیرے تمہارے ایمان و عقیدہ کو لوٹ لیں گے اور تمھیں پتا بھی نہ چلے گا۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو! جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

امام عشق و محبت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ نے عشق رسول کو اپنی متاعِ حیات جانا، تحفظِ ناموس رسالت کے لیے انھوں نے تن من دھن کی بازی لگا دی۔ وہ تو لکھ چکے: ''میری عزت، میرے آبا و اجداد کی عزت، عزت و عظمتِ رسول پر قربان ہے۔''

جان ہے عشق مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزا ناز دوا اُٹھائے کیوں

اسی تحریک تحفظ ناموس رسالت کو آج دوبارہ زندہ کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ مسلمان ہر قسم کی تکلیف برداشت کر سکتا ہے لیکن وہ اپنے نبی علیہ السلام کی توہین و بے ادبی و گستاخی کبھی بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ کیوں کہ یہ اس کے عشق و احترام رسول کا معاملہ ہے جس میں کسی وقت بھی سودا نہیں کیا جا سکتا۔ مگر اس دھرتی پر کچھ ایسے نام نہاد بھی گزرے ہیں جو شانِ رسالت میں توہین و تنقیص کے مرتکب و مجرم ہوئے اور خود اپنے ناموں سے رُسواے زمانہ کتابیں شائع کیں۔ جن کے متعلق آپ آنے والی سطور میں ملاحظہ کریں گے۔

امام احمد رضا اور مسئلہ تکفیر: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نہایت محتاط، فقید المثال فقیہ تھے، ان کے یہاں فتویٰ دیتے وقت بڑا غور و تدبر کیا جاتا، بعدہٗ کسی معین و متعین شخص پر حکم شرعی لگایا جاتا تھا؛

بلا تحقیق و تفتیش کسی مسلمان پر حکم تکفیر صادر کرنے کے امام احمد رضا سخت مخالف تھے۔

مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی، ناظم تعلیمات دار العلوم دیوبند نے بھی خود اس بات کا اعتراف کیا، خود انہی کے لفظوں میں ملاحظہ کریں: ''اگر خاں صاحب (امام احمد رضا بریلوی) کے نزدیک بعض علماے دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انھوں نے سمجھا تو خان صاحب پر ان علماے دیوبند کی تکفیر فرض تھی، اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے۔ جیسے علماے اسلام نے جب مرزا صاحب کے عقائد کفریہ معلوم کر لیے اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے تو اب علماے اسلام پر مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر و مرتد کہنا فرض ہو گیا، اگر وہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر نہ کہیں چاہے وہ لاہوری ہوں یا قدنی وغیرہ وغیرہ تو وہ خود کافر ہو جائیں گے، کیوں کہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔''

[اشد العذاب، ص: ۱۳، بحوالہ امام احمد رضا نمبر، ماہنامہ المیزان ممبئی ۱۹۷۶ء، ص: ۴۳۴]

محدث اعظم ہند سید محمد میاں کچھوچھوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: جو رسول پاک کا عاشق صادق ہو وہ رسول پاک کی شان میں بدلگامیوں کو کیسے سنتا رہے چنانچہ یہی ہوا، بکمالِ احتیاط بکواس والوں کو خط لکھا کہ کیا یہ تحریر تمہاری ہے؟ کیا تم اس بکواس سے راضی ہو؟ کیا اس بکواس کی اشاعت تمہاری اجازت سے ہے؟ گویا اس محتاطِ اعظم نے سمجھا دیا کہ کسی بہانے یا جھوٹ سے اپنی ذمہ داری چھوڑ دے، مگر رجسٹریوں پر رجسٹریاں کی گئیں، اور اہلِ باطل کی آنکھوں پر ایسی عنادی پٹی بندھی رہ گئی کہ رعایت سے فائدہ نہ کیا، اور سخن سازی اور رکیک تاویل، غیر ناشی عن الدلیل کی بدولت جس جہنم میں کفر نے قدم رکھا تھا اس میں دھنستے چلے گئے، اس وقت فاروقی دُرّہ اور حیدری ذو الفقار کا بے نیام ہو جانا واجب ہو گیا تھا، چنانچہ دُنیا نے دیکھا کہ جرائم پیشہ مجرموں کے ایک ایک جرم کو آشکار اس طرح کر دیا کہ کفر و ارتداد کے ملزموں کو عرب و عجم کے علما و مشائخ کے سامنے ننگا کر کے کھڑا کر دیا، اور ان عادی مجرموں کو حل و حرم میں اتنے اکابر مشائخ علما نے مجرم کفر و ارتداد کا فتویٰ دیا، کہ چودہ صدیوں میں کسی فرقے کے کسی مجرم فرد پر اتنی بڑی تعداد کا اتفاق تاریخ میں موجود نہیں ہے۔

یہ تھا وہ واقعہ جس کا مقابلہ اس ملعون پروپیگنڈے سے کیا جانے لگا کہ آستانۂ رضویہ بریلی میں کفر کی مشین ہے، وہاں مسلمانوں کو کافر بنایا جاتا ہے۔ ان عقل کے دُشمنوں کو یہ نہ سوجھی کہ کوئی بھی کسی

دوسرے کو کافر بنانے کی سکت ہی نہیں رکھتا، کفر بکنے والا خود اپنے کو کافر بناتا ہے۔ البتہ اس کے کفر بکنے اور کافر بننے سے اُمتِ اسلامیہ کو باخبر کر دیا جاتا ہے، تاکہ ان سے بچیں اور کفریات سے اپنے کو محفوظ رکھیں۔ [مصدر سابق، ص:۲۴۶]

حضرت علامہ محمد احمد مصباحی صاحب لکھتے ہیں:

''امام صاحب موصوف کا کہنا تھا کہ مذکورہ (آگے آنے والی) عبارتوں کے ذریعہ ان لوگوں نے گستاخی کی اور شانِ رسالت میں اہانت کے مرتکب ہوئے ہیں، اور اہانت و محبتِ حضور ضروریات دین سے اس لیے مذکورہ علما نے اہانت کر کے ضرورتِ دین کا انکار کیا ہے۔ چنانچہ ان عبارتوں سے رجوع کا امام صاحب موصوف نے مطالبہ کیا، اور بار بار اس دینی ضرورت کی طرف توجہ دلائی، پھر بھی ان لوگوں نے اس طرف کوئی توجہ نہ کی، اور لگ بھگ بیس سال تک یہ مسئلہ چلتا رہا۔ فاضل بریلوی جدوجہد کرتے رہے کہ اس دینی اور شرعی مسئلہ کا حل بیٹھ کر تلاش کر لیا جائے اور مفاہمت کی راہ نکال لی جائے۔

لیکن یہ افسوس ناک حقیقت ہے کہ علمائے دیوبند نے خلوص و ہمدردی کے جواب میں خلوص کے بجائے مناظرانہ داؤ پیچ کے لیے تحریر کی راہ اختیار کی، اور بالمشافہ گفتگو سے گریز کرتے رہے۔ حالاں کہ علمائے دیوبند اگر امام موصوف سے اس دینی ضرورت میں تعاون کرتے تو آپس میں تصفیہ ہو جاتا اور مسلمانوں میں انتشار و اختلاف کی خلیج ہرگز ہرگز نہ پیدا ہوتی، الغرض علمائے دیوبند کے باغیانہ رویہ اور ان مذموم عبارتوں کی بیس سال کے عرصہ میں بار بار اشاعت سے یہ سمجھ لیا کہ علمائے دیوبند راہِ راست پر آنے والے نہیں ہیں، اس لیے اتمام حجت کے بطور آخری جدوجہد کی، اور ایک خط بذریعہ رجسٹری لکھا جس کی تحریر ملاحظہ ہو:

یہ اخیر دعوت ہے اس پر آپ سامنے نہ آئے تو الحمد للہ میں فرض ہدایت ادا کر چکا، آئندہ کسی کے غوغے پر التفات نہ ہوگا۔ منوا دینا میرا کام نہیں، اللہ عزوجل کی قدرت میں ہے۔ **واللہ یھدی من یشاء الی صراط المستقیم۔**

جب اس آخری دعوت پر بھی بالکل خاموشی برتی گئی تو امام موصوف نے عامۃ المسلمین کو گمراہیوں سے بچانے اور اپنے فرض منصبی سے عہدہ برآ ہونے کے لیے ۱۳۲۰ھ میں مذکورہ (درج

ذیل) عبارتوں پر ہر زاویہ سے بحث کر لینے کے بعد ان لوگوں پر حکم تکفیر عائد کیا، اور علمائے حرمین سے بھی ان عبارتوں پر استفتا لے کر شائع کیا، جو آپ کے حکم کے مماثل تھا۔ امام موصوف حکم تکفیر لگانے کے بعد بھی جو توضیحی عبارت تحریر فرماتے ہیں، آپ کے خلوص نیت، محبت رسول اور حق بجانب ہونے کا ٹھوس ثبوت فراہم کرتی ہے۔

۷۸/روجہ سے بحکم فقہائے کرام لزوم کفر کا ثبوت دے کر یہی لکھ چکا تھا: ہزار ہزار بار حاشا للہ! میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا، جب کیا ان سے کوئی ملاپ تھا اب رنجش ہوگئی، ان سے جائداد کی کوئی شرکت نہ تھی اب پیدا ہوگئی، حاشا للہ! مسلمانوں کو علاقۂ محبت و عداوت صرف محبت خدا و رسول سے ہے۔'' [امام احمد رضا نمبر، ماہنامہ المیزان ممبئی ۱۹۷۶ء، ص:۴۳۴]

تحقیق و تفتیش کا اسلوب و انداز: امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے تحفظ ناموس رسالت کی خاطر ہر طرح قربانی دی، جہاں عشق و احترام رسالت کا مسئلہ درپیش ہوا وہاں انھوں نے عظمت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دفاع کیا اور شاتمانِ رسول کو آخری وقت تک توبہ و رجوع کی دعوت دیتے رہے تاکہ کسی طرح گستاخیوں کا سلسلہ ختم ہو جائے اور مسلمان چین وسکون سے جئیں، مگر جن لوگوں کی قسمت میں کفر لکھا جا چکا تھا وہ اس مخلص داعی دین کی دعوت کو کب قبول کر سکتے تھے، پھر بھی انھوں نے ہمت نہ ہاری اور بار بار ان سے توبہ و رجوع الی الحق کا مطالبہ کرتے رہے۔ اس انداز کا ایک درد بھرا خط مولوی اشرف علی تھانوی کو لکھتے ہیں، جس سے ان کا منشا و مقصود بھی اچھی طرح معلوم ہو جاتا ہے، ملاحظہ ہو:

''توہین و تکذیب خدا و رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جو الزام مدتوں سے آپ اور مولوی گنگوہی و نانوتوی و انبیٹھی صاحبان وغیرہم پر ہے، سنا گیا ہے کہ آپ اس میں مناظرہ پر آمادہ ہوئے اور اس میں اپنا وکیل مطلق کسی شخص مرتضیٰ حسن نامی دیوبندی یا چاند پوری کو کیا، اگر یہ بات واقعی ہے تو الحمد للہ مدت کی تمنائے اہل اسلام بعونہ تعالیٰ پوری ہونے کی خوش خبری ہے۔ آپ فوراً اپنی مہری و دستخطی تحریر خود اپنے قلم سے لکھ کر بھیجیں، کہ میں نے ''بطش غیب'' و ''تمہید ایمان'' و ''حسام الحرمین'' کے سوالات و اعتراض کا جواب دینے کے لیے مرتضیٰ حسن مذکور کو اپنا وکیل مطلق و نائب عام کیا؛ اس کا تمام ساختہ پرداختہ، قول، فعل، سکوت قبول، نکول، عدول جو کچھ ہوگا سب بعینہٖ میرا اقرار پائے گا۔ مجھے اس

میں کوئی عذر کی گنجائش نہ ہے اور نہ ہوگی۔ جب آپ یہ تحریر باضابطہ بھیج دیں گے تو میں باقی امور جو گذارش کرنے ہیں کروں گا۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کا مولیٰ عزوجل حق ظاہر ظاہر تر فرمائے۔ للہ الحجۃ البالغۃ۔

آپ اگر واقعی آمادہ ہوئے ہیں تو تستر ولعل کے کوئی معنیٰ نہیں، للہ العزۃ ولرسولہٖ والمؤمنین۔''[کلیات مکاتیب امام احمد رضا، دارالعلوم قادریہ کلیر شریف، ۲۰۰۵ء، ص: ۱۶۵، ۱۶۶]

ایک دوسرے خط میں امام احمد رضا لکھتے ہیں: فقیر بارگاہ عزیز قدیر عز جلالہٗ تو مدتوں سے آپ کو دعوت دے رہا ہے، اب حسب معاہدہ وقرار داد مراد آباد پھر محرک ہے کہ آپ کو سوالات و موخذات ''حسام الحرمین'' کی جواب دہی کو آمادہ ہوں، میں اور آپ جو کچھ کہیں لکھ کر کہیں اور سنا دیں اور وہی دستخطی پرچہ اسی وقت فریقین مقابل کو دیتے جائیں کہ فریقین میں سے کسی کو کہہ کے بدلنے کی گنجائش نہ رہے۔ معاہدہ میں ۲۷ رصفر مناظرہ کے لیے مقرر ہوئی ہے، آج ۱۵ رکو اس کی خبر مجھ کو ملی، گیارہ روز کی مہلت کافی ہے وہاں بات ہی کتنی ہے، اسی قدر کے یہ کلمات شان اقدس حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں توہین ہیں یا نہیں؟ یہ بعونہٖ تعالیٰ دومنٹ میں اہل ایمان پر ظاہر ہوسکتا ہے۔ لہٰذا فقیر اسی عظیم ذوالعرش کی قدرو رحمت پر توکل کر کے یہی ۲۷ رصفر روز جان افروز دوشنبہ اس کے لیے مقرر کرتا ہے، آپ فوراً قبول کی تحریر اپنی مہری دستخط روانہ کریں، اور ۲۷ رصفر کی صبح مرادآباد میں ہوں، اور آپ بالذات اس امر اہم واعظم میں دین کو طے کرلیں، اپنے دل کی آپ جیسی بتائیں گے وکیل کیا بتائے گا۔ مع ہذا یہ معاملہ کفر واسلام کا ہے، کفر واسلام میں وکالت کیسی؟

میں عرض کرتا ہوں کہ آخر بار آپ ہی کے سر رہتا ہے کہ توبہ کرنی ہوئی تو آپ ہی پوچھے جائیں گے، پھر آپ خود ہی دفع اختلاف کی ہمت کیوں نہ کریں؟ کیا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے کو آپ تھے اور بات بنانے دوسرا آئے؟ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

یہ اخیر دعوت ہے اس پر بھی آپ سامنے نہ آئے تو الحمدللہ میں فرض ہدایت ادا کر چکا، آئندہ کسی کے غوغہ پر التفات نہ ہوگا۔ منوا دینا میرا کام نہیں، اللہ عزوجل کی قدرت میں ہے۔

[مصدر سابق، ص: ۱۸۰]

مزید لکھتے ہیں: ''الحمدللہ! اس فقیر بارگاہ غالب قدیر عز جلالہٗ کے دل میں کسی شخص سے نہ

ذاتی مخالفت نہ دنیوی خصومت، مجھے میرے سرکار ابد قرار حضور پرُنور سید الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے محض اپنے کرم سے اس خدمت پر مامور فرمایا ہے کہ مسلمان بھائیوں کو ایسوں کے حال سے خبر دار رکھوں جو مسلمان کہلا کر اللہ واحد قہار جل جلالہٗ اور محمد رسول اللہ ماذون مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس پر حملہ کریں تا کہ میرے عوام بھائی مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھولی بھیڑیں ان ذیاب فی ثیاب کے جبوں، عماموں، مولویت، مشیخت کے مقدس ناموں قال اللہ وقال الرسول کے روغنی کلاموں سے دھوکے میں گرگان خونخوار ہو کر معاذاللہ سقر میں نہ گریں۔

یہ مبارک کام بحمدالمنام اس عاجز کی طاقت سے بدرجہا خوب تر وفزوں تر ہوا، اور جب تک وہ چاہے گا ہوگا۔ ذلك من فضل الله علينا على الناس والحمدلله رب العالمين اس سے زیادہ نہ کچھ مقصود، نہ کسی کی سب وشتم اور بہتان وافترا کی پرواہ، میرے سرکار نے مجھے پہلے ہی سنا دیا تھا کہ: ولتسمعن من الذين اوتوا الكتاب من قبلكم ومن الذين اشركوا اذى كثيرا وان تصبروا وتتقوا فان ذلك عزم الامور بے شک ضرور تم مخالفوں کی طرف سے بہت کچھ برا سنو گے اور اگر صبر وتقویٰ کرو تو وہ بڑی ہمت کا کام ہے۔

الحمدللہ! یہ زبانی ادعا نہیں بلکہ میری کارروائیاں اس پر شاہد عدل ہیں، موافق ومخالف سب دیکھ رہے ہیں کہ امر دین کے علاوہ جتنے ذاتی حملے مجھ پر ہوئے کسی کی اصلاً پرواہ نہ کی، ایسے وقائع بکثرت ہیں، اور اب جو صاحب چاہیں امتحان فرمائیں، ان شاء اللہ تعالیٰ ذاتی حملوں پر کبھی التفات نہ ہوگا۔ سرکار سے مجھے یہ خدمت سپرد ہوئی ہے، عزت سرکار کی حمایت کروں نہ کہ اپنی، میں تو خوش ہوں کہ جتنی دیر مجھے گالیاں دیتے، افترا کرتے، برا کہتے ہیں اتنی دیر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بدگوئی، منقصت جوئی سے غافل رہتے ہیں، میں چھاپ چکا اور پھر لکھتا ہوں میری آنکھ کی ٹھنڈک اس میں ہے کہ میری اور میرے آباے کرام کی آبروئیں، عزتیں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے سپر ہیں۔''[مصدر سابق، ص: ۱۶۷، ۱۶۸]

کفریہ عبارات پر شرعی حکم: علماے دیوبند نے اپنی کتابوں میں جو کفریہ عبارتیں لکھیں وہ ڈھکی چھپی نہ تھیں بلکہ شائع وذائع تھیں، بار بار ان کو چھاپا جارہا تھا، جو شرعی اعتبار سے جرم پر جرم تھا۔ اعلیٰ حضرت

علیہ الرحمہ نے بڑی چھان بین، تحقیق وتفتیش، جانچ پڑتال کے بعد ان کی ان کفریہ عبارات پر شرعی حکم لگا کر علماے حرمین شریفین کے سامنے پیش کیا، تب وہاں کے جید اور اکابر علما ومشائخ نے ان حضرات کے کفر وارتداد کا فتویٰ صادر فرمایا۔اب اس معاملہ میں صرف اعلیٰ حضرت کو موردِ الزام ٹھہرانا کہاں کا انصاف ہے؟ انھوں نے تو ناموس رسالت کا دفاع فرما کر لاکھوں لوگوں کا ایمان بچایا اور حضور کے عشق و ادب کے جام پلائے۔

جن عبارات پر انھیں اعتراض تھا ان میں ایک یہ عبارت بھی تھی جو ’’براہین قاطعہ‘‘ میں لکھی ہوئی ہے، جس میں کھلے طور پر علم رسول پر شیطان کے علم کو وسیع مانا گیا ہے:

’’شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔‘‘ (براہین قاطعہ)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: فریاد اے مسلمانو! فریاد اے وہ جو سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین وبارک وسلم پر ایمان رکھتے ہو، اسے دیکھو یہ جو دعویٰ کرتا ہے کہ علم وپختہ کاری میں اونچے پائے پر ہے، اور ایمان ومعرفت میں ید طولیٰ رکھتا ہے۔اور اپنے دُم چھلوں میں قطب وغوث زمانہ کہلاتا ہے، کیسی منھ بھر کے گالی دے رہا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو؛ اور اپنے پیر ابلیس کی وسعت علم پر تو ایمان لاتا ہے اور وہ جنھیں اللہ عزوجل نے سکھا دیا جو کچھ وہ نہ جانتے تھے اور اللہ عزوجل کا فضل ان پر عظیم ہے۔وہ جن کے سامنے ہر چیز روشن ہوگئی اور انھوں نے ہر چیز پہچان لی، اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے جان لیا؛ اور مشرق ومغرب میں جو کچھ ہے سب جان لیا اور تمام اگلوں پچھلوں کا علم انھیں حاصل ہوا، جیسا کہ ان تمام باتوں پر بکثرت احادیث میں تصریح فرمائی۔‘‘

[حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین، ص: ۸۳، رضا اکیڈمی ممبئی ۲۰۰۹ء]

نسیم الریاض میں فرمایا: من قال فلان اعلم منه صلی الله تعالی علیه وسلم فقد عابه ونقصه فهو ساب والحکم فیه حکم الساب من غیر فرق لانستثنی منه صورة وهذا کله اجماع من لدن الصحابة رضی الله تعالی عنهم.

جو کسی کا علم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ بتائے اس نے بے شک

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عیب لگایا اور حضور کی شان گھٹائی تو وہ گالی دینے والا ہے اور اس کا حکم وہی ہے جو گالی دینے والے کا ہے اصلاً فرق نہیں، اس میں سے ہم کسی صورت کا استثنا نہیں کرتے اور ان تمام احکام پر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ سے اب تک برابر اجماع چلا آیا ہے۔

[حسام الحرمین، ص: ۸۴]

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: پھر میں کہتا ہوں اللہ کے مہر کردینے کا اثر دیکھو کیوں کر انکھیارا اندھا ہو جاتا ہے۔اور راہِ حق چھوڑ کر چوپٹ ہونا پسند کرتا ہے ابلیس کے لیے تو زمین کے علم محیط پر ایمان لاتا ہے اور جب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر آیا تو کہتا ہے یہ شرک ہے، حالاں کہ شرک تو اسی کا نام ہے کہ اللہ عزوجل کے لیے کوئی شریک ٹھہرایا جائے تو جس چیز کا مخلوق میں سے کسی ایک کے لیے ثابت کرنا شرک ہو تو وہ تمام جہان میں جس کے لیے ثابت کی جائے یقیناً شرک ہوگا کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں ہوسکتا۔تو دیکھو ابلیس لعین کا اللہ عزوجل کے ساتھ شریک ہونے کا کیسا ایمان رکھتا ہے۔شرکت تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منتفی ہے۔پھر غضبِ الٰہی کا گھٹا ٹوپ اس کی آنکھوں پر دیکھو کہ علم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں تو نص مانگتا ہے اور نص پر بھی راضی نہیں جب تک قطعی نہ ہو۔‘‘ [مصدر سابق، ص: ۸۵]

دوسری عبارت اشرف علی تھانوی کی ہے جس نے معاذ اللہ رب العالمین سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کو بچوں اور پاگلوں سے تشبیہ دی، اس پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کو قرآن وحدیث سے ثابت فرماتے ہوئے اشرف علی تھانوی کی اس عبارت کو شانِ رسالت میں تنقیص وتوہین گردانا اور اس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گستاخی وبے ادبی کا حکم جاری فرمایا:

’’آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا، اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہیں یا کُل غیب؟ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔‘‘ [حفظ الایمان، مطبوعہ دیوبند]

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: ’’میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی مہر کا اثر دیکھو یہ شخص کیسی برابری کر رہا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور چنین وچناں میں؟ اور کیوں کر اتنی سی بات اس کی سمجھ میں نہ آئی کہ زید وعمرو اور شیخی بگھارنے والے کے یہ بڑے جن کا اس نے نام لیا، انھیں غیب کی کوئی بات معلوم ہوگی بھی تو محض بطور ظن حاصل ہوگی۔ امور غیب پر علم یقینی تو اصالۃً خاص انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کو ملتا ہے اور غیر انبیا کو جن امور غیب پر یقین حاصل ہوتا ہے وہ انبیا (علیہم الصلاۃ والسلام) ہی کے بتانے سے ملتا ہے نہ اور کسی کے۔ کیا تو نے اپنے رب کو نہ دیکھا کیسا ارشاد فرماتا ہے: **وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء** (اللہ کی یہ شان نہیں کہ تم کو اپنے غیب پر مطلع کردے، ہاں! اللہ تعالیٰ اس کے لیے اپنی مشیت کے موافق اپنے رسولوں کو چُنتا ہے) اور اسی نے فرمایا: **عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الامن ارتضیٰ من رسول** (اللہ غیب کا جاننے والا ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے) دیکھو اس شخص نے کیسا قرآن عظیم کو چھوڑا اور ایمان کو رُخصت کیا۔‘‘ [حسام الحرمین، ص:۸۷،۸۸]

پھر میں کہتا ہوں: ہرگز کبھی تو نہ دیکھے گا کہ کوئی شخص محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان گھٹائے اور وہ ان کے رب جلّ وعلا کی تعظیم کرتا ہو، حاشا خدا کی قسم! ان کی شان وہی گھٹائے گا جو ان کے رب تبارک وتعالیٰ کی شان گھٹاتا ہے۔ [ص:۸۹]

قاسم نانوتوی وہ شخص ہے جس نے عقیدۂ ختم نبوت کو جو قرآنی اور اجماعی عقیدہ ہے کا صریح طور پر انکار کیا اور کھلے لفظوں میں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں یا بعد میں بھی نبی کا آنا ثابت مانا۔ توہین رسالت پر مشتمل اس کی عبارت پر امام احمد رضا نے تنقیص رسالت اور عقیدۂ ختم نبوت کے انکار کا حکم جاری فرماتے ہوئے اسے کافر ومرتد قرار دیا۔

’’بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے، بلکہ اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہیں، مگر اہل فہم پر روشن کہ تقدم وتاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔‘‘ [تحذیر الناس، مطبوعہ دیوبند]

’’مسلمانو! دیکھا اس ملعون ناپاک شیطانی قول نے ختم نبوت کی کیسی جڑ کاٹ دی، خاتمیتِ محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلاۃ والتحیۃ، کہ وہ تاویل گڑھی کہ خاتمیت خود ہی ختم کردی؛ صاف لکھ دیا: کہ اگر حضور خاتم الانبیاء علیہ وعلیہم افضل الصلاۃ والثناء کے زمانہ میں بلکہ حضور کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو تو ختم نبوت کے کچھ منافی نہیں، اللہ اللہ! جس کفر ملعون کے موجد کو خود قرآن عظیم کا ’’وخاتم النبیین‘‘ فرمانا نافع نہ ہوا، کما قال تعالیٰ: **وننزل من القرآن ماھو شفاء ورحمة للمؤمنین ولایزید الظلمین الاخسارا** (اُتارتے ہیں ہم اس قرآن سے وہ چیز کہ مسلمانوں کے لیے شفا اور رحمت ہے اور ظالم کو اس سے کچھ نہیں بڑھتا سوا زیان کے) اسے احادیث میں خاتم النبیین فرمانا کیا کام دے سکتا ہے۔ **فبای حدیث بعدہٗ یؤمنون۔**‘‘ (قرآن کے بعد اور کون سی حدیث پر ایمان لائیں گے) [جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ، رضا اکیڈمی ممبئی، ص:۸۰]

مزید لکھتے ہیں: ’’مولیٰ سبحانہٗ تعالیٰ ہزاراں ہزاراں ہزار جزاہائے خیر وکرم ورضوان اتم کرامت فرمائے ہمارے علمائے کرام کو، ان سے کس نے کہہ دیا تھا کہ صدہا برس بعد وہابیہ میں ایک طائفہ قاسمیہ ہونے والا ہے کہ اگرچہ براہِ نفاق وفریب کہ عوام مسلمین بھڑک نہ جائیں بظاہر لفظ خاتم النبیین کا اقرار کرے گا، مگر اس کے بمعنی آخر الانبیاء ہونے سے صاف انکار کرے گا، اس معنیٰ کو خیال عوام ونا قابلِ مدح قرار دے گا، اسی دن کے لیے ان اجلّۂ کرام نے لفظ اشھر واعرف ومکتوب فی المصحف اعنی خاتم النبیین کے عوض مسئلہ بلفظ آخر الانبیاء تحریر فرمایا؛ کہ جو حضور کو سب سے پچھلا نبی نہ مانے مسلمان نہیں، یعنی ختم نبوت اسی معنیٰ پر داخل ضروریات دین ہے، یہی مراد رب العالمین ہے اسی ضروری دین و ارشاد الہ العالمین کو یہ گمراہ معاذ اللہ عامی خیال بتاتے ہیں مہمل ومختل ٹھہراتے ہیں۔‘‘ [مصدر سابق، ص:۸۷]

فتاویٰ تتمہ اور الاشباہ والنظائر وغیرہما میں تصریح فرمائی: **اذالم یعرف ان محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ من الضروریات۔**

اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب سے پچھلا نبی نہ جانے تو مسلمان نہیں اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آخر الانبیاء ہونا سب انبیا سے زمانہ میں پچھلا ہونا ضروریاتِ دین سے ہے۔ [حسام

الحرمین، ص:۸۰]

لو اپنے آپ آ گیا صیاد دام میں: مولوی قاسم نانوتوی کی رسوائے زمانہ کتاب ''تحذیر الناس'' لکھنے کے بعد خود علمائے دیوبند نے ان کا کتنا ساتھ دیا اور ان کے تاثرات کیا تھے، ملاحظہ ہوں:

''تحذیر الناس'' کے بارے میں مولوی اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں:''جس وقت مولانا نے ''تحذیر الناس'' لکھی ہے کسی نے ہندوستان بھر میں مولانا کے ساتھ موافقت نہ کی ، بجز مولانا عبدالحئی صاحب کے۔''[الافاضات الیومیہ، جلد چہارم، ص:۵۸۰، زیر ملفوظ، ص:۹۲۷]

یہ وہی کتاب ہے جس کی تین عبارتوں کو امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ توہین آمیز قرار دیتے ہیں۔ بقول تھانوی صاحب بھی یہ بدنام زمانہ کتاب ہے۔ اس کتاب میں حضور کے خاتم النبیین ہونے کی بحث کی گئی ہے اور معنی خاتم النبیین میں اختراع کیا گیا ہے۔ اس اختراع کے بالمقابل مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی کا قول ملاحظہ ہو: **ان اللغة العربية حاكمة بان معنىٰ خاتم النبيين فى الآية هو آخر النبيين لاغير** بے شک عربی زبان کا اٹل فیصلہ ہے کہ آیتِ کریمہ کے اندر خاتم النبیین کا معنیٰ صرف آخر الانبیاء ہے دوسرا کوئی معنیٰ نہیں۔ [ہدیۃ المہدیین، ص:۲۱]

خاتم النبیین کے معنیٰ کی وضاحت کے بعد مفتی دیوبند فیصلہ فرماتے ہیں کہ جو اس معنیٰ کے خلاف کوئی معنیٰ لے اور اس پر اصرار کرے فتویٰ کفر اور قتل کا حق دار ہوگا۔ **اجمعت عليه الامة فيكفر مدعى خلافه ويقتل ان اصر** اُمت محمدیہ کا خاتم الانبیاء کے اس معنیٰ پر اجماع واتفاق ہے، لہٰذا خاتم الانبیاء کا دوسرا معنیٰ گھڑنے والا کافر قرار پائے گا اور اگر اپنے گھڑے ہوئے معنیٰ پر اصرار کرے تو قتل کیا جائے گا۔ [ہدیۃ المہدیین، ص:۳۵، بحوالہ امام احمد رضا نمبر، ص:۴۳۲، المیزان ممبئی، ۱۹۷۶ء]

علمائے حرمین اور امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے مولوی قاسم نانوتوی کی جس عبارت پر کفر وارتداد کا فتویٰ دیا، ہو بہو وہی فتویٰ خود ان کے گھر کے مفتیوں نے بھی لکھا؛ پھر یہ الزام صرف امام احمد رضا پر کیوں کہ وہ لوگوں کو کافر بناتے ہیں؟ ذرا عقل وشعور سے کام لو، دُنیا اندھی نہیں ہے کہ تمہاری اس دوغلی پالیسی اور فریب کاری کو قبول کرلے گی۔ اب تمہارا اپنے گھر کے ان مفتیوں کے بارے میں کیا کہنا ہے جنھوں نے قاسم نانوتوی کو کافر ومرتد قرار دیا؟

غلام احمد قادیانی کے عقائد:

مرزا غلام احمد قادیانی کے کفریات طشت از بام تھے، حضرت پیر مہر علی شاہ چشتی گولڑوی علیہ الرحمہ نے اپنے دور میں مرزا قادیانی سے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور کئی بار مناظرہ کا چیلنج بھی دیا؛ کیوں کہ اس وقت اس لعین کا فتنہ بہت زیادہ بڑھا ہوا تھا۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے اپنے عہد میں اس کے خلاف کئی ایک کتابیں لکھیں اور اس کی کفریہ عبارات کو علمائے حرمین کے روبرو رکھا؛ علمائے حرمین نے اس کی کفریہ عبارات کو بغور دیکھا اور اس پر کفر وارتداد کا حکم صادر فرمایا۔

چند عبارتیں ذیل میں لکھی جاتی ہیں، امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے ''حسام الحرمین'' میں انھی عبارات کو نقل کر کے اس پر دجال، کذاب اور دین سے خارج کا فتویٰ صادر فرمایا:

''اللہ وہی جس نے اپنا رسول قادیان میں بھیجا۔''

''میں بشارت دیتا آیا ہوں اس رسول کی جو میرے بعد تشریف لانے والے ہیں جن کا نام پاک احمد ہے، اس سے میں ہی مراد ہوں۔''

''ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے۔''

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: غلام احمد قادیانی وہ ایک دجال ہے جو اس زمانہ میں پیدا ہوا کہ ابتداءً مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا اور واللہ اس نے سچ کہا کہ وہ مسیح دجال کذاب کا مثیل ہے، پھر اسے اور اونچی چڑھی اور وحی کا ادّعا اور واللہ وہ اس میں بھی سچا ہے، اس لیے کہ اللہ در بارۂ شیاطین فرماتا ہے: **يوحى بعضهم الى بعض زخرف القول غرورا۔** (ایک ان کا دوسرے کو وحی کرتا ہے بناوٹ کی بات دھوکے کی)

رہا اس کا اپنی وحی کو اللہ سبحانہٗ کی طرف نسبت کرنا اور اپنی کتاب براہین غلامیہ کو اللہ تعالیٰ کی کتاب بتانا یہ بھی شیطان ہی کی وحی سے ہے کہ لے مجھ سے اور نسبت کر رب العالمین کی طرف۔ پھر دعویٔ نبوت ورسالت کی صاف تصریح کردی۔ پھر اپنے نفس لئیم کو بہت انبیا ومرسلین علیہم الصلاۃ والتسلیم سے افضل بتانا شروع کیا اور گروہِ انبیا علیہم السلام سے کلمۂ خدا وروحِ خدا ورسولِ خدا عزوجل، عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو تنقیص شان کے لیے خاص کر کے کہا۔ [حسام الحرمین، ص:۷۶، ۷۷]

آخر میں بزازیہ، دُرر، غُرر، فتاوٰی خیریہ، مجمع الانھر، دُرِّ مختار، شفا شریف وغیرہم جیسی متداول ومعتمد کتب فقہ سے ان کبرائے وہابیہ کا حکم اِس طرح بیان فرمایا؛ لکھتے ہیں:

”یہ طائفے سب کے سب کافر ومرتد ہیں باجماع اُمت، اسلام سے خارج ہیں، اور بزازیہ، دُرر، غُرر، فتاوٰی خیریہ، مجمع الانھر، دُرِّ مختار وغیر ہا معتمد کتابوں میں ایسے کافروں کے حق میں فرمایا: **”من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر“** (کہ جو ان کے کفر وعذاب میں شک کرے خود کافر ہے۔)

اور ”شفاء شریف“ میں فرمایا: **”ونکفر من لم یکفر من دان بغیر ملة الاسلام من الملل او وقف فیھم او شک۔“** (ہم اسے کافر کہتے ہیں جو ایسے کو کافر نہ کہے جس نے ملت اسلام کے سوا کسی ملت کا اعتقاد کیا یا ان کے بارے میں توقف کرے یا شک لائے۔)

اور ”بحر الرائق“ وغیرہ میں فرمایا: **”من حسن کلام اھل الاھواء او قال معنوی او کلام لہ معنی صحیح ان کان ذلک کفرا من القائل کفر المحسن“** (جو بد دینوں کی بات کی تحسین کرے یا کہے کچھ معنی رکھتی ہے یا اس کلام کے کوئی صحیح معنی ہیں اگر اس کہنے والے کی وہ بات کفر تھی تو یہ جو اس کی تحسین کرتا ہے یہ بھی کافر ہو جائے گا۔)

اور امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ”الاعلام“ کی اس فصل میں جس میں وہ باتیں گنائی ہیں جن کے کفر ہونے پر ہمارے ائمۂ اعلام کا اتفاق ہے، فرمایا: **”من تلفظ بلفظ الکفر یکفر و کل من استحسنہ او رضی بہ یکفر۔“** (جو کفر کی بات کہے وہ کافر ہے اور جو اس بات کو اچھا بتائے یا اس پر راضی ہو وہ بھی کافر ہے۔)

ہاں ہاں احتیاط احتیاط! اے مٹی اور پانی کے پتلے؛ کہ تمام چیزیں جو پسند کی جائیں دین ان سب سے زیادہ عزت والا ہے، اور بے شک کافر کی توقیر نہ کی جائے گی، اور بے شک گمراہی سے بچنا سب سے زیادہ اہم ہے۔ اور بے شک ایک ایک شر دوسرے شر کو نہایت کھینچ لانے والا ہے، اور بے شک جن چیزوں کا انتظار کیا جاتا ہے ان سب میں بدتر دجال ہے، اور بے شک اس کے پیرو ان لوگوں کے پیرووں سے بھی بہت زیادہ ہوں گے، اور بے شک اس کے اچنبے ان کے شعبدوں سے زیادہ ظاہر اور بڑے ہوں گے، اور بے شک قیامت سب سے زیادہ دہشت والی اور سب سے زیادہ کڑوی

ہے۔ تو اللہ کی طرف بھاگو کہ اُبلا (سیلاب کا پانی) ٹیلوں تک پہنچ گیا اور نہ بدی سے پھرنا نہ نیکی کی طاقت، مگر اللہ کی توفیق سے۔ میں نے اس لیے اس مقام میں کلام طویل کیا کہ ان باتوں پر تنبیہ کرنا ان چیزوں میں تھا، جو ہر مہم سے بڑھ کر مہم ہے اور اللہ تعالیٰ ہم کو کافی ہے۔ اور کیا اچھا کام بنانے والا اور سب سے بہتر اور سب سے کامل تر تعظیم ہمارے سردار محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کی تمام آل پر اور سب خوبیاں خدا کو جو مالک سارے جہان کا۔“ [حسام الحرمین، ص: ۹۰،۹۱]

سب سے بڑی مہم؛ تحفظ ناموس رسالت:

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے پوری زندگی ناموس رسالت کا تحفظ فرمایا اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گستاخ و بے ادبوں کو کیفر کردار تک پہنچا کر دم لیا، بار بار انھیں خطوط لکھ کر سمجھایا، لیکن جن کی قسمت میں کفر لکھا جا چکا تھا وہ کب بات ماننے والے تھے، بالآخر جب بارہا کی کوشش بھی بار آور نہ ہوئی تو آپ نے ان کبرائے وہابیہ پر کتاب وسنت اور اجماعِ اُمت کی روشنی میں کفر وارتداد کا حکم صادر فرمایا؛ اس طرح آپ نے ان کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی۔ اس مردِ حق آگاہ نے اپنا فریضۂ منصبی ادا کر کے لاکھوں انسانوں کے ایمان وعقیدہ کا تحفظ فرمایا، ورنہ یہ نجدی بھیڑیے نہ جانے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس بھولی بھالی اُمت کو کہاں لے جا کر ڈال دیتے، خدائے تعالیٰ نے امام احمد رضا کو اپنے دین کا پاسبان بنایا، انھوں نے ایمان وعقیدہ کا تحفظ فرما کر ناموس رسالت کا وہ پرچم لہرایا جس کی چمک دمک دُنیا بھر میں آج بھی محسوس کی جا رہی ہے۔ انھوں نے لکھا بھی: ”کہ میری زندگی کے اہم مقاصد میں ایک مقصد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گستاخوں، بے ادبوں کا رد وابطال بھی ہے تا کہ اُمت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے فریب وعیاری میں نہ آئے اور ان سے اپنا دین وایمان بچائے رکھے، وہ جتنی مجھے گالیاں دیں قبول ہے لیکن میرے حضور کو برائی سے یاد نہ کریں۔“ ان کے نزدیک سب سے بڑی مہم اور تحریک اگر کوئی تھی تو وہ ”تحفظ ناموس رسالت“ تھی جس کے فروغ وترقی کے لیے انھوں نے ہر طرح کی قربانی پیش کردی۔

”تحفظ ناموس رسالت“ علمائے حرمین کی نظر میں:

(۱) **شیخ الخطباء حضرت علامہ مولانا شیخ ابو الخیر احمد میرداد مکی:** حمد وصلاۃ کے بعد علامہ فاضل کہ اپنی آنکھوں کی روشنی سے مشکلوں اور دُشواریوں کو حل کرتا ہے احمد رضا خاں جو اسم بامسمّٰی ہیں، اور اس کے

کلام کا موتی اس کے معنیٰ کے جواہر سے مطابقت رکھتا ہے تو وہ باریکیوں کا خزانہ ہے محفوظ گنجینوں سے چُنا ہوا، اور معرفت کا آفتاب ہے جو ٹھیک دوپہر کو چمکتا، علموں کی مشکلاتِ ظاہر و باطن کا نہایت کھولنے والا، جو اس کے فضل پر آگاہ ہوا سے سزاوار ہے کہ کہے: اگلے پچھلوں کے لیے بہت کچھ چھوڑ گئے، خصوصاً ان دلیلوں اور حجتوں اور حق واضح باتوں کے باعث، جو اس نے اس رسالہ سزاوار، قبول و تعظیم واجلال مسمّٰے بہ "المعتمد المستند" میں ظاہر کیں، جن سے اہل کفر والحاد کی جڑ کھود ڈالی، اس لیے کہ جو ان اقوال کا معتقد ہو جن کا حال اس رسالہ میں مشرح لکھا ہے وہ بے شک کافر ہے گمراہ ہے دوسروں کو گمراہ کرتا ہے دین سے نکل گیا ہے جیسے تیر نشانہ سے نکل جاتا ہے، مسلمانوں کے تمام علما کے نزدیک جو ملت اسلام و مذہب سنت و جماعت کی تائید کرنے والے اور بدعت و گمراہی و حماقت والوں کے چھوڑنے والے ہیں، تو اللہ تعالیٰ مصنف کو ان سب مسلمانوں کی طرف سے جو ائمۂ ہدایت و دین کے پیرو ہیں، جزاے کثیر دے اور اس کی ذات اور اس کی تصنیفات سے اگلوں پچھلوں کو نفع بخشے اور وہ رہتی دُنیا تک حق کا نشان بلند کرتا، اہلِ حق کو مدد دیتا رہے جب تک صبح و شام ہوا کرے، اللہ تعالیٰ اس کی زندگی سے تمام جہان کو بہرہ مند کرے اور ہمیشہ مدد و عنایتِ الٰہی کی نگاہ اس پر رہے، قرآن عظیم ہر دُشمن و حاسد و بدخواہ کے مکر سے اس کی حفاظت کرے۔ [حسام الحرمین، ص: ۹۶، ۹۷]

(۲) ناصر سنن، فتنہ شکن حضرت علامہ مولانا شیخ صالح کمال مفتی حنفیہ: حمد و صلاۃ کے بعد اے امام، پیشوا، تم پر سلام اور اللہ کی رحمت، اور اس کی برکتیں ہمیشہ، بے شک آپ نے جواب دیا اور بہت ٹھیک دیا، اور تحریر میں داد تحقیق دی، اور مسلمانوں کی گردنوں میں احسان کی ہیکلیں ڈالیں، اور اللہ عزوجل کے یہاں عمدہ ثواب کا سامان کرلیا، تو اللہ تعالیٰ آپ کو مسلمانوں کے لیے مضبوط قلعہ بنا کر قائم رکھے۔ اور اپنی بارگاہ سے آپ کو بڑا اجر اور بلند مقام دے، اور بے شک گمراہی کے وہ پیشوا جن کا تم نے نام لیا ایسے ہی ہیں جیسا کہ تم نے کہا، اور تم نے ان کے بارے میں جو کچھ کہا سزاوار قبول ہے۔ تو ان کا جو حال تم نے بیان کیا اس پر وہ کافر، اور دین سے باہر ہیں، ہر مسلمان پر واجب ہے کہ لوگوں کو ان سے ڈرائیں اور ان سے نفرت دلائیں اور ان کے فاسد راستوں اور کھوٹی رایوں کی مذمت کریں، اور ہر مجلس میں ان کی تحقیر واجب ہے۔ اور ان کی پردہ دری امور صواب سے ہے۔ وہی زیاں

کار ہیں وہی گمراہ ہیں، وہی ستم گار ہیں وہی کفار ہیں۔ [مصدر سابق، ص: ۹۹، ۱۰۰]

(۳) محافظ کتب حرم حضرت علامہ شیخ سید اسمٰعیل خلیل مکی: حمد و صلاۃ کے بعد میں کہتا ہوں کہ یہ طائفے جن کا تذکرہ سوال میں واقع ہے، غلام احمد قادیانی، رشید احمد گنگوہی اور جو اس کے پیرو ہوں جیسے خلیل احمد انبیٹھوی، اشرف علی تھانوی وغیرہ ان کے کفر میں کوئی شبہہ نہیں، نہ شک کی مجال، بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے بلکہ کسی طرح کسی حال میں انھیں کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں بھی شبہہ نہیں۔ [مصدر سابق، ص: ۱۰۷]

(۴) حضرت علامہ مولانا شیخ عابد بن حسین صاحب مفتی مالکیہ: بعد حمد و صلاۃ جب کہ اس فتنوں اور عالم گیر شر کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اس دین متین کو زندہ کرنے کی اسے توفیق بخشی جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا، وہ جو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وارثوں سے ہے، علماے مشاہیر کا سردار، معزز فاضلوں کا مایۂ افتخار، دین اسلام کی سعادت، نہایت محمود سیرت، ہر کام میں پسندیدہ، صاحبِ عدل، عالم باعمل، صاحب احسان، حضرت مولانا احمد رضا خان، تو اس نے اس باب میں فرض کفایہ ادا کردیا اور اپنی قطعی حجتوں سے اہل بطلان کی اس گمراہی کا قلع قمع کردیا جو ارباب عالم پر ظاہر تھی، اور اللہ تعالیٰ نے سب سے نیک تر وقت اور سب سے شریف تر طالع اور سب سے مبارک تر ساعت میں مجھ پر احسان کیا کہ مشارٌ الیہ کے آفتاب سعادت سے مجھے برکت ملی، اور اس کے احسان و بخشش کے میدان میں میں نے پناہ پائی، اور اس کے اس رسالہ پر واقف ہوا جسے اس نے اپنے ان رسالوں کا خلاصہ ٹھہرایا، جن میں حجتیں قائم کیں، اور ان اقسام گمراہی کا حال کھول دیا جو اہل فساد سے صادر ہوئیں، اور وہ اہل فساد غلام احمد قادیانی و رشید احمد و خلیل احمد اشرف علی وغیرہم، کھلے کافران گمراہ ہیں۔ [مصدر سابق، ص: ۱۲۰، ۱۲۱]

(۵) حضرت علامہ مولانا شیخ عمر بن حمدان محرسی: حمد و صلاۃ کے بعد میں نے اپنی نظر کو جولان دیا، حضرت عالم، علامہ کے رسالہ نے جو مشکلات علوم کا کشادہ کرنے والا ہے، اور ان میں ہر منطوق و مفہوم کا اپنی توضیح شافی و تقریر کافی سے ظاہر کردینے والا، حضرت احمد رضا خاں بریلوی جس کا نام "المعتمد المستند" ہے اللہ تعالیٰ اس کی جان کی نگہبانی فرمائے اور اس کی شادمانی ہمیشہ رکھے، تو اس میں جن لوگوں کا ذکر ہے ان کے رد میں میں نے اسے شافی و کافی پایا، اور وہ لوگ کون ہیں خبیث مردود غلام

احمد قادیانی دجال کذاب، آخر زمانہ کا مسیلمہ، اور رشید احمد گنگوہی، اور خلیل احمد انبیٹھوی، اور اشرف علی تھانوی، توان لوگوں سے جب کہ وہ باتیں ثابت ہوں، جو فاضل مذکور نے ذکر کیں، قادیانی کا دعویٔ نبوت کرنا اور رشید احمد و خلیل احمد اور اشرف علی کا شان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص کرنا تو کچھ شک نہیں کہ وہ کفار ہیں۔[مصدر سابق، ص:۱۷۶،۱۷۷]

یہ علماے حرمین شریفین کی تقریظات ہیں جن کی سطر سطر صدق وحقانیت پر مبنی ہے؛ جنھوں نے حق کا معیار امام احمد رضا کو قرار دیا اور ان کے ''فتاویٰ حسام الحرمین'' پر زبردست تاثرات قلم بند فرمائے۔ اب ہندوسندھ کے چند نامور علما وسادات کی تقریظات تحریر کرتے ہیں تا کہ واضح ہو جائے کہ ''فتاویٰ حسام الحرمین'' پر اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کے وصال کے بعد بھی سیکڑوں علما نے تائیدات وتصدیقات فرما کر واضح اور روشن کر دیا کہ اعلیٰ حضرت کے لکھے ہوئے اس فتویٰ کو صحیح ماننا سب پر لازم وضروری ہے۔

''حسام الحرمین'' پر علماے ہند کے تاثرات:

شیر بیشۂ اہل سنت حضرت علامہ مفتی محمد حشمت علی خاں رضوی لکھنوی علیہ الرحمہ نے ''فتاویٰ حسام الحرمین'' پر تقریباً ۲۶۸ رعلما ومشائخ کے تاثرات جمع فرما کر ۱۳۴۵ھ میں ایک کتاب ''الصوارم الھندیہ'' کے نام سے شائع فرمائی، جس میں علماے ہندوسندھ کے وقیع تاثرات ہیں۔ چند پیش خدمت ہیں۔ تا کہ معلوم ہو کہ غلام احمد قادیانی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھوی، اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی کو کافر و مرتد ماننے اور جاننے پر کس قدر علما کی ایک بڑی جماعت کا اتفاق ہے۔

حضرت سید اولاد رسول محمد میاں قادری برکاتی، مارہرہ شریف:

''بے شک فتاویٰ مبارکہ'' حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین'' حق وصحیح ہے، اور مرزا غلام احمد قادیانی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھی، اور اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی، اپنے ان کفرات واضحہ صریحہ نا قابل توجیہ وتاویل کی بنا پر جن کا حوالہ اس استفتا اور مجموعۂ فتاویٰ مبارکہ'' حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین''، میں ہے، ضرور کفار مرتدین ملعونین ہیں؛ ایسے کہ جو ان کے ان کفریات پر مطلع ہو کر بھی ان کے کفر میں شک کرے اور انھیں کافر نہ جانیں وہ خود کافر، مسلمانوں پر احکام حسام الحرمین کا ماننا فرض قطعی ضروری اور ان کے مطابق عمل کرنا حکم شرعی لازم حتمی۔'' [الصوارم الہندیہ علیٰ مکر شیاطین الدیوبندیہ، دارالعلوم رضاے خواجہ، اجمیر شریف، ۲۰۰۷ء، ص:۳۲]

برہان ملت حضرت علامہ مفتی برہان الحق قادری رضوی جبل پوری:

''فتاویٰ مبارکہ ''حسام الحرمین'' بے شبہہ حق وصواب مطابق سنت وکتاب ہے، اس کا ماننا اس کے ارشادات جلیلہ کو عین مطلوب شرع مطہر اور اُصول ومقاصد مذہب حق سے جاننا اس کے مطابق عقیدہ رکھنا عمل کرنا مسلمانوں پر فرض ہے۔ اور ان کے کامل الایمان صحیح الاعتقاد سچے پکے سنی مسلمان ہونے کی دلیل، اور فرمان الٰہی جل وعلا: فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الآخر ذلك خیر واحسن تاویلا کی عین تعمیل ہے۔ اور اس کا انکار، اس سے انحراف مذہب حق وہدایت اور عقائد اہل سنت واجماع ائمۂ ملت سے انحراف اور حدیث شریف: اتبعوا السواد الاعظم کے صریح خلاف اور تہدید نبوی ''من شذ شذ فی النار'' اور وعید شدید قرآنی ''ومن یشاقق الرسول من بعدما تبین لہ الھدیٰ ویتبع غیر سبیل المومنین نولہٗ ما تولی ونصلہ جھنم وساء ت مصیرا'' کے تحت حکم اپنے داخل ہونے کا اعتراف ہے۔'' [مصدر سابق، ص:۳۸،۳۹]

حضرت علامہ الشاہ مفتی مظہر اللہ دہلوی:

''اس عاجز کا یہ کہاں زہرہ کہ حضرات علماے حرمین شریفین کے مخالف لب کشائی کرسکے، ان حضرات نے جو کچھ فرمایا، حق وواجب العمل ہے۔'' [مصدر سابق، ص:۵۱]

اللہ تعالیٰ! اس مرد حق بیں، حق آگاہ، حق پرور کو جزاے خیر دے جس نے اُمت محمدیہ کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو پار لگا کر لاکھوں مسلمانوں کے ایمان وعقیدہ کا تحفظ فرمایا، دُنیا جسے اعلیٰ حضرت مجدد اعظم امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے نام سے جانتی ہے۔

''حسام الحرمین'' کے حرف حرف کی تائید وتصدیق کرتا ہوں اور جن لوگوں کو اس مبارک فتویٰ میں کافر ومرتد کہا گیا انھیں کافر ومرتد جانتا اور مانتا ہوں، اللہ تعالیٰ مجھے اس پر ثابت قدمی عطا فرمائے اور جو لوگ اس مبارک فتویٰ کو نا قابلِ اعتبار ٹھہرانے کی پلاننگ بناتے ہیں انھیں عقل سلیم عطا فرمائے تا کہ اُمت کسی اور نئے فتنے کا شکار نہ ہو۔

حفظ ناموس رسالت کا جو ذمہ دار ہے
یا الٰہی مسلک احمد رضا خاں زندہ باد

☆☆☆

مناجات رضویہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری برکاتی

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو — جب پڑے مشکل شہِ مشکل کُشا کا ساتھ ہو
یا الٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو — شادیِ دیدارِ حُسنِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو
یا الٰہی گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات — ان کے پیارے منہ کی صبحِ جاں فزا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب پڑے محشر میں شورِ دارو گیر — اَمن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے — صاحبِ کوثر شہِ جود و عطا کا ساتھ ہو
یا الٰہی سرد مہری پر ہو جب خورشید حشر — سیدِ بے سایہ کے ظلِّ لوا کا ساتھ ہو
یا الٰہی گرمیِ محشر سے جب بھڑکیں بدن — دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو
یا الٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگیں — عیب پوشِ خَلق ستارِ خطا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب بہیں آنکھیں حسابِ جُرم میں — اُن تبسم ریز ہونٹوں کی دُعا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب حسابِ خندۂ بے جا رُلائے — چشمِ گریانِ شفیعِ مرتجیٰ کا ساتھ ہو
یا الٰہی رنگ لائیں جب مری بے باکیاں — ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب چلوں تاریک راہِ پل صراط — آفتابِ ہاشمی نور الہدیٰ کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے — ربِ سلِّم کہنے والے غم زُدا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جو دُعائیں نیک ہم تجھ سے کریں — قدسیوں کے لب سے آمیں ربنا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب رضاؔ خوابِ گراں سے سر اُٹھائے — دولتِ بیدار عشقِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو

☆☆☆

مصطفیٰ کا معجزہ احمد رضا

محمد مقصود عالم فرحت ضیائی، فخر از ہر دارالافتاء والقضاء
سر پرست اعلیٰ: جماعت رضائے مصطفیٰ، برانچ ہاسپیٹ کرناٹک

میرے مولیٰ کی عطا احمد رضا — مصطفیٰ کا معجزہ احمد رضا
خاشع ربِ العلیٰ احمد رضا — عاشق بدر الدجیٰ احمد رضا
آل زہرا پر فدا احمد رضا — کل صحابہ کا گدا احمد رضا
مظہر غوث الورا احمد رضا — خادم کل اولیا احمد رضا
پیشوائے اتقیا احمد رضا — رہنمائے اصفیا احمد رضا
خوب تو نے دین کی تجدید کی — اے ضیائے مصطفیٰ احمد رضا
وادیِ تصنیف کو چمکا دیا — تو ہے سورج علم کا احمد رضا
توشۂ شعر و سخن ہے باخدا — اے ثنا خوان شہا احمد رضا
کنز ایماں کا خزانہ دے گئے — وہ امام اذکیا احمد رضا
اک کرامت ہے فتاویٰ رضویہ — کہتے ہیں اہلِ ضیا احمد رضا
تیری عظمت پر فدا عرب و عجم — اے امیر قافلہ احمد رضا
اہلِ باطل سرنگوں ہے آج تک — کیا ترا خنجر چلا احمد رضا
عشق احمد سے منور دل ترا — ہو چراغ صوفیا احمد رضا
مسلک احمد رضا ہے راہِ حق — اہلِ حق نے یہ کہا احمد رضا

یوں ہی فرحتؔ کا قلم تیرا رہے
حشر تک مدحت سرا احمد رضا

☆☆☆

استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں حسنؔ بریلوی کا مجموعہ کلام

ذوق نعت: ایک ادبی جائزہ

اختر حسین فیضی مصباحی

استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور

حسنؔ بریلوی: ایک تعارف

استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں حسنؔ بریلوی شہر بریلی کے ایک علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ دینی رہ نمائی اور فیوض رشد و ہدایت کے علاوہ یہ خاندان شعر و ادب کے بیش بہا خزائن کا مالک تھا اور ہے۔

آپ ۲۲ ربیع الاول ۱۲۷۶ھ مطابق ۱۹/ اکتوبر ۱۸۵۹ء کو شہر بریلی میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد مولانا نقی علی خاں بن مولانا رضا علی خاں عالم باعمل اور ایک نیک سیرت بزرگ تھے، جن کا شمار روہیل کھنڈ کے بزرگ ترین علما میں ہوتا تھا۔ تعلیم اپنے والد مکرم مولانا نقی علی خاں بریلوی اور برادر اکبر مجدد اسلام امام احمد رضا قادری بریلوی (علیہم الرحمۃ والرضوان) سے حاصل کی، خاندانی روایات کے مطابق شعر و شاعری کا شوق ابتدا ہی سے تھا، سن شعور کو پہنچے تو فصیح الملک نواب مرزا خاں داغؔ دہلوی سے شرفِ تلمذ حاصل کیا اور حسنؔ تخلص اختیار کیا۔

آپ داغؔ دہلوی کی شاگردی پر فخر کرتے تھے غزل کے ایک شعر میں لکھتے ہیں:

کیوں نہ ہو میرے سخن میں لذت سوز و گداز
اے حسنؔ شاگرد ہوں میں داغؔ سے استاد کا

ایک جگہ داغؔ دہلوی کے مجموعۂ کلام کا حوالہ دے کر یوں لکھتے ہیں:

یہ گل فشانیاں تو نہ ہوتیں کبھی حسنؔ
تم نے چنے ہیں پھول "یہ گل زار داغؔ" سے

مولانا حسرت موہانی، مولانا حسنؔ بریلوی کے بارے میں رقم طراز ہیں:

شعر و سخن کا شوق حضرت حسنؔ بریلوی کو ابتدا ہی سے تھا کچھ روز تک بہ طور خود مشق کرتے رہے اس کے بعد مرزا داغؔ کو اپنا کلام دکھانا شروع کیا اور ایک مدت تک رام پور میں رہ کر استاد کے گلشن سخن سے گل چینی فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ بجائے خود استاد مستند قرار پائے۔ شاگردان مرزا داغؔ میں حسنؔ مرحوم بریلوی کا پایۂ شاعری بہت بلند تھا۔ انھوں نے اپنے اندازِ سخن کو استاذ کے رنگ کلام سے مشابہ بنانے میں اس قدر کامیابی حاصل کی کہ اکثر قطعوں میں داغ و حسن کی شاعری میں فرق کرنا مشکل ہو جاتا ہے، مثلاً:

ان کا جلوہ نہیں دیکھا جاتا — دیکھ دیکھا نہیں دیکھا جاتا
قتل کرنے کی وہ جلدی تھی تمھیں — اب تڑپنا نہیں دیکھا جاتا

(اردوئے معلیٰ، علی گڑھ، جون ۱۹۱۲ء، بحوالہ سیرت اعلیٰ حضرت، از مولانا حسنین رضا بریلوی)

مولانا حسن رضا خاں کے زمانے میں ہی نعتیہ مشاعروں کا رواج پڑا، ان سے قبل بریلی کے مشاعروں میں بطور ہدیۂ تبریک حمد و نعت و منقبت خوانی ہوتی تھی، جب حسنؔ کی نعت گوئی نے ہندوستان گیر شہرت حاصل کی اور بریلی میں نعت گوئی کو غیر معمولی مقبولیت نصیب ہوئی تب نعت گوئی کے لیے مشاعرے بھی جدا منعقد ہونے لگے۔ بحیثیت مجموعی بریلی میں اردو شاعری کا وہ دور جس کا آغاز حسنؔ رضا خاں کے ساتھ ہوا اور جس کا اختتام ۱۹۴۷ء میں ہوا ایک دلچسپ رنگا رنگ اور ہمہ ہمی کا دور تھا۔

(چند شعرائے بریلی، ص: ۱۴۶، ۱۴۵۔ ڈاکٹر سید لطیف حسین ادیب)

بریلی کی اقلیم شاعری آپ کے قبضہ میں رہی۔ حسنؔ بریلوی کے تلامذہ میں مداح رسول مولانا جمیل الرحمٰن خاں جمیلؔ، قاضی محمد خلیل حیرانؔ، سید محمود علی عاشقؔ اور دوارکا پرساد حلمؔ مشہور ہوئے، تمام شعرا خود اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ (چند شعرائے بریلی، ص: ۱۴۳)

ان کے علاوہ اور بہت سے شعرا کی تعداد آپ کے تلمذ سے مستفیض ہوئی۔

حسنؔ بریلوی عالم دین اور منقولات و معقولات کے منتہی تھے۔ ان کی تربیت دینی ماحول میں ہوئی تھی، وہ متقی و پرہیزگار انسان تھے، انھوں نے شاعری کو وسیلۂ رزق اور ذریعۂ شہرت نہیں بنایا تھا، وہ درباروں سے غیر متعلق تھے، وہ نہایت خوددار اور تہذیب نفس کی دولت سے مالا مال شاعر تھے۔ لہٰذا

داغ کی تقلید میں غزلیں لکھتے وقت انھوں نے اپنے علم وفضل، اپنی خودداری وتہذیب نفس کے نور کی چادر، مرمریں مجسمے پر ڈالی، بالکل اسی طرح جیسے سابقین نے بلاغت کے پردے میں حسن کی برہنگی کو چھپا لیا تھا، یہ اعلیٰ فن کاری تھی، سابقین میں جرأت اور متاخرین میں داغ ایسی فن کاری کے حامل ہیں، نقش ثانی نقش اول سے بدرجہا بہتر تھا۔(چند شعرائے بریلی، ص:۱۴۷،۱۴۸)

مولانا نے متعدد تصنیفات بھی یادگار چھوڑی ہیں عاشقانہ مجموعہ "ثمر فصاحت" کے علاوہ سب پر مذہبی رنگ غالب ہے۔ حسنؔ بریلوی کی جن تصنیفات کا پتا چل سکا ہے وہ یہ ہیں:

۱۔تزک مرتضوی دراثبات تفضیل شیخین
۲۔نگارستان لطافت درذکر میلاد شریف
۳۔بے موقع فریاد کا جواب درمسئلہ قربانی
۴۔آئینۂ قیامت، ذکر کربلائے معلیٰ
۵۔ دین حسن درحقانیت اسلام وردمذہب دیگر
۶۔ذکر کرامات غوث اعظم
۷۔انتخاب شہادت
۸۔صمصام حسن
۹۔ذوق نعت (نعتیہ مجموعہ اردو)
۱۰۔وسائل بخشش (مثنوی)
۱۱۔ثمر فصاحت (مجموعۂ غزل)

۳؍شوال المکرم ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۰۸ء کو پچاس سال چھ ماہ کی عمر میں اس جہان فانی سے رحلت ہوئی۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ) بریلی اسٹیشن سے متصل قبرستان میں آخری آرام گاہ ہے۔ آپ کے تفصیلی حالات سے واقفیت کے لیے مندرجہ ذیل کتابیں معاون ثابت ہوں گی:

چند شعرائے بریلی: از: ڈاکٹر لطیف حسین ادیب بریلوی
چند نعت گویان، بریلی: از: ڈاکٹر لطیف حسین ادیب بریلوی
چند نعت گوشعرا: از: ڈاکٹر سید شمیم گوہر الہ آبادی
شعر حسن: از: نظیر لدھیانوی
سیرت اعلیٰ حضرت: از: مولانا حسنین رضا، ابن مولانا حسن رضا بریلوی
مولانا حسن بریلوی نمبر: (ماہ نامہ سنی دنیا) از: مولانا محمد شہاب الدین رضوی

ذوق نعت: ایک ادبی جائزہ

مولانا حسن رضا خاں حسنؔ بریلوی نے ادبی اور مذہبی دونوں خدمات انجام دیں، لیکن مذہبی

خدمات زیادہ نمایاں اور غالب رہیں، جس کی وجہ سے ادبی خدمات دب کر رہ گئیں۔

حج بیت اللہ سے واپسی کے بعد غزل گوئی ترک کردی، صرف نعت اور منقبت کو اپنا مشغلہ بنایا، نعت گوئی کا شعور برادرِ کبیر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی کے فیض صحبت سے حاصل ہوا۔ نعتوں کا مجموعہ "ذوق نعت" کے نام سے معروف ہے، جو زبان کی لطافت، حسن ادا، کیف آوری اور اثر انگیزی کا بہترین نمونہ ہے۔ ہر ردیف میں نعتیں کہی گئی ہیں، اور بعض سنگلاخ زمینوں میں بھی طبع آزمائی کی گئی ہے، آپ کے اشعار میں مضمون آفرینی، ندرتِ خیال اور حقیقت آرائی کو خاص دخل ہے۔

نعت گوشعرا کو محبوب کے حسن و جمال اور سیرت و کردار میں کذب اور مبالغے سے اجتناب کرتے ہوئے حقیقی صفات کی نقاب کشائی مدنظر ہوتی ہے اور یہی نعت گوئی کی معراج ہے۔

حضرت حسنؔ بریلوی نے اس حقیقت کو کہیں بھی نظر انداز نہیں کیا ہے۔ اشعار میں موقع کی نزاکت اور اہمیت کے مطابق نہایت مناسب، موزوں اور برمحل الفاظ ومحاورے استعمال کیے ہیں، تشبیہات نہایت لطیف اور عام فہم ہیں جس کی وجہ سے کلام فصاحت و بلاغت کا گنجینہ بن گیا ہے۔ آنے والے صفحات میں آپ کے نعتیہ کلام کا ایک اجمالی جائزہ پیش ہے۔

مضمون آفرینی:

حضرت حسنؔ بریلوی نعت گوئی میں دوسرے نعت گوشعرا کے نقال نہیں، وہ ہر جگہ نئی بات کہنے کے عادی ہیں۔ ان کے بہت سے اشعار میں نئے نئے مضامین ملتے ہیں، ذیل کے اشعار میں ندرتِ خیال اور مضمون آفرینی کا حق ادا کردیا ہے:

قل کہہ کے اپنی بات بھی لب سے ترے سنی
اللہ کو ہے اتنی تری گفتگو پسند

مرزا غالبؔ کا ایک شعر ہے:

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہوگئیں
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہوگئیں

غالبؔ کا خیال ہے کہ کچھ حسینوں کی شکلیں تو لالہ وگل کی صورت میں ظاہر ہوگئیں اور بہت سی مٹی

میں دب کر رہ گئیں۔لیکن حسنؔ بریلوی کو اس سے اتفاق نہیں،انھوں نے اس سے ایک نیا مضمون پیدا کیا ہے۔کہتے ہیں:

کر گیا آخر لباسِ لالہ و گل میں ظہور
خاک میں ملتا نہیں خونِ شہیدانِ جمال

امیرؔ مینائی کا شعر ہے:

حور بن کر ترے کشتے کی قضا آئی ہے
دامن تیغ سے جنت کی ہوا آئی ہے

حسنؔ فرماتے ہیں:

جب تری یاد میں دُنیا سے گیا ہے کوئی
جان لینے کو دُلھن بن کے قضا آئی ہے

ایک جگہ اور لکھتے ہیں:

شہیدِ ناز کی تفریح زخموں سے نہ ہو کیوں کر
ہوائیں آتی ہیں ان کھڑکیوں سے باغ جنت کی

ندرتِ خیال کی رنگارنگ جلوہ آرائیاں یہاں بھی دیکھیے:

الٰہی! دھوپ ہو ان کی گلی کی
مرے سر کو نہیں ظل ہما خوش
جنت بھی لینے آئے تو چھوڑیں نہ یہ گلی
منہ پھیر بیٹھیں ہم تری دیوار کی طرف
ملائکہ کو بھی ہیں کچھ فضیلتیں ہم پر
کہ پاس رہتے ہیں طوف مزار کرتے ہیں

بعض اشعار میں آپ نے بالکل نئے خیالات کی عکاسی کی ہے جو اس سے پہلے کبھی سننے میں نہیں آئے، کہتے ہیں:

الٰہی! بعد مردن پردہ ہائے حائل اُٹھ جائیں
اُجالا میرے مرقد میں ہو ان کی شمع تربت کا
دونوں جہاں کی شاہی ناکتخدا دُلھن تھی
پایا دُلھن نے دولھا صبح شب ولادت
بت خانوں میں وہ قہر کا کہرام پڑا ہے
مل مل کے گلے روتے ہیں کفار و صنم آج

حسن الفاظ:

حسنؔ بریلوی چوں کہ زبان اور محاورے پر قدرت رکھتے تھے۔اس لیے بسا اوقات الفاظ کے تقدم وتاخر سے بھی مضمون پیدا کر لیتے ہیں۔ایسی مثالیں بے شمار ہیں:

خدا کا وہ طالب خدا اُس کا طالب
خدا اُس کا پیارا وہ پیارا خدا کا
اللہ کا محبوب ہے جو تمھیں چاہے
اس کا تو بیاں ہی نہیں کچھ تم جسے چاہو

تضاد الفاظ:

بیش تر اشعار میں متضاد الفاظ لا کر ایک نیا مضمون پیدا کیا ہے۔ملاحظہ ہوں ذیل کے اشعار:

مر کے جیتے ہیں جو اُن کے در پہ جاتے ہیں حسنؔ
جی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑ کر
نکالا کب کسی کو بزم فیض عام سے تم نے
نکالی ہے تو آنے والوں کی حسرت نکالی ہے
حسنؔ کا درد دُکھ موقوف فرما کر بحالی دو
تمھارے ہاتھ میں دُنیا کی موقوفی بحالی ہے

تکرار الفاظ:

بہت سے اشعار میں تکرار الفاظ سے اچھوتے اور بہترین مضمون نکالے ہیں جو آپ کی زبان و

بیان کی واضح دلیل ہے۔فرماتے ہیں:

ترا دردِ اُلفت جو دل کی دوا ہو
وہ بے درد ہے نام لے جو دوا کا

میرا تیرا کب تک پیارے
میں بھی فانی تو بھی فانی
قول حسنؔ سن قول حسنؔ سن
باقی باقی فانی فانی

مترادف الفاظ:

بعض اشعار میں مترادف الفاظ یا آپس میں ملتے جلتے الفاظ یا ذومعنی الفاظ لاکر اچھے اچھے مضمون پیدا کیے ہیں:

ٹوپیاں تھام کے گر عرش بریں کو دیکھیں
اونچے اونچوں کو نظر آئے نہ رفعت تیری

نہ کوئی دوسرا میں تجھ سا ہے　　نہ کوئی دوسرا ہوا تیرا
نہ ہوگا دو قدم کا فاصلہ بھی　　الٰہ آباد سے احمد نگر تک

تواتر و تقسیم:

آپ کے کلام میں معانی، بیان اور بدیع کی جلوہ آرائی جگہ جگہ نظر آئے گی، درج ذیل اشعار میں آپ نے صنعت تواتر اور صنعت تقسیم کا لطف پیدا کر دیا ہے:

ہوا بدلی کھلے بادل کھلے گل بلبلیں چہکیں
ہم آئے یا بہارِ جاں فزا آئی گلستاں میں

باغ فردوس کھلا فرش بچھا عرش سجا
اِک ترے دَم کی یہ سب انجمن آرائی ہے

کھیت سرسبز ہوئے پھول کھلے میل دُھلے
اور پھر فضل کی گھنگھور گھٹا چھائی ہے

قطرہ قطرہ ان کے گھر سے بحر عرفاں ہوگیا
ذرہ ذرہ ان کے در سے مہر تاباں ہوگیا

رعایاتِ لفظی:

حسنؔ بریلوی نے کلام میں رعایاتِ الفاظ سے معنوی خوبیاں پیدا کی ہیں اہلِ فن اسے مراعات النظیر کہتے ہیں۔چند مثالیں پیش خدمت ہیں:

چار اضداد کی کس طرح گرہ باندھی ہے　　ناخن عقل سے کھلتا نہیں عقدہ تیرا
وحشیِ عقل سے کھلتا ہے تو اے پردۂ یار　　کچھ نہ کچھ چاکِ گریباں سے ہے رشتہ تیرا

اس قسم کے بیشتر اشعار ہیں،بعض اشعار میں کئی کئی صنعتیں اور رعایتیں ہیں۔درج ذیل شعر دیکھیں:

جود دریا دل کے صدقے سے بڑھے　　بڑھتے بادل کو گھٹا کہنا خطا

بڑھے،بڑھتے اور گھٹا میں تضاد الفاظ ہے،دریادل اور بادل میں حرفی مماثلت ہے۔گھٹا اور خطا ہم قافیہ ہیں۔بادل اور گھٹا سے جو لطف پیدا ہوتا ہے وہ ظاہر ہے دریا اور دل میں بھی مناسبت ہے۔

محاورات:

آپ کے کلام میں زبان اور محاورے کی چاشنی عام ہے شاید ہی کوئی شعر محاورے سے خالی ہو۔ ذیل میں چند مثالیں درج ہیں:

کیوں تمنا مری مایوس ہو اے ابر کرم　　سوکھے دھانوں کا مددگار ہے چھینٹا تیرا
اگر پیوند ملبوسِ پیمبر کے نظر آتے　　ترا اے حلۂ شاہی کلیجہ چاک ہوجاتا
سوکھے دھانوں کی بھی خبر لے لے　　کہ ہے بادل گھرا ہوا تیرا

بے ساختگی:

بے تکلفی اور بے ساختگی شاعر کے اندر بہت بڑی خوبی ہوتی ہے، حسنؔ بریلوی کے اشعار میں بیشتر جگہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بے تکلف باتیں کر رہے ہیں۔نثر نے شعر کا روپ دھار لیا ہے، ایسے اشعار نثر بھی ہیں شعر بھی چند مثالیں دیکھیں:

مجرمو! ان کے قدم پر لوٹ جاؤ　　　بس رہائی کی یہی تدبیر ہے
زمین کوے نبی کے جو لیتے ہیں بوسے　　　فرشتگانِ فلک اُن کو پیار کرتے ہیں
کون سے دل میں نہیں یادِ حبیب　　　قلب مومن مصطفیٰ آباد ہے
بے یار و مددگار جنھیں کوئی نہ پوچھے　　　ایسوں کا تجھے یار و مددگار بنایا

ایک نعت میں مسلسل ایسے ہی بے ساختہ اشعار آئے ہیں، فرماتے ہیں:

خداے پاک کی چاہیں گے اگلے پچھلے خوشی
خداے پاک خوشی اُن کی چاہتا ہوگا
پکڑ کے ہاتھ کوئی حالِ دل سنائے گا
تو ان کے قدموں سے کوئی لپٹ گیا ہوگا
کوئی قریبِ ترازو کوئی لب کوثر
کوئی صراط پر اُن کو پکارتا ہوگا
ہزار جان فدا نرم نرم پاؤں سے
پکار سن کے اسیروں کی دوڑتا ہوگا
کہیں گے اور نبی اِذْهَبُوْا اِلٰی غَیرِیْ
مِرے حضور کے لب پر اَنَا لَهَا ہوگا

تشبیہات:

مولانا نے حتی الامکان تشبیہات اور استعارے کا استعمال کم کیا ہے لیکن جہاں کہیں کیا ہے استعارے عام فہم اور تشبیہات نہایت لطیف ہیں جن سے شعر کا اثر اور لطف دوبالا ہوجاتا ہے۔ کہتے ہیں:

ان کے گیسو نہیں رحمت کی گھٹا چھائی ہے
ان کے ابرو نہیں دو قبلوں کی یک جائی ہے
چمک جاتا مقدر جب دُرِ دنداں کی طلعت سے
نہ کیوں رشتہ گہر کا ریشۂ مسواک ہو جاتا

بہارِ خلد صدقے ہو رہی ہے روے عاشق پر
کھلی جاتی ہیں کلیاں دل کی تیرے مسکرانے سے

مشکل زمینیں:

نعت گوئی عام شعر گوئی سے مشکل فن ہے اس لیے نعتیں عموماً سادہ اور آسان زمینوں میں کہی گئی ہیں۔ سنگلاخ زمینوں میں نعتیہ مضامین نکالنا بہت مشکل کام ہے۔ آپ نے بعض مشکل اور سنگلاخ زمینوں میں بھی نعتیں کہی ہیں۔ اس طرح اردو ادب میں نعتیہ مضامین کا دائرہ اور وسیع کر دیا ہے۔ ذیل کے اشعار ملاحظہ فرمائیں:

پائیں صحراے مدینہ تو گلستاں مل جائے　　　ہند ہے ہم کو قفس ہم ہیں اسیرانِ قفس
قافلے دیکھتے ہیں جب سوے طیبہ جاتے　　　کیسی حسرت سے تڑپتے ہیں اسیرانِ قفس

خاکِ طیبہ کی اگر دل میں ہو رفعت محفوظ　　　عیب کوری سے رہے چشم بصیرت محفوظ
دل میں روشن ہو اگر شمع ولاے مولیٰ　　　دزدِ شیطاں سے رہے دین کی دولت محفوظ

زمین عجز پہ سجدہ کرائیں شاہوں سے　　　فلک جناب غلامانِ بارگاہِ رفیع
کمند رشتہ عمر خضر پہنچ نہ سکے　　　بلند اتنا ہے دیوان بارگاہِ رفیع

ان مشکل زمینوں میں جو نعتیں کہی گئی ہیں ان میں رسمی اشعار نہیں بلکہ زبان و بیان اور فن کی خوبیوں کے ساتھ خیالات میں ندرت بھی ہے اور بعض حقائق بھی بیان ہوئے ہیں۔ ایسے چند اشعار اور حاضر خدمت ہیں:

آباد کر خدا کے لیے اپنے نور سے　　　ویران دل ہے دل سے زیادہ کھنڈر دماغ
ہر خار طیبہ زینت گلشن ہو عندلیب　　　نادان ایک پھول پر اتنا نہ کر دماغ
شاید کہ وصف پاے نبی کچھ بیاں کرے　　　پوری ترقیوں پہ رسا ہو اگر دماغ

صنعت تلمیح:

حسنؔ بریلوی نعتوں میں آیات و احادیث بھی نہایت ہی خوش اسلوبی سے نظم کرتے ہیں۔ ایسے

اشعار جن میں کسی واقعے، قصے، آیت وحدیث یا مقولے کی طرف اشارہ ہو اہلِ فن اسے صنعت تلمیح کہتے ہیں۔ذیل کے اشعار میں آیات کے حوالے دیکھیں:

نعمت اِسۡتَجِبۡ سے پائے بھیک
ہاتھ پھیلا ہوا مرا یا رب

اترنے لگے مَا رَمَیۡتَ یَدُ اللہ — چڑھی ایسی زوروں پہ طاقت کسی کی
وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ کے چمکتے خورشید — لامکاں تک ہے اجالے تری زیبائی کے

ان اشعار میں احادیث کا حوالہ ہے۔

کہیں گے اور نبی اِذۡهَبُوۡا اِلٰی غَیۡرِیۡ — مرے حضور کے لب پر اَنَا لَهَا ہوگا
اَصۡحَابِیۡ کَالنُّجُوۡمِ کا لمعان نقش پا — ظلمت میں راہ بر ہے رہِ مستقیم کا

حضور ﷺ نے فرمایا تھا میرے صحابہ ستارے کی طرح ہیں جو کوئی ان میں سے کسی کی اقتدا کرے گا ہدایت پائے گا۔

رباعیات:

رباعی کہنا ذرا مشکل فن ہے بعض لوگ ہر چار مصرع کی نظم کو رباعی کہہ دیتے ہیں حالاں کہ رباعی کے اوزان مخصوص ہیں۔اگر چہار مصرعی نظم رباعی کے وزن میں نہیں تو اسے قطعہ کہنا چاہیے۔حضرت حسنؔ بریلوی کی رباعیات رباعی کے وزن میں ہیں مثالیں ملاحظہ فرمائیے:

یارانِ نبی کا وصف کس سے ہو ادا — ایک ایک ہے ان میں ناظم بزم ہدا
پائے کوئی کیوں کر اس رباعی کا جواب — اے اہل سخن جس کا مصنف ہو خدا

☆☆☆

جو لوگ خدا کی ہیں عبادت کرتے — کیوں اہل خطا کی ہیں حقارت کرتے
بندے جو گنہ گار ہیں وہ کس کے ہیں — کچھ دیر اسے ہوتی ہے رحمت کرتے

☆☆☆

مفتی اعظم کی نثر نگاری

ڈاکٹر محمد حسین مشاہدؔ رضوی، مالیگاوں

مفتی اعظم علامہ مصطفیٰ رضا نوریؔ بریلوی مختلف اصنافِ ادب کے ماہر، صاحب طرز ادیب، مایۂ ناز انشا پرداز اور قادر الکلام نعت گو شاعر تھے۔آپ کی تصنیف وتالیف اور حواشی میں بیش تر کتب و رسائل کو جب پیشِ نظر رکھتے ہیں تو بہت سارے ادبی پہلو سامنے آتے ہیں۔

الملفوظ کی ترتیب و تدوین، الاستمداد کی شرح و تکمیلات، سامانِ بخشش اور مختلف کتب و رسائل سے آپ کی ادبیت آشکار ہے۔آپ کی تصنیفات میں اردو، عربی اور فارسی تینوں زبانوں کا کثرت سے استعمال ملتا ہے۔یہاں صرف آپ کی نثر نگاری پر قدرے روشنی ڈالنا مقصود ہے۔

مفتی اعظم علامہ مصطفیٰ رضا نوریؔ بریلوی کی تصانیف جہاں اپنے فن کے اعتبار سے معرکہ آرا کہلاتی ہیں۔وہیں زبان و بیان اور اسلوب نگارش کے اعتبار سے بھی اپنا جواب نہیں رکھتیں۔آپ نے انشائیے، خاکے اور مضامین بھی لکھے۔جس میں اعلیٰ درجہ کی نثر نگاری کی جھلک سامنے آئی ہے۔مسجع و مقفا عبارتیں بھی لکھیں۔سیدھے سادھے جملے بھی لکھے۔مگر ان میں بھی بلا کی پرکاری اور دلفریبی انگڑائیاں لیتی ہوئی نظر آتی ہے۔بات میں بات پیدا کرنا،تشبیہ واستعارہ اور صنعتی گل بوٹے کھلانا آپ کی نثر نگاری کا اعلیٰ نمونہ ہے۔محدثِ اعظم پاکستان کے وصال پر ''وہ میرا چاند تھا'' کے عنوان سے ماہ نامہ نوری کرن، بریلی کے محدثِ اعظم نمبر ۱۳۸۲ھ میں آپ کا ایک مضمون شائع ہوا جو نثر نگاری کا ایک عمدہ نمونہ ہے:

''وہ میرا چاند تھا؛ جو بڑھتا ہی رہا کبھی نہ گھٹا جو اپنی گفتار......اپنی رفتار......اپنے کردار سے فتنوں......فسادوں......کفر وگمراہی کی گھٹا کو دفع کرتا رہا......کبھی گھٹاوں میں نہ چھپا......کتنی ہی دُھولیں اُڑیں......کتنا ہی گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا......وہ چمکتا جگمگاتا ہی رہا......وہ میرے دین کا چاند تھا......دین کا چاند بڑھتا ہی رہتا ہے آسمانِ دُنیا کے چاند کی طرح بار بار گھٹتا اور اُترتا اور اُتر کر غائب نہیں ہوتا......وہ میرا چاند تھا؛ جس نے ملک میں بہت چاند روشن کیے۔''

امام احمد رضا محدثِ بریلوی کے علوم و معارف کا ایک بڑا ذخیرہ ''الملفوظ'' ہے جو ان کے

ارشادات اور کلماتِ طیبات پر مشتمل ہے۔ اس کو مفتی اعظم علامہ مصطفیٰ رضا نوری بریلوی نے چار حصوں میں جمع کیا، مکمل کتاب میں جا بجا ادبی جواہر پارے نظر آتے ہیں، نثر اعلیٰ ترین ہے، اس کا مقدمہ مسجع و مقفا نثر نگاری کا بہترین نمونہ ہے۔ نشانِ خاطر کیجیے :

''یہاں جو دیکھا شریعت وطریقت کے باریک مسائل جن پر مدتوں غور وخوضِ کامل کے بعد ہماری کیا بساط بڑے بڑے سر پٹک کر رہ جائیں فکر کرتے کرتے تھک جائیں اور ہرگز نہ سمجھیں صاف لاعلمی کا دَم بھریں وہ یہاں ایک فقرہ میں ایسے صاف فرما دیے جائیں کہ ہر شخص سمجھ لے اور حقائق ونکاتِ مذہب وملّت جو ایک چیستاں اور معمّہ ہیں جن کا حل دُشوار تر ہے وہ یہاں حل فرما دیے جائیں تو خیال گزرا کہ یہ جواہرِ عالیہ اور زواہرِ غالیہ یوں ہی بکھرے رہے اور انھیں سلکِ تحریر میں نہ لایا تو اندیشہ ہے کہ وہ کچھ عرصہ بعد ضائع ہو جائیں۔'' (۱)

اسی طرح الاستمداد کے مقدمہ کی یہ عبارت بھی کتنی شگفتہ، سلیس، اور رواں دواں ہے :

''فضول قصوں، ناولوں کی نظمیں، نثریں دیکھتے پڑھتے گھنٹوں گزریں یہ بھی ایک مزہ دار نظم ہے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زینت ہے، قیامت قریب ہے۔ اللہ حسیب ہے۔ اس کا ثواب عظیم اور عذاب شدید ہے، دین کو جھگڑا سمجھنا مسلمانوں کی شان سے بعید ہے، تنہا یا دو دو اطمینان سے۔ انصاف یا ایمان سے۔ دو تین بار سچے دل سے ایک ہی نگاہ دیکھ لیجیے مگر یہ کہ صاف بات میں نہ اینچ پیچ کی حاجت۔ نہ اللہ جل وعلا ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل کسی کی رعایت۔'' (۲)

علاوہ ازیں امام احمد رضا محدثِ بریلوی کی کتاب 'دوام العیش فی الائمۃ من القریش' کے مقدمہ میں جو مفتی اعظم علامہ مصطفیٰ رضا نوری بریلوی نے لکھا ہے اس میں ایسی ایسی عبارتیں ہیں جنھیں پڑھنے کے بعد قاری یہ سوچنے لگتا ہے کہ یہ کسی مولوی کے جملے ہیں؟ اس کی زبان ہے یا کسی صاحبِ طرز ادیب یا قلم کار کی عبارتیں ہیں؟

''اگر چہ چہرۂ پُر نور، ماہتابِ صدق پر کذابوں کے کذب کی نہایت وحشت ناک تیرگیاں چھائیں، اور روے آفتابِ حق پر باطل کی سخت بھیانک اور خوف ناک تاریکیاں اور کالی کالی ڈراونی بدلیاں آئیں، مگر ہمارے قلوب بفضلہٖ تعالیٰ مطمئن تھے، ہم سمجھے ہوئے تھے یہ

بھی کچھ روز کی ہَوا ہے، جو دَم میں ہَوا ہے، آخر کار وہی ہُوا جس کا ہمیں شدت سے انتظار تھا۔ وہ دن آ ہی گیا کہ وہ تیرگی دور اور تاریکی کافور ہوئی، نورِ حق کا جگمگاتا، چمکتا دَمکتا پُرنور چہرۂ آفتاب نصف النہار کی طرح آنکھیں خیرہ کرتے نکلا اور ایک عالم نے آنکھوں دیکھ لیا کہ حق یہ ہے اور باطل وہ تھا جو اس کے حضور جم نہ سکا پتّا توڑ بھاگا، کب تک باطل حجابِ حق کو چھپائے تابہ کے جھوٹے نقابِ صدق کی آڑ کر سکے، آخر حق کی شعاعوں نے ان باطل پردوں کو خاکستر ہی کر دیا، جھوٹے نقابوں کو جلا ہی ڈالا اور دُنیا کو اپنا جلوۂ جہاں تاب دکھا ہی دیا۔'' (۳)

درج بالا اقتباس میں ''چہرۂ پُرنور، ماہتابِ صدق، روے آفتابِ حق، نقابِ صدق، حجابِ حق'' وغیرہ جیسے تراکیب کے حُسن ''وحشت ناک، خوف ناک، جگمگاتا، چمکتا، دمکتا''، وغیرہ ہم آواز اور ہم وزن الفاظ نیز ''تیرگیاں، تاریکیاں، جگمگاتا، چمکتا، دمکتا'' وغیرہ مترادفات اور ''کالی کالی'' لفظ کے جوڑے وغیرہ کا سلیقہ مندانہ استعمال نے تحریر میں صوتی فضا بھر دی اور اسے جمال وجلال کا حسین امتزاج بنا دیا ہے۔ کچھ روز کی ہوا، اور پتّہ توڑ بھاگا جیسے محاورات، ہَوا، ہَوا اور ہُوا کا استعمال،...... ذرا یہ جملہ دیکھیے :

''کچھ روز کی ہَوا ہے، جو دَم میں ہَوا ہے، آخر کار وہی ہُوا جس کا ہمیں شدت سے انتظار تھا۔ وہ دن آ ہی گیا۔''

''کی...... روز...... ہَوا...... ہُوا'' کی تکرار نے تحریر میں حُسن ولطافت پیدا کر دی ہے مزید یہ کہ تحریر میں استفہامیہ انداز بھی ہے، تشبیہات واستعارات کی جلوہ گری بھی۔

مفتی اعظم علامہ مصطفیٰ رضا نوری بریلوی کی ایک مقفا ومسجع تحریر دیکھیے اور اس میں لطیف طنز کا جلوہ بھی خاطر نشین کیجیے:

''یہ ہے آپ کی سندوں کا بھاگ...... یہ ہے آپ کے کمل کا باگ...... یہ ہے آپ کی کتابوں کی قطار...... یہ ہے آپ کی روایتوں کی پکار ع

شرم بادت از خدا ورسول۔'' (۴)

مذکورہ تحریر میں شعری فضا کے اہتمام کے ساتھ فارسی مصرع نے حُسنِ تحریر کو اور بھی دوبالا کر دیا ہے۔ یہ اقتباس نشانِ خاطر کیجیے:

''وہ بے چارے ہیبت کے مارے، خاموش روپوش اور یہ چاری لگائے جاتے ہیں۔ ہر بار منہ کی کھاتے ہیں۔ مگر مکر و کید سے کب باز آتے ہیں۔''

عبارت مقفّٰی بھی ہے اور ترکیب بند بھی۔ آوازوں کے جوڑوں نے جملے میں آہنگ برپا کردیا ہے۔ ''خاموش، روپوش، بے چارے، ہیبت کے مارے'' لائقِ دید ہیں۔ ''چاری لگائے جاتے ہیں، ہر بار منہ کی کھاتے ہیں۔'' میں شعری ملاحت کا جلوہ دیدنی ہے۔

مفتی اعظم علامہ مصطفیٰ رضا نوری بریلوی نے تاعمر فتویٰ نویسی کی، قرآن وحدیث سے تحریروں کو آراستہ کیا اور اللہ و رسول جل وعلا وصلی اللہ علیہ وسلم کے احکام اور نظامِ اسلام کے نفاذ واشاعت اور ترویج وتشہیر کی سعی بلیغ فرمائی، فقہ وفتویٰ اور دینی تحریرات میں فصاحت واستدلال لازمی جزو ہیں، ساتھ ہی ساتھ ایجاز واختصار اور متانت وسنجیدگی بھی ضروری ہے۔ ایک سائل نے سوال کیا کہ :

''اصول کو اہلِ منطق اور اہلِ فلسفہ وحدتِ نظری اور عوام الناس نظمِ کائنات کہتے ہیں، کیا اس طرح قائل نے نظمِ کائنات کو دائمی اور ابدی نہیں کہا؟''

مفتی اعظم علامہ مصطفیٰ رضا نوری بریلوی نے اس کا جواب یوں دیا :

''قائل، نظمِ کائنات کو ابدی کہتا ہے نہ کائنات کو، کائنات کو نہ ابدی اور دائمی بتایا نہ اس کے کسی لفظ سے مترشح۔ نظمِ کائنات اس نے انھیں اُصولوں کا نام رکھا جن پر نظامِ کائنات برقرار ہے۔ جن پر کائنات کا مدار ہے۔ رہا یہ کہ کن اُصولوں کو وہ دائمی ومستحکم وابدی کہتا ہے یہ اس عبارتِ منقولہ میں نہیں وہ بھی منقول ہوتے تو ان کا حکم بتایا جاتا مگر ایسے اُصول ہیں جنھیں ابدی کہہ سکتے ہیں مگر وہ بھی جواز کی بھی ہیں اور ابدی بھی ہمیشہ سے ہے اور ابدالآباد تک رہے گا۔ وہ اصل کیا ہے لا الٰہ الا اللہ جس پر نظامِ کائنات کا مدار ہے جب عالم میں کوئی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والا باقی نہ رہے گا جب ہی قیامت قائم ہوگی اور یہ نظامِ عالم درہم برہم اور عالم تہ و بالا نیست و نابود ہوجائے گا۔ فنا کے گھاٹ اُتر جائے گا۔ تو اسے ابدی دائمی کہنے میں کیا حرج کہ قطعاً ابدی ودائمی ہے۔ اُصول کے دائمی وابدی ہونے سے نظامِ عالم ابدی ودائمی نہ ہوجائیں گے!''(۵)

غور کریں اس قدر فلسفیانہ اور زبردست دینی مسئلہ کو کس قدر آسانی کے ساتھ مفتی اعظم علامہ

مصطفیٰ رضا نوری بریلوی نے سمجھایا ہے کہ قوتِ استدلال اور منطقیانہ اندازِ بیان دیدنی وشنیدنی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ ایجاز واختصار اور متانت وسنجیدگی کو بھی برقرار رکھا گیا ہے۔

طنز ونشتریت بھی ادب کا اہم جز ہے، اس سے فن پارے میں لذت وملاحت پیدا ہوتی ہے اور یہ اصلاحِ معاشرہ کا ذریعہ بھی ہے، اور فسادات کو روکتا اور دور کرتا ہے۔ مفتی اعظم علامہ مصطفیٰ رضا نوری بریلوی نے فرق ہائے باطلہ کے پیشواؤں، بدعقیدوں، مشرکوں، ملحدوں، اشتراکیوں، غیروں کی چال وجال میں آکر اسلامی عقائد اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے والے اپنوں اور بیگانوں نیز بے عمل مسلمانوں وغیرہ پر طنز وتعریض اور تنقید کی نشتر زنی کی ہے، اور اپنی تحریروں کو نمکینِ حُسن کا پیکر بنادیا ہے، چند اقتباسات ملاحظہ کیجیے :

''نہ تم انھیں مسجدوں میں لے جاتے اور انھیں مسجد کے منبر پر مسلمانوں سے اونچا اُٹھاتے، نہ تم ان کو واعظ بناتے، نہ تم ان کے فوٹو کھنچواتے، تصویر اُترواتے، نہ تم یہ روزِ بد دیکھتے نہ اَوروں کو دکھاتے۔ آج میدانِ ارتداد میں منشی رام، شردھانند کا وہ فوٹو جو جامع مسجد دہلی میں اس کے منبر پر بیٹھے ہونے اور لکچر دینے کا لیا گیا ہے، مسلمانوں کو دکھا دکھا کر مرتد کیا جا رہا ہے۔ شرم، شرم، شرم۔''(۶)

اسلام میں خلافت وامامت کے لیے ''قُرشیت'' شرط ہے مگر مولانا عبدالباری فرنگی محلی اس شرط کو نہیں مانتے تھے، ان کے دادا مولانا عبدالرزاق صاحب نے بھی امامت وخلافت کے لیے ''قُرشیت'' کو لازمی قرار دیا، اس پر مفتی اعظم علامہ مصطفیٰ رضا نوری بریلوی موصوف کو لکھتے ہیں، طنز کا یہ لطیف مگر کاٹ دار انداز لائق دید ہے:

''اب فرمائیے! آپ حق پر ہیں یا آپ کے دادا اور وہ آپ کے جدِ اعلیٰ بحر العلوم دیکھیں تو آپ کیسے بات کے دھنی ہیں کہ اپنے بزرگوں پر بھی کوئی فتویٰ لگاتے ہیں یا نہیں یا یہ عنایت ہم غربا اور ائمہ وعلما پر ہے۔''(۷)

اسی طرح علما کی بارگاہ کے بے ادب وگستاخ افراد پر کس طرح طنز کے ہلکے ہلکے نشتر چلائے ہیں:

''اے مدعیانِ علم وتہذیب وادب علما کی شان میں گستاخ نہ بنو، انھیں اپنے پر قیاس نہ

کرو۔''(۸)

مفتی اعظم علامہ مصطفیٰ رضا نوریؔ بریلوی کے یہاں جملہ اقسامِ نثر کے تمام خوب صورت نمونے موجود ہیں۔ یہاں مزید ایک اقتباس خاطر نشین کیجیے:

''اللہ اللہ! اہل اللہ کی زندگی اللہ تبارک وتعالیٰ کی اعلیٰ نعمت ہے۔ سبحان اللہ! انھیں نفوسِ قدسیہ طاہرہ کے قدم کی برکت سے وہ عقدۂ لاینحل چٹکی بجاتے حل ہوجاتے ہیں، جنھیں قیامت تک کبھی بھی ناخنِ تدبیر نہ کھول سکے، جس سے کیسا ہی کوئی عقیل، مدبّر ہو، حیران رہ جائے، کچھ نہ بول سکے، جسے میزانِ عقل میں تول نہ سکے، اللہ اکبر! ان کی سیرت، ان کی صورت، ان کی رفتار، ان کی گفتار، ان کی ہر روش، ان کی ہر اَدا، ان کا ہر ہر کردار، اسرارِ پروردگار عز مجدہٗ کا ایک بہترین مرقع اور بولتی تصویر ہے کہ یہ انفاسِ نفیسہ مظہرِ ذاتِ عَلیا وصفاتِ قدسیہ ہوتے ہیں۔''(۹)

علاوہ ازیں اس طرح کی درجنوں نادر مثالیں مفتی اعظم حضرت نوریؔ بریلوی کے مکتوبات، تصنیفات، تالیفات، حواشی اور ''فتاوی مصطفویہ'' کے سیکڑوں صفحات پر جا بہ جا جلوہ افروز ہیں جن سے آپ کی اعلیٰ ترین ادبیت آشکار ہوتی ہے۔

ذیل میں آپ کی مختلف تصنیفات وتالیفات سے بلاتبصرہ چند ادبی جواہر پارے پیش کیے جاتے ہیں جن میں اعلیٰ ترین نثر کے نمونے، مسجع ومقفا جملے اور روزمرہ محاورات کے استعمال ملتے ہیں، ان مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ ان میں مفتی اعظم علامہ مصطفیٰ رضا نوریؔ بریلوی کے قلم نے تازگی وطرفگی کے گلہاے رنگا رنگ کھلائے ہیں:

''حمد کی جان اس مالکِ عرش وفرش پر قربان۔ جس نے صدق وحق کو پسند کیا اور اسے عزت دی اور اس سے اپنی حمد فرمائی کہ فرمایا۔ من اصدق من اللہ قیلا۔ اور فرمایا۔ ومن اصدق من اللہ حدیثا۔ اور ارشاد ہوا۔ واللہ یقول الحق و یھدی السبیل۔ اور کذب وباطل کو سخت مبغوض رکھا اور کذابوں پر لعنت بھیجی اور ان پر اپنا غضب اُتارا کہ فرمایا۔ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ حق کو باطل پر ہمیشہ غلبہ عطا فرمایا حق گو، راست بازوں کا منہ اُجالا اور جھوٹے کذابوں، دروغ بافوں، ناپاکوں کا منہ کالا کیا جس نے ہمیں یہ پیارا پیارا روح افزا جاں فزا

مژدہ سنایا۔ قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ تم فرمادو! حق آیا اور باطل بھاگا اور باطل تو بھاگنے ہی کو تھا اور ہزاروں صلاۃ ولاکھوں تسلیمات کروروں تحیات زاکیات کی نچھاور اس کے مقدس رسول حبیب ومحبوب، طالب ومطلوب، دانائے کل غیوب، صادق ومصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جنھوں نے فرمایا۔ الصدق ینجی والکذاب یھلك سچ نجات دیتا ہے اور کذب ہلاکت کرتا ہے، پھر ان کی آل واصحاب پر جنھوں نے امتیازِ حق وباطل کے لیے جان توڑ کوششیں فرمائیں اور دودھ کا دودھ پانی کا پانی کردیا۔''(۱۰)

☆☆☆

''ہاں تکفیر کرنے والے ان کے نزدیک خطا کار ہیں۔ قصوروار ہیں۔ مجرم ہیں گنہ گار ہیں۔ ان کے خیال میں کفر کرنا کفر بکنا کچھ عیب نہیں کافر کہنا عیب ہے، جب تو کفر بکنے والوں کے طرف دار ہیں۔ اور تکفیر کرنے والوں سے برسرِ پیکار ہیں۔ کوئی کہتا ہے صاحب ان کے یہاں کفر کی مشین ہے جس میں رات دن کفر کے فتوے ڈھلتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے اجی ساری دُنیا کافر ہے بس یہ مسلمان ہیں۔ یہ بھی کافر وہ بھی کافر سب کو کافر کیے ڈالتے ہیں کوئی کہتا ہے یہ سب کو کافر کہتے ہیں انھوں نے اسلام کا دائرہ تنگ کردیا ہے بڑے تنگ نظر ہیں، بہت تنگ خیال ہیں۔''(۱۱)

☆☆☆

''یہ بے ادب وبے تہذیب، مدعیانِ تہذیب وادب، علما پر بے تہذیبی کا الزام لگاتے ہیں اور بے ادبی کا منہ آتے ہیں۔ کہ یہ لوگ گالیاں سناتے ہیں۔ مخلوقِ خدا کو ناحق ستاتے ہیں۔ بہت سختیاں برتتے ہیں۔ نہایت شدتیں کرتے ہیں۔ ان کے اعتراض علما تک ہی نہیں رہتے بلکہ اللہ ورسول تک جاتے ہیں، علما ہی ان کی گندی گھنونی گالیوں سے ایذا نہیں پاتے ہیں بلکہ یہ کہہ کر اللہ ورسول تک ایذا پہنچاتے ہیں علما کیا فرماتے ہیں جنھیں یہ گالیاں بتاتے ہیں۔ بے تہذیبی ٹھہراتے ہیں۔ علما تو وہی کہتے ہیں جو قرآن وحدیث انھیں سکھاتے ہیں۔ وہ اگر کافر کہتے ہیں تو اللہ ورسول نے کافر فرمایا۔''(۱۲)

☆☆☆

"اگر اس قسم کی آیات واحادیث لکھوں تو دفتر درکار ہے۔ اور مدِ نظر اختصار ہے۔ اور
ہے یہ کہ ع

درخانہ اگر کس ست یک حرف بس ست

اور معاند کے لیے اوراقِ سماوات وارض کے شواہد ناکافی۔ غرض اتنا تو بفضلہٖ تعالیٰ ہر ادنیٰ عقل والے پر روشن ہو گیا کہ علمائے کرام متخلق باخلاق اللہ المنان ہیں۔ ہر طرح اس کے اور اس کے رسول کے تابعِ فرمان ہیں۔ اور یہ ان کے دشمن اعدائے دین ومذہب ومتبع خطوٰتِ شیطان ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اے عزیز! یہ مسئلہ بھی ایسا ہے جس کے لیے دلائلِ فقیہہ درکار ہیں۔ اور اگر یہی اصرار ہے تو یہاں کب انکار ہے۔" (۱۳)

☆☆☆

"کیا اب بھی جوازِ مزامیر کا بے سُرا راگ گائے جاؤ گے؟ کیا اب بھی بے وقت کی راگنی الاپے جاؤ گے؟ حضور سلطان المشائخ کے فرمانِ ذی شان کے آگے سرِ تسلیم جھکاؤ۔ اور اپنے غلط و باطل کہے پر پشیماں ہو اور شرماؤ۔ کیا حضور نے مزامیر کو ناجائز، حرام، ممنوع و معصیت نہ فرمایا؟ کیا حضور نے ان کا معصیت ہونا غیر صوفیہ کے ساتھ خاص فرمادیا؟ کیا خود صوفیہ کے لیے بار بار نہ فرمادیا کہ میں منع کر چکا ہوں؟ انھوں نے بُرا کیا۔ نامشروع کام کیا، معصیت کی، پھر یارب! اب وہ کون سے صوفی ہیں جو حضور سلطان المشائخ کے مریدوں سے بھی آگے ہیں اور ہوں بھی تو علی الاطلاق یہ کہنا کہ صوفیوں کے لیے مزامیر حلال ہیں کیوں کر برمحل ہوگا؟ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔" (۱۴)

☆☆☆

"جو حکم انسانی قوت وطاقتِ بشری، وسعت واستطاعت سے باہر ہو وہ ہرگز حکمِ شریعتِ مطہرہ نہیں، جس حکم میں باقاعدہ اتلافِ جان واہلاکِ نفس ہو وہ اس شرع مبین کا حکم نہیں یوہیں جس حکم سے سوتے فتنے جاگیں فساد برپا ہوں وہ کبھی مقدس اسلام کا حکم نہیں ہوسکتا اب یہی خود دیکھ لیں یہاں اس وقت حکمِ جہاد میں تکلیف مالا یطاق ہے یا نہیں؟ اس میں فائدہ ہے یا مضرت؟ جانوں کی بلا وجہ ہلاکت یا حفاظت، فتنہ وفساد کی اشارت ہے یا اقامت؟ اس میں

مسلمانوں کی عزت ہے یا ذلّت؟ یہ حکم قبل از وقت ہے یا خاص وقت پر؟ ان امور پر غور کرنے کے بعد مسئلہ بالکل صاف ہو جائے گا، اصلا خفا نہ ہوگا کیا نہتوں کو ان سے جو تمام ہتھیاروں سے لیس ہوں لڑنے کا حکم دینا سختی نہیں؟ اور تکلیفِ فوق الوسعت نہیں؟ کیا ایسوں کو جو ہتھیار چلانا بڑی بات ہے اُٹھانا نہیں جانتے، جن کے وہم میں بھی کبھی نہیں گزرا کہ بندوق کس طرح اُٹھاتے، تلوار کیوں کر تھامتے، مارتے، طمنچہ کیسے چلاتے ہیں، جنھوں نے کبھی جنگ کے ہنگامے، لڑائی کے معرکے خواب میں نہ دیکھے ہوں اُنھیں توپوں کے سامنے کر دینا کچھ زیادتی نہیں؟ کیا ایسوں سے میدان کرانا اور ان کی جانیں مفت گنوانا عبث نہیں؟ کیا یہ فتنہ وفساد نہیں کہ مسلمانوں کی عزیز اور قیمتی جانیں مفت ضائع ہوں؟ اس سے بڑھ کر اور فتنہ اور اس سے زائد فساد فی الارض کیا ہوگا؟" (۱۵)

☆☆☆

"ہم کہتے ہیں اگر معاذ اللہ شریف سے بھی کوئی کفر بھی ہو گیا ہوتا۔ تو ان کے کفر کا جب کہ امن پر کوئی اثر نہ ہوتا حج کیوں ناروا ہوتا؟ اب جب کہ بفضلہٖ تعالیٰ ان سے صدورِ کفر تو کفر، فسق بھی بہ طریقِ ثبوتِ شرعی ثابت نہیں اور امن موجود؛ جوازِ حج کیوں مفقود؟ اتنی سی عبارت میں اکاذیبِ مضمون نگار کا انبار؛ اور اس کے افتراءات کا طومار۔" (۱۶)

☆☆☆

"مضمون نگار صاحب یہ سمجھے کہ اتنی خیانتیں کر کے اب یہ عبارت ان کے مقصود کی موید ہوگئی۔ مگر خدا کا دھرا سر پر اُنھیں نصیبوں سے کیا خبر۔ عبارت اتنی کاٹ چھانٹ، لوٹ پوٹ پر بھی ان کے مقصود کے خلاف ہی ہے اور ان کی کج فہمی، ناسمجھی کا پکار پکار کر اعلان کر رہی ہے، اس کا بیان ہم آگے کریں گے پہلے مضمون نگار کی چوریاں بتادیں۔ سینہ زوریاں دکھادیں۔" (۱۷)

☆☆☆

"تحریفیں بھی کیں، خیانتیں بھی کیں، مطلب خبط کرنے کو اوپر کی عبارت نیچے، نیچے کی اوپر بھی کی، یہ سب کچھ ہوا مگر للہ الحمد! وہ ستم زدہ عبارت وہی فرماتی رہی جو اس ستم سے پہلے فرمارہی تھی، یہ اپنی کج فہمی سے اسے اپنے حسبِ منشا بن جانا سمجھے اور اسے نقل کر لائے اور نہ جانا کہ

اس میں اب بھی ان کے لیے زہرِ ہلاہل سمِ قاتل ملا ہوا ہے۔'' (۱۸)

☆☆☆

''ہر مسلمان مظلوم کی حمایت کی جائے گی بلکہ ہر مظلوم انسان کی حالت دل دکھاتی اور خواہ نخواہ حمایت پر لاتی ہے پھر یہ کہ حمایت ہمدردی ہی سے ہوتی ہے سلطان کو سلطان مان کر حمایت کی تو ان کی ہمدردی ہے۔ انھیں معزول کیا یہ بھی ان کی ہمدردی ہے۔ کہ وہ اپنے ملک سنبھال نہ سکے لہٰذا انھیں گوشۂ عافیت میں بٹھایا اپنے آپ ملک کا انتظام کیا اگر ہمدردی نہ ہوتی یہ ترک اللہ تعالیٰ انھیں اپنی ہزاروں نعمتوں سے نوازے اور ان کی تمام جائز مرادیں پوری فرمائے اپنے آپ کیوں زحمتیں گوارا کرتے، کیوں مشقتیں اُٹھاتے کس لیے مصیبتیں جھیلتے، کاہے کو تکلیفیں برداشت کرتے، سلطان کے ہمدرد نہ ہوتے تو ان کا سارا ملک معاذ اللہ! سارا ملک غیروں کے قبضہ میں چلا جاتا، ان کے کان پر جوں نہ رینگتی، وہ خود ان کے ہاتھ میں پڑ جاتے، انھیں خیال بھی نہ ہوتا کہ کیا ہوا؟ کیوں ہوا؟ وہ ہمدرد تھے جب ہی تو انھیں درد ہوا ان کے ملک کی حمایت وحفاظت ان کی حمایت وحفاظت ہے۔'' (۱۹)

متذکرۂ بالا مثالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مفتی اعظم علامہ مصطفیٰ رضا نوریؔ بریلوی قدس سرہ کی نثر اعلیٰ پائے کی ہے۔ آپ کے قلم نے تازگی وطرفگی کے گلہائے رنگا رنگ کھلائے ہیں۔ آپ کی نثر میں مسجع ومقفا عبارتیں بھی ہیں، سیدھے سادھے جملے بھی۔ تشبیہات واستعارات بھی ہیں اور صنعتوں کے گل بوٹے بھی۔ روزمرہ محاورات کا استعمال بھی ہے، اور ایجاز واختصار اور متانت وسنجیدگی بھی۔ اور کہیں کہیں عبارت کی طنز ونشتریت نے آپ کی نثر کو اور بھی لطیف بنا دیا ہے۔ تصنیفاتِ نوریؔ کے مطالعہ کے بعد آپ کو مایۂ ناز ادیب اور بلند پایہ انشا پرداز قرار دینا غیر مناسب نہ ہوگا۔

حواشی

(۱) مصطفیٰ رضا نوریؔ بریلوی، علامہ: الملفوظ، فیاض الحسن بک سیلر، کانپور، ص ۲۰

(۲) مصطفیٰ رضا نوریؔ بریلوی، علامہ: مقدمہ الاستمداد، مرکزی مجلسِ رضا، لاہور، ص ۲، ۳

(۳) احمد رضا بریلوی، امام: مقدمہ دوام العیش فی الائمۃ من القریش، رضا اکیڈمی، ممبئ، ص ۳۴

(۴) مصطفیٰ رضا نوریؔ بریلوی، علامہ: مقتلِ کذب وکید، مطبع بریلی، ص ۱۲

(۵) مصطفیٰ رضا نوریؔ بریلوی، علامہ: فتاویٰ مصطفویہ، اختر رضا بک ڈپو، بریلی، ج ۱، ص ۵۰

(۶) مصطفیٰ رضا نوریؔ بریلوی، علامہ: طرق الہدیٰ والارشاد، رضا اکیڈمی، ممبئ، ص ۲۳

(۷) مصطفیٰ رضا نوریؔ بریلوی، علامہ: سوراخ در سوراج، رضا اکیڈمی، ممبئ، ص ۷۶، ۷۷

(۸) مصطفیٰ رضا نوریؔ بریلوی، علامہ: طرق الہدیٰ والارشاد، مطبع بریلی، ص ۵۲

(۹) مصطفیٰ رضا نوریؔ بریلوی، علامہ: الملفوظ، فیاض الحسن بک سیلر، کانپور، ص ۱۸

(۱۰) احمد رضا بریلوی، امام: مقدمہ دوام العیش فی الائمۃ من القریش، رضا اکیڈمی، ممبئ، ص ۱۱

(۱۱) مصطفیٰ رضا نوریؔ بریلوی، علامہ: القسورۃ علیٰ ادوار الحمرۃ، رضا اکیڈمی، ممبئ، ص ۱۸

(۱۲) مصطفیٰ رضا نوریؔ بریلوی، علامہ: القسورۃ علیٰ ادوار الحمرۃ، رضا اکیڈمی، ممبئ، ص ۳۵، ۳۶

(۱۳) مصطفیٰ رضا نوریؔ بریلوی، علامہ: القسورۃ علیٰ ادوار الحمرۃ، رضا اکیڈمی، ممبئ، ص ۴۳، ۴۴

(۱۴) مصطفیٰ رضا نوریؔ بریلوی، علامہ: مسائلِ سماع، رضا اکیڈمی، ممبئ، ص ۱۰، ۱۱

(۱۵) مصطفیٰ رضا نوریؔ بریلوی، علامہ: طرق الہدیٰ والارشاد، رضا اکیڈمی ممبئ، ص ۷، ۸

(۱۶) مصطفیٰ رضا نوریؔ بریلوی، علامہ: حجۃ واہرہ، رضا اکیڈمی ممبئ، ص ۱۹، ۲۰

(۱۷) مصطفیٰ رضا نوریؔ بریلوی، علامہ: حجۃ واہرہ، رضا اکیڈمی ممبئ، ص ۲۹، ۳۰

(۱۸) مصطفیٰ رضا نوریؔ بریلوی، علامہ: حجۃ واہرہ، رضا اکیڈمی ممبئ، ص ۳۲، ۳۳

(۱۹) احمد رضا بریلوی، امام: مقدمہ دوام العیش فی الائمۃ من القریش، رضا اکیڈمی، ممبئ، ص ۳۸

☆☆☆

علم کا شیدائی

غلام مصطفیٰ نعیمی
روشن مستقبل، دہلی

انیس سال کا بانکا سجیلا خوب رو جوان مروجہ علوم وفنون کی دستار سر پر سجائے اہلِ خانہ کی آنکھوں کا تارا بنا ہوا تھا۔مگر آنکھوں میں علم کی تہوں تک جانے کا جذبہ رہ رہ کر انگڑائیاں لے رہا تھا۔ایک طرف زمانہ اس جوان کی علمی اُٹھان اور فقہی شباب کو دیکھ کر اسلاف کی یاد تازہ کر رہا تھا،مگر اس جوان کی طبیعت ''ھل من مزید'' کی طرف مائل تھی۔والد گرامی سے اپنے بیٹے کی یہ کیفیت پوشیدہ نہ تھی۔کچھ مخصوص احباب سے مشورہ کرنے کے بعد والد گرامی نے ایک بڑا فیصلہ کرلیا۔

سنو شہزادے!

جی ابا حضور!

جوان نے نہایت سعادت مندی سے والد گرامی کو جواب دیا اور بہ کمال نیاز مندی سر جھکا کر ہمہ تن گوش ہوگیا۔

میرے لختِ جگر!

آپ صرف میری ہی نہیں بلکہ اس عظیم خانوادے اور پوری جماعت کی اُمید ہو۔زمانہ ٹکٹکی لگائے اُس شہزادے کا منتظر ہے جو اپنے اجداد کی علمی وراثت کا سچا جانشین ہو اور عالم اسلام کی علمی و دینی خدمات کا حق ادا کرنے کی استعداد رکھتا ہو۔

میرے چاند سے حسین بیٹے!

منصبِ کمال بغیر مشقت کے حاصل نہیں ہوتا۔ہر عروج کے پس منظر میں صاحبِ عروج کی انتھک محنتیں اور قربانیوں کی انمٹ داستان پوشیدہ ہوتی ہے،تب کہیں جاکر عزت وکمال کا منصبِ عظمیٰ حاصل ہوتا ہے۔

جانِ پدر!تمہاری آنکھوں میں مجھے وہ چمک نظر آتی ہے،جس کے لیے تمہارے اجداد مشہور رہے۔اس لیے میں چاہتا ہوں کہ تم عالم اسلام کی سب سے قدیم درس گاہ میں جاکر اکتسابِ علم کرو اور علم وفن کے نئے جہانوں کی تلاش کرو۔

حالاں کہ میرا دل تمہاری جدائی کے خیال سے ہی بیٹھ جاتا ہے،مگر اجداد کی امانت اور ملتِ اسلامیہ کی آرزوؤں کا خیال آتا ہے تو راتوں کی نیند اُڑ جاتی ہے۔سوچتا ہوں کہ میرے دادا جان اور بابا کی روشن کی ہوئی علمی شمع کمزور نہ پڑ جائے،اس لیے اس علمی چراغ میں تمہیں اپنی محنت ومشقت کا لہو ڈالنا ہے تاکہ اس کی لو تیز سے تیز تر ہو اور زمانہ اس کی روشنی میں صلاح وفلاح کا راستہ طے کر سکے!!

چند جملوں میں باپ نے پدرانہ شفقت،سوز وکرب،ملی تڑپ،غم اُمت،جدی امانت اور سینے میں اُٹھ رہا سارا دَرد وکرب بیان کر دیا۔کہتے ہوئے آنکھیں نم ہوگئیں مگر یہ آنسو صرف دردِ جدائی کا اظہار نہیں تھے بلکہ آنسوؤں کی چمک اس عزم ویقین کا پتہ دے رہی تھی کہ عن قریب اُن کا شہزادہ علم وفضل کے اُس مقام پر فائز ہوگا جس کی تمناؤں میں بڑے بڑے فرماں روا اور فلاسفر ناکام رہے۔

سعادت آثار بیٹے نے آگے بڑھ کر والد گرامی کے ہاتھوں کو بوسہ دیا،آنکھوں سے لگایا اور ادب کے ساتھ عرض کیا:

ابا جان!میں اپنے رب کا جتنا شکر ادا کروں تو کم ہے،جس نے وراثت نبوی کی پرنور وادیوں میں جانے کا ایک اور حسین موقع عطا کیا۔

اپنے مقدر پر نازاں ہوں کہ اجداد کی علمی وراثت کے لیے آپ کی زمانہ شناس نگاہوں نے میرا انتخاب کیا۔

آپ مطمئن رہیں میں طلبِ علم کی راہ میں ہر درد کو دوا اور ہر تکلیف کو راحت جان سمجھوں گا۔اکتسابِ علم کے اس سفر میں کیسی ہی پریشانیاں آئیں مگر آپ کا بیٹا عزم وحوصلے کی چٹان بن کر ثابت قدم رہے گا اور اپنے اجداد کی علمی وراثت کے لیے اپنے تمام رنج وغم شربت شیریں کی طرح پی کر آپ کی تمناؤں کی تکمیل کرے گا۔

جلد ہی پورے خاندان کی دُعاؤں کا تحفہ لے کر یہ جوان عالم اسلام کی سب سے قدیم درس

گاہ ''جامعہ ازہر مصر'' کے لیے روانہ ہوگیا۔

دن ہفتوں، ہفتے مہینوں اور مہینے سالوں کا سفر طے کرتے رہے۔ ابھی دو سال ہی کا سفر طے ہوا تھا کہ اچانک خبر ملی کہ عزیز از جان والد دارِ فانی سے دارِ بقا کو کوچ کر گئے۔

آہ! دیارِ پردیس میں نازوں کا پالا لاڈلا شہزادہ اکیلا تھا۔ واپس جا کر شفیق والد کی شفقتوں کو سمیٹنے اور ان کی محبتوں کی چھاؤں میں بیٹھنے کی تمنا ہلورے مارتی تھی مگر آج اس خبر وحشت نے دل کی دُنیا کو تہہ وبالا کر ڈالا۔

سوچا تھا کہ ''جامعہ از ہر'' سے علمی رفعتوں کا تاج سجا کر والد گرامی کی آنکھوں کو ٹھنڈا کروں گا مگر قسمت نے اتنا موقع ہی نہیں دیا اور جس مہربان باپ نے اپنی محبت واپنائیت کی چھاؤں میں رُخصت کیا تھا آج وہی شجر سایہ دار رُخصت ہوگیا۔

دل کا درد آنکھوں سے آنسو بن کر نکلنے لگا۔ پورا وجود درد کی شدت سے لرز رہا تھا۔ رہ رہ کر والد کی شفقتیں یاد آتیں تو آنکھوں سے برستا ساون اور تیز ہو جاتا۔ رنج وغم کی لہریں پورے وجود کو حصار میں لے چکی تھیں، اچانک والد گرامی کے الفاظ کانوں میں گونجے:

''میرے چاند سے حسین بیٹے!

منصبِ کمال بغیر مشقت کے حاصل نہیں ہوتا۔ ہر عروج کے پس منظر میں صاحبِ عروج کی انتھک محنتیں اور قربانیوں کی انمٹ داستان پوشیدہ ہوتی ہے۔ تب کہیں جا کر عزت وکمال کا منصبِ عظمیٰ حاصل ہوتا ہے۔''

الفاظ کا گونجنا تھا کہ والد کی آنکھوں کے چمکتے آنسو اور آنسوؤں میں پنہاں عزم ویقین کی وہ چمک بھی یاد آگئی۔ جس قربانی کا والد نے ذکر کیا تھا آج اسی قربانی کا وقت تھا۔ اس یاد کا آنا تھا کہ سارا درد دل میں ہی روک لیا۔ بہتے ہوئے آنسوؤں کو ضبط کیا اور قلم اُٹھا کر دردِ دل کو لفظوں کا لباس پہنا دیا۔

کس کے غم میں ہائے تڑپاتا ہے دل
اور کچھ زیادہ اُمنڈ آتا ہے دل
ہائے دل کا آسرا ہی چل بسا
ٹکڑے ٹکڑے اب ہوا جاتا ہے دل

کون جانے رازِ محبوب و محب
کیوں لیا جاتا، دیا جاتا ہے دل
جاں بحق تسلیم ہو جانا ترا
یاد کر کے میرا بھر آتا ہے دل

ان اشعار کے ساتھ ہی درد سے بے چین دل کو سکون ملا اور اس جوان نے نہایت صبر واطمینان کے ساتھ والد گرامی کے رفع درجات کے لیے قرآن خوانی اور فاتحہ کا اہتمام کر کے ایصالِ ثواب کیا۔ دل تو چاہتا تھا کہ اسی وقت گھر واپس لوٹ جائیں مگر والد کی نصیحت، خاندان کی اُمیدیں، امانت اسلاف کا خیال اور ملتِ اسلامیہ کی خدمت کے جذبے نے دل کو اس قدر توانا کر دیا تھا کہ درد دوا بن گیا۔ سینے میں اُٹھتی ہوئی درد کی لہریں وہیں دَب کر رہ گئیں اور یہ جوان پھر سے حصولِ علم میں مصروف ہوگیا۔

یوں تو اب تک بھی نہایت جاں فشانی سے علمی منزلیں طے کی جارہی تھیں مگر والد کے وصال نے دل کی دُنیا پر ایسا اثر ڈالا تھا کہ شب وروز والد کے الفاظ کانوں میں گونجتے تھے۔ اب تو ایک ایک لمحہ علمی رفعتوں کے حصول میں گزر رہا تھا۔ اس جوان کی شبانہ روز محنتیں ضائع نہ گئیں اور ٹھیک ایک سال کے بعد وہ وقت بھی آیا کہ جب اس جوان نے اعلیٰ نمبرات کے ساتھ کامیابی حاصل کر کے اہلِ خانہ اور وابستگان کی اُمیدوں کو پورا کیا۔

آپ جانتے ہیں علم وفضل کی بہاروں کی خاطر والد کے وصال کا غم اُٹھانے والا یہ خوب رو جوان کون تھا؟

یہ جوان کوئی اور نہیں وارثِ علوم اعلیٰ حضرت، جانشین مفتی اعظم ہند، تاج الشریعہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا قادری علیہ الرحمہ تھے، جو اپنی علمی جاں گسلی اور قربانیوں کی بدولت عالم اسلام کے اُفق پر امام احمد رضا کی فقہی تجلیات کا آفتاب بن کر چمکے۔ جن کے تصلب فی الدین کی وجہ سے کتنوں کے عقائد ونظریات درست ہوئے۔ جن کی تقویٰ شعار زندگی نے گمراہوں کو راہِ ہدایت عطا کی۔ جو اپنے کریم کے ایسے گدا بن کر جیے جس کے آگے دُنیا کی ہر چیز پارۂ ناں کی طرح ہیچ تھی۔ جنھوں نے باطل ہواؤں کے

خلاف عزم واستقامت کے چراغ روشن کیے۔جس کی روشنی میں آج بھی ملتِ اسلامیہ فلاح وظفر کا سفر طے کررہی ہے۔جو اپنے آپ میں ایک انجمن اور میر قافلہ تھے۔جن کی فکری بلندی کے آگے ہمالہ کی بلندی بھی پست نظر آتی ہے۔جو امام احمد رضا کے تفقہ، حجۃ الاسلام کے اخلاص اور مفتی اعظم ہند کے تقویٰ و پرہیزگاری کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔جن کا آستانہ آج بھی عشق رسالت کی درس گاہ بنا ہوا ہے۔جن کی لحد سے آج بھی یہ آواز آتی ہے۔

داغِ عشقِ نبی لے چلو قبر میں
ہے چراغِ لحد روشنی کے لیے

☆☆☆

مالیگاؤں میں فلاحی وعلمی مرکز زیر تعمیر

اعلیٰ حضرت ریسرچ سینٹر

سرپرست: علامہ قمر الزماں اعظمی (ورلڈ اسلامک مشن)
علامہ محمد ارشد مصباحی (اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن انٹرنیشنل، مانچسٹر)

- ......فلاحی خدمات
- ......لائبریری
- ......تربیتی کلاسیس
- ......تصنیف وتالیف
- ......اشاعت وترسیلِ کتب
- ......کمپیوٹر سینٹر
- ......دعوت وتبلیغ

الحمدللہ! مالیگاؤں کے قلب میں ''اعلیٰ حضرت ریسرچ سینٹر'' کی عظیم الشان عمارت زیر تعمیر ہے۔نقد وتعمیری اشیا کی ضرورت ہے۔اصحابِ خیر وعلم دوست احباب توجہ فرمائیں:

غلام مصطفیٰ رضوی 9325028586
فرید رضوی 9273574090
معین پٹھان 7588815888

رابطہ: نوری مشن، معرفت: مدینہ کتاب گھر، مدینہ مسجد، آگرہ روڈ، مالیگاؤں (انڈیا)

حضور تاج الشریعہ! سوانحی خاکہ

مفتی محمد عاشق حسین کشمیری
ناظم تعلیمات مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا، بریلی شریف

اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا قدس سرہٗ کے دو شہزادے تھے،ایک فضل وکمال کے ساتھ حسن وجمال میں یکتائے روزگار تھے،جنہیں دُنیا حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان علیہ الرحمہ کے نام سے جانتی پہچانتی ہے۔دوسرے حسن جمال کے ساتھ فضل وکمال میں اپنی مثال آپ تھے،جنہیں دُنیا مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ کے نام سے جانتی پہچانتی ہے۔

حجۃ الاسلام کے یہاں ایک شہزادے کی وِلادت ہوئی،جن کا نام 'محمد ابراہیم رضا' رکھا گیا،جو بعد میں 'مفسر اعظم' کے لقب سے مشہور ومعروف ہوئے۔مفتی اعظم کے گھر ایک شہزادی کی وِلادت ہوئی،اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے دونوں بچوں کو گود میں لے کر بچپن ہی میں نکاح پڑھایا تھا،بڑے ہوکر جب رُخصتی ہوئی تو کچھ وقت کے بعد ایک نورانی شہزادے کی ولادت ہوئی،جو حسن وجمال میں اپنے دادا حجۃ الاسلام کا عکس جمیل تھا اور فضل وکمال میں اپنے نانا جان مفتی اعظم کا کامل پرتو تھا،یہی شہزادہ آگے چل کر 'تاج الاسلام'، 'تاج الشریعہ'، 'قاضی القضاۃ فی الہند' بن گیا۔

وِلادت:

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی وِلادت باسعادت؛ حضور حجۃ الاسلام کے وصال کے چھ مہینے بعد ۲۴؍ذی قعدہ ۱۳۶۲ھ،مطابق ۲۳؍نومبر ۱۹۴۳ء کو محلہ سوداگران (بریلی شریف) میں ہوئی۔

نام:

خاندانی دستور کے مطابق ''محمد'' نام پر آپ کا عقیقہ ہوا،آپ کے والد گرامی کے نام ''محمد ابراہیم رضا'' کی نسبت سے آپ کا نام ''محمد اسماعیل رضا'' تجویز ہوا،لیکن آپ اپنے عرفی نام 'اختر رضا' سے اِس قدر مشہور ہوئے کہ لوگ آپ کے اصل نام کو بھول گئے،اسی عرفی نام کے ساتھ سلسلۂ قادریہ سے نسبت ہونے کی وجہ سے ''قادری'' اور جامعہ ازہر میں تعلیم حاصل کرنے کی نسبت سے ''ازہری'' لگاتے ہوئے

آپ کا نام اِس طرح لکھا جاتا ہے ''محمد اختر رضا قادری ازہری'' آپ علیہ الرحمہ اپنا نام پاک اس طرح تحریر فرماتے: ''فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہٗ''

نسب:

محمد اختر رضا خان ابن مفسر اعظم محمد ابراہیم رضا ابن حجۃ الاسلام محمد حامد رضا ابن اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری ابن رئیس المحققین علامہ نقی علی خان ابن مولانا رضا علی خان ابن حافظ کاظم علی خان ابن محمد اعظم خان ابن سعادت یار خان (وزیر مالیات دربار دہلی) ابن سعید اللہ خان (شجاعت جنگ بہادر)

سعید اللہ خان قندھار افغانستان کے 'بڑھیچ قبیلہ' کے بہادر اور نامور فرزند تھے، حکومت افغانستان کے ولی عہد تھے، خاندانی اختلاف کی وجہ سے آپ قندھار سے لاہور منتقل ہو کر وہیں قیام پذیر ہو گئے، آپ کی بہادری سے متاثر ہو کر محمد شاہ بادشاہ دہلی نے آپ کو لاہور کا شیش محل بطور جاگیر دیا، پھر اصرار کر کے دہلی بلایا، شش ہزاری عہدہ پر فائز کر کے 'شجاعت جنگ' کا خطاب بھی دیا، پھر روہیل کھنڈ میں ایک بڑی مہم سر کرنے کے بعد آپ کو روہیل کھنڈ کے صدر مقام بریلی میں قیام کرنے اور (علاقے کا) امن قائم رکھنے کا حکم ہوا، یہاں کا انہیں صوبہ دار بنایا گیا، جو گورنر ہونے کے مترادف ہے، اسی دور میں کوہستان روہ کے کچھ پٹھان خاندان یہاں آ کر آباد ہو گئے تھے، ان کے لیے ان کا جوار بڑا خوش گوار تھا، اس لیے کہ ان سے بوئے وطن آتی تھی، یہی سبب تھا کہ انہوں نے یہیں بریلی میں مستقل سکونت اختیار کی۔

(سعید اللہ خان) جب پیرانہ سالی کی وجہ سے ملازمت سے دَست کش ہوئے تو انہوں نے اپنی آخری عمر یادِ الٰہی میں متوکلانہ گزاری، اور جس میدان میں ان کا قیام تھا وہیں دفن ہوئے، مسلمانوں نے اس میدان کو قبرستان میں منتقل کر دیا، یہ میدان اب محلہ معماران بریلی کے متصل واقع ہے اور اسی مناسبت سے اب تک شاہزادے صاحب کا تکیہ کہلاتا ہے۔

اس وقت ان کے صاحب زادے سعادت یار خان دہلی کے وزیر ہو چکے تھے، انہیں کے صاحب زادے تھے (۱) اعظم خان (۲) معظم خان اور (۳) مکرم خان؛ یہ سبھی بڑے بڑے عہدوں پر فائز تھے، ان کا ماہانہ وظیفہ ایک ہزار سے کم نہ تھا۔

اعظم خان بریلی شریف فرما ہوئے، اور دُنیا چھوڑ کر مولیٰ تعالیٰ سے لَو لگائی، زہد و تقویٰ اور

قناعت و استغنا اختیار کیا، ان کے صاحب زادے حافظ کاظم علی خان شہر بدایوں کے تحصیل دار تھے۔

حافظ کاظم علی خان کے صاحب زادے قدوۃ الواصلین، زبدۃ الکاملین، قطبِ وقت حضرت مولانا رضا علی خان علیہ الرحمۃ والرضوان تھے، بلند پایہ عالم اور اپنے معاصرین میں علم و تقویٰ دونوں میں ممتاز تھے، فقہ و تصوف میں ید طولیٰ رکھتے تھے، زہد و قناعت، علم و تواضع، تجرید و تفرید، سلام میں سبقت کرنے میں نمایاں تھے، بڑے باکرامت اور صاحبِ روحانیت بزرگ تھے، ۲؍جمادی الاولیٰ ۱۲۸۲ھ کو اس دارِ فانی سے رحلت فرمائی۔

یہ پہلے شخص ہیں جو اس خاندان میں دولتِ علم دین لائے، اور علم دین کی تکمیل کے بعد انہوں نے سب سے پہلے مسند افتا کو رونق بخشی، اس کے بعد اس خاندان کے ہاتھ سے تلوار چھوٹی اور تلوار کی جگہ قلم نے لے لی، اب اس خاندان کا رُخ ملک کی حفاظت سے دین کی حمایت کی طرف ہو گیا، یہ اپنے دور کے مرجع فتاویٰ رہے۔ ان کے بعد ان کے صاحب زادے مولانا نقی علی خان بھی اپنے وقت میں مرجع فتاویٰ تھے، آخری ذی قعدہ ۱۲۹۷ھ میں حاضر دربار رب العزت ہو گئے۔ ان کے نامور فرزند اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری ان کی زندگی ہی میں مسند افتا پر رونق افروز ہوئے، اور آخری دَم تک دین کی بے لوث خدمت فرمائی۔ اس طریقے سے دو سو سال سے یہ خاندان ذیشان اہل سنت کی سیادت و قیادت کا فریضہ انجام دے رہا ہے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دونوں فرزندوں نے بھی تاحیات اس مسند افتا پر رونق افروز ہو کر مسلمانوں کی دینی رہنمائی فرمائی۔

رسم بسم اللہ خوانی:

جب آپ کی عمر شریف ۴؍سال، ۴؍ماہ، ۴؍دن کی ہوئی تو والد ماجد مفسر اعظم ہند حضرت مولانا ابراہیم رضا خان نے بسم اللہ خوانی کی محفل منعقد کی، اور اس میں دار العلوم منظر اسلام کے طلبہ و مدرسین، اپنے اعزا و اقربا اور شہر کے معزز افراد کو مدعو کیا، حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ نے رسم بسم اللہ خوانی ادا کرائی۔

ابتدائی تعلیم:

پھر آپ نے گھر پر ہی اپنی والدہ ماجدہ سے ناظرہ ختم کیا اور والد ماجد سے اردو کی کچھ کتابیں پڑھیں، پھر منظر اسلام کے استاد حافظ انعام اللہ خان تسنیم حامدی بریلوی سے پہلی فارسی، دوسری فارسی،

گلزار دبستاں، گلستاں اور بوستاں پڑھی۔

عصری تعلیم:

۱۹۵۲ء میں فضل الرحمٰن اسلامیہ انٹر کالج میں داخلہ لیا، جہاں ہندی، انگریزی اور دیگر عصری علوم حاصل کیے۔

مروجہ درس نظامی کی تکمیل:

اس کے بعد دار العلوم منظر اسلام میں داخلہ لیا، اور مروجہ درس نظامی کی تکمیل فرمائی، منظر اسلام میں عربی زبان وادب کے لیے جامعہ ازہر مصر سے ایک استاد شیخ عبد التواب کی خدمات حاصل کی گئی تھیں، حضور تاج الشریعہ کو بھی عربی زبان وادب سے خصوصی لگاؤ تھا۔ چنانچہ آپ علی الصبح انہیں ہندی، اردو اور انگریزی اخبارات کو عربی میں ترجمہ کر کے سنایا کرتے تھے، آپ کے ذوق وشوق، محنت ولگن اور ذہانت وفطانت کو دیکھ کر شیخ صاحب نے آپ کے والد گرامی حضور مفسر اعظم کو، آپ کو جامعہ ازہر مصر بھیجنے کا مشورہ دیا۔

جامعہ ازہر مصر کا سفر:

استاد کے مشورہ کے مطابق حضور مفسر اعظم نے ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۹۶۳ء میں جامعہ ازہر مصر بھیج دیا، وہاں آپ نے 'کلیہ اصول الدین' میں داخلہ لیا، اور تین سال رہ کر جامعہ کے ماہر اساتذہ سے علم حاصل کیا، اور عربی زبان پر تو اس قدر عبور حاصل کیا کہ آپ کو بے تکلف فصیح وبلیغ عربی بولتے دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کوئی عجمی عربی بول رہا ہے، یہاں تک کہ عربی میں شاعری بھی فرمانے لگے۔

۱۳۸۶ھ مطابق ۱۹۶۶ء میں کلیہ اصول الدین سے آپ نے اوّل نمبر سے فراغت حاصل کی، جس پر مصر کے صدر جناب کرنل جمال عبد الناصر نے آپ کو ایوارڈ پیش کیا۔

والد ماجد کا انتقال:

آپ جامعہ ازہر میں تحصیل علم میں مشغول ہی تھے کہ آپ کے والد ماجد حضور مفسر اعظم کا ۶۰ رسال کی عمر میں ۱۱ رصفر المظفر ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۲ رجون ۱۹۶۵ء کو انتقال ہو گیا، انتقال کی خبر پہنچتے ہی آپ کے دل دماغ کو گہرا صدمہ پہنچا جس کا اظہار آپ نے ان اشعار میں فرمایا۔

کس کے غم میں ہائے تڑپاتا ہے دل — اور کچھ زیادہ اُمڈ آتا ہے دل

ہائے دل کا آسرا ہی چل بسا — ٹکڑے ٹکڑے اب ہوا جاتا ہے دل

اپنے اختر پر عنایت کیجئے — میرے مولیٰ اس کو بہکاتا ہے دل

اور صدمہ کیوں کر نہ پہنچتا، آپ کے سر سے تو ایسے مشفق والد ماجد کا سایہ اُٹھ گیا تھا، جنہوں نے آپ کی تعلیم وتربیت میں کوئی کمی نہیں رہنے دی، بلکہ قدم قدم پر آپ کی رہنمائی کی اور مبلغ اسلام ہونے کے لیے جن علوم وفنون اور عادات واطوار کی ضرورت ہوتی ہے؛ ان سے آپ کو مزین کر دیا تھا۔ مگر اس صدمہ کے باوجود آپ کے قدم نہ ڈگمگائے بلکہ اپنے اس عظیم مقصد کی تحصیل میں لگے رہے؛ جس کے لیے آپ کے والد ماجد نے آپ کو اتنی دور بھیجا تھا۔

اساتذۂ کرام:

آپ نے اپنے والد محترم حضور مفسر اعظم اور والدہ محترمہ نگار فاطمہ عرف سرکار بیگم کے بعد دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف سے لے کر جامعہ ازہر مصر تک جن اساتذۂ کرام سے دولتِ علم حاصل کی، ان میں چند مشاہیر کے نام درج ذیل ہیں:

حضور مفتی اعظم علامہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا قادری نوری، بریلی شریف

حضور مفسر اعظم علامہ مولانا محمد ابراہیم رضا قادری جیلانی، بریلی شریف

بحر العلوم مفتی افضل حسین مونگیری، دار العلوم منظر اسلام، بریلی شریف

استاذ الاساتذہ مولانا محمد احمد جہانگیر، دار العلوم منظر اسلام، بریلی شریف

مولانا انعام اللہ تسنیم حامدی، دار العلوم منظر اسلام، بریلی شریف

شیخ عبد التواب مصری، دار العلوم منظر اسلام، بریلی شریف

شیخ محمد سماحی، جامعہ ازہر، مصر

شیخ عبد الغفار، جامعہ ازہر، مصر

علوم وفنون:

جن علوم وفنون پر حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کو مہارت حاصل تھی وہ مندرجہ ذیل ہیں:

تفسیر، علوم قرآن، حدیث، علوم حدیث، فقہ، اصول فقہ، فرائض، نحو، صرف، معانی، بیان، بدیع، لغت، ادب، عروض وقوافی، قراءات، تجوید، اوفاق، اعداد، کلام، مناظرہ، ہندسہ، حساب، ریاضی، ہیئت،

توقیت، تکسیر، تصوف، سلوک، اخلاق۔ یوں تو ان سارے علوم میں حضرت کو درجہ اختصاص حاصل تھا؛ مگر تفسیر، حدیث، فقہ اور عربی ادب سے آپ کو خصوصی لگاؤ تھا۔

جامعہ ازہر سے واپسی:

جامعہ ازہر سے فراغت پانے کے بعد آپ بریلی شریف تشریف لائے، آپ کے آنے کی خبر سنتے ہی چاروں طرف خوشیوں کا سماں بندھ گیا، حضور مفتی اعظم ہند کے خادم خاص الحاج محمد ناصر رضوی بریلوی کے بقول: آپ کو لینے کے لیے حضور مفتی اعظم خود بنفس نفیس تشریف لے گئے، اور ٹرین کا بے تابانہ انتظار فرماتے رہے، جیسے ہی ٹرین پلیٹ فارم پر پہنچی اور حضور تاج الشریعہ ٹرین سے اُترے سب سے پہلے حضرت نے گلے لگایا، پیشانی چومی اور بہت دُعائیں دیں، اور فرمایا کہ کچھ لوگ گئے تھے مگر بدل کر آئے مگر میرے بچے پر جامعہ کی تہذیب کا کوئی اثر نہیں ہوا ماشاء اللہ۔

حضرت کی سرپرستی میں متعلقین ومتوسلین اور اہلِ خاندان وعلمائے کرام وطلبۂ دارالعلوم منظر اسلام کے علاوہ کثیر معتقدین حضرات نے؛ جن میں بیرون شہر کے لوگ بھی موجود تھے؛ شان دار استقبال کیا، اور خوش رنگ پھولوں کے گجروں اور ہاروں کی پیش کش سے اپنے والہانہ جذبات وخلوص وعقیدت کا اظہار کیا، اور دُعاؤں سے نوازا۔

عقدِ مسنون:

جامعہ ازہر سے واپسی کے دو سال بعد ۳رنومبر ۱۹۶۸ء مطابق شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ بروز اتوار اپنے ہی خانوادہ میں حضرت علامہ حسنین رضا خان علیہ الرحمۃ کی نیک سیرت صاحب زادی سلیم فاطمہ سے عقد ہوا، جو تقویٰ وطہارت، پابندیٔ شریعت، امانت داری، مہمان نوازی اور غربا پروری میں اپنی مثال آپ ہیں، علم کی دولت سے مالا مال ہیں، انتظام وانصرام تو کوئی آپ سے سیکھے، مرکزی دارالافتاء کے مفتیانِ کرام کا خیال، جامعۃ الرضا کے تعمیری اور تعلیمی امور، عرس رضوی، عرس حامدی اور عرس نوری میں لنگر اور سال میں مختلف محافل ومجالس مقدسہ کے انعقاد کا پورا انتظام آپ فرماتی ہیں، کیا مجال کہ ایک پائی بھی اِدھر سے اُدھر ہوجائے، آپ نے گھریلو امور میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو بے فکر کر دیا تھا، اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو اس کا بہتر صلہ عطا فرمائے اور صحت وتندرستی عطا فرمائے اور ہمارے سروں پر آپ کا سایہ تادیر سلامت رکھے۔ آمین

اولادِ امجاد:

اللہ تعالیٰ نے حضور تاج الشریعہ کو ایک صاحب زادہ (مولانا عسجد رضا خان قادری صاحب) اور پانچ صاحب زادیاں عطا فرمائیں، سبھی ماشاء اللہ شادی شدہ اور صاحبِ اولاد ہیں۔

درس وتدریس:

جامعہ ازہر سے واپسی کے بعد آپ نے ۱۹۶۷ء میں منظر اسلام میں تدریس کا باضابطہ آغاز کیا، ۱۹۷۸ء میں آپ صدر المدرسین کے عہدہ پر فائز ہوئے، کم وبیش تین سال یعنی ۱۹۸۰ء تک سارے کام بحسن وخوبی انجام پائے، مگر ۱۹۸۰ء اور ۱۹۸۱ء میں جب حضور مفتی اعظم ہند پہلے علیل پھر وصال فرما گئے تو آپ کو عہدۂ صدارت سے ہی نہیں بلکہ تدریسی ذمہ داریوں سے بھی کچھ عرصہ کے لیے سبکدوش ہونا پڑا، کیوں کہ ملک اور بیرون ملک کے تبلیغی دَوروں کی وجہ سے آپ کے لیے ایک جگہ رُک کر سلسلۂ تدریس کو برقرار رکھنا مشکل امر ہوگیا، کچھ عرصہ کے بعد جب حالات معمول پر آگئے تو آپ اپنے دولت کدہ پر پہلے 'درسِ قرآن پاک' پھر آگے چل کر بخاری شریف کا بھی درس دینے لگے، پھر جب آپ کے قائم کردہ مرکزی دارالافتاء میں مشق افتا کرنے کے لیے کچھ طلبہ حاضر ہوئے تو انہیں بھی شرح عقود رسم المفتی، الاشباہ والنظائر، فواتح الرحموت اور بدائع الصنائع کا درس دینے لگے۔

آپ نے اپنی تدریس مروجہ درسی کتابوں تک ہی محدود نہیں رکھی، بلکہ وقت ملنے پر آپ غیر درسی کتابوں جیسے کہ شرح قصیدہ ہمزیہ للامام ابن حجر مکی وغیرہ کا بھی درس دیتے تھے، ان دروس میں دارالعلوم منظر اسلام، دارالعلوم مظہر اسلام، جامعہ نوریہ رضویہ کے طلبہ اور دور دراز سے آئے ہوئے علمائے کرام اور طلبائے عظام کثرت سے شریک ہوتے تھے۔

۲۰۰۸ء میں جب مَیں حاضر ہوا تو اس وقت جامعۃ الرضا میں ''تخصص فی الفقہ'' کا مستقل شعبہ وجود میں آچکا تھا، اور اس میں پڑھنے والے طلبہ ''الاشباہ والنظائر'' حضور تاج الشریعہ کے پاس ہی پڑھتے تھے۔ میرے آنے کے بعد ازہری مہمان خانہ (موجودہ درگاہ تاج الشریعہ) میں حضور تاج الشریعہ نے ہر جمعرات کو سوال وجواب کی مجلس شروع کی، جس میں عوام وعلما کثیر تعداد میں شریک ہوکر حضرت کے فیضانِ علم سے مالا مال ہوتے تھے، اس کی افادیت دیکھ کر پرانے شہر کے سیلانی علاقہ کی 'حبیب مسجد' کے امام مولانا نظام الدین صاحب نے بھی اپنی مسجد میں سوال وجواب کی مجلس کرنے کی

گزارش کی، حضرت نے ان کی گزارش قبول فرماتے ہوئے جمعہ کے دن مغرب سے عشا تک کا وقت ان کے لیے مقرر فرمایا، اس طرح وہاں بھی یہ مجلس شروع ہوگئی ساری مسجد لوگوں سے بھر جاتی تھی، پہلے سوال وجواب کا سلسلہ چلتا، پھر لوگوں کو بیعت کر کے ان کے لیے دُعا کی جاتی تھی اور سلامِ رضا پر مجلس اختتام پذیر ہوتی۔

کچھ عرصہ کے بعد جب انٹرنیٹ کی سہولت مہیا ہوئی تو انٹرنیٹ پر بھی سوال وجواب کی یہ مجلس شروع ہوئی، جس میں دُنیا کے گوشے گوشے سے لوگ سوال کرتے اور حضرت ان کا شافی جواب ارشاد فرماتے، اس مجلس میں بھی پہلے سوال وجواب، پھر بیعت، ارادت اور اجازت وظائف پھر پریشان حال لوگوں کے لیے دُعائیں ہوتیں۔

کراچی پاکستان کے حافظ اسلم صاحب نے بھی ہر مہینہ اپنے یہاں موبائل پر یہ مجلس جاری کروا دی، جس میں سوال وجواب وبیعت وارادت واجازت وظائف اور دُعاؤں کا سلسلہ چلتا۔

آگے چل کر لوگوں کے اصرار پر پہلے درس بخاری شریف، پھر عربی درس قصیدہ بردہ شریف اور پھر کنز الایمان اور دیگر تراجم قرآن پاک کا تقابلی جائزہ بھی نشر ہونے لگا۔

تلامذہ:

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے ۱۹۶۶ء سے ۱۹۸۰ء تک تقریباً چودہ سال باقاعدہ منظر اسلام کی درس گاہ میں درس دیا، اس کے بعد جب تبلیغی دورے شروع ہوئے تو جب بھی بریلی شریف تشریف فرما ہوتے؛ اپنے دولت خانہ پر ہی تشنگانِ علوم نبویہ کو سیراب فرماتے، اس لیے آپ سے اکتسابِ فیض کرنے والے تلامذہ کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا، تاہم چند مشہور تلامذہ یہ ہیں:

حضرت علامہ مفتی سید شاہد علی رضوی، جامعہ اسلامیہ، رام پور

حضرت مولانا انور علی رضوی بہرائچی، منظر اسلام، بریلی شریف

حضرت مولانا مفتی ناظم علی رضوی بارہ بنکوی، مرکزی دارالافتاء، بریلی شریف

حضرت مولانا مفتی عبید الرحمٰن رضوی، رضوی دارالافتاء، بریلی شریف

حضرت مولانا مفتی منظر حسین رضوی، سابق مفتی: مرکزی دارالافتاء، بریلی شریف

جانشین تاج الشریعہ حضرت مولانا مفتی محمد عسجد رضا قادری، بریلی شریف

دامادِ تاج الشریعہ حضرت مولانا مفتی شعیب رضا نعیمی، سابق مفتی: مرکزی دارالافتاء، بریلی شریف

حضرت مولانا کمال احمد خان رضوی، نانپارہ ضلع بہرائچ

حضرت مولانا وصی احمد رضوی، برمنگھم یوکے

حضرت مولانا شبیر الدین رضوی، مدرسہ محمدیہ سنگرا کچھ دیناج پور مغربی بنگال

حضرت مولانا شرف عالم رضوی، سیتا مڑھی بہار

حضرت مولانا مفتی مشرف حسین بدایونی، مظہر اسلام، بریلی شریف

حضرت مولانا شہاب الدین رضوی بہرائچی، بریلی شریف

حضرت مولانا مفتی یونس رضا اویسی، احسن المدارس، کان پور

حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم نشتر فاروقی، مدیر سنی دُنیا، بریلی شریف

حضرت مولانا مفتی شاہد رضا قادری، جامعۃ الرضا، بریلی شریف

حضرت مولانا مفتی مطیع الرحمٰن نظامی، مدرسہ دیوان شاہ، بنارس

حضرت مولانا عاصم رضا قادری، جامعۃ الرضا، بریلی شریف

حضرت مولانا مفتی سلمان رضا قادری ازہری، ہبلی کرناٹک

یہ ایسے حضرات کے نام ہیں جنہوں نے حضرت کے پاس باقاعدہ کتابیں پڑھیں، اس پر مستزاد وہ لوگ ہیں جنہوں نے ایک آدھ صفحہ پڑھ کر شرفِ تلمذ حاصل کیا، یا کسی طرح علمی استفادہ کیا، ان میں ہند کے علاوہ بیرونِ ہند کے بھی لاتعداد علمائے کرام وطلبۂ عظام شامل ہیں، ہندوستان میں بے شمار مدارس کا یہ معمول تھا کہ ختم بخاری شریف کے موقع پر حضرت کو بلاتے۔ حضرت بخاری شریف کی آخری حدیث شریف پڑھا کر سبھی طلبۂ دورۂ حدیث کو اجازتِ حدیث سے نوازتے، اسی طرح جب پاکستان تشریف لے جاتے تو وہاں کے اہلِ مدارس بھی حضرت کو بلاتے اور حضرت ایک دو احادیث کریمہ کا درس دے کر اجازتِ حدیث عطا فرماتے۔

جب حضرت شام، مصر اور ترکی وغیرہ تشریف لے گئے تو بھی بے شمار علمائے کرام اور طلبائے عظام نے حضرت سے ایک دو احادیث کریمہ پڑھ کر اجازتِ حدیث حاصل کی، اس کے علاوہ عرب شریف اور عرب امارات جب بھی تشریف لے جاتے؛ کافی علمائے کرام حضرت سے اجازتِ حدیث حاصل

کرتے۔

فتویٰ نویسی:

خاندانِ تاج الشریعہ میں فتویٰ نویسی کا آغاز حضرت مولانا رضا علی خان نے فرمایا۔ اس کے لیے آپ نے ۱۲۴۶ھ میں باقاعدہ ایک دارالافتاء کی بنیاد ڈالی اور آپ مدت العمر یہ کام کرتے رہے، آپ کے بعد آپ کے فرزند رئیس المحققین حضرت علامہ نقی علی خان نے اس کارِ افتا کو سنبھالا، پھر ان کے صاحب زادے حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری قدس اللہ سرہ نے اپنی صغر سنی میں ہی اس کام کو اپنے ذمہ لیا، چنانچہ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے کرم سے اس گھر میں فتویٰ نکلتے ہوئے نوے برس سے زائد ہو گئے، میرے دادا صاحب (مفتی رضا علی خان) رحمہ اللہ تعالیٰ نے مدت العمر یہ کام کیا وہ جو تشریف لے گئے تو اپنی جگہ میرے والد ماجد (مولانا نقی علی خان) قدس سرہ العزیز کو چھوڑا، میں نے ۱۴ رسال کی عمر میں یہ کام ان سے لے لیا پھر چند روز بعد امامت بھی اپنے ذمہ کر لی۔'' پھر اعلیٰ حضرت کے صاحب زادگان حضور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان اور حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان قدس سرہما نے یہ کام بحسن وخوبی انجام دیا۔

۱۹۶۶ء میں جب حضور تاج الشریعہ جامعہ ازہر سے تشریف لائے تو اپنے آبا واجدادِ کرام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آپ نے بھی فتویٰ نویسی کا مستقل آغاز فرمایا، چنانچہ اسی سال آپ نے مدینہ منورہ سے آئے ہوئے استفتا جو طلاق اور میراث سے متعلق تھا، کا دلائل وبراہین سے مزین جواب تحریر فرمایا، پھر مفتی سید افضل حسین مونگیری کو دکھایا، آپ نے دیکھ کر سراہا اور فرمایا اپنے نانا جان کو دکھایئے، آپ یہ فتویٰ لے کر اپنے نانا جان حضور مفتی اعظم کی بارگاہ میں پہنچے، حضرت نے بھی ملاحظہ فرما کر داد دی اور حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے ہدایت دی کہ دارالافتاء میں آ کر فتویٰ لکھا کرو اور مجھے دکھایا کرو، اور لوگوں کو بھی آپ کی جانب متوجہ کرتے ہوئے فرمایا: آپ لوگ اب اختر میاں سلمہ سے رجوع کریں، ان ہی کو میرا قائم مقام اور جانشین جانیں۔ اس کے بعد حضرت کا معمول بن گیا کہ فتویٰ تحریر فرما کر بغرضِ اصلاح حضور مفتی اعظم ہند کی بارگاہ میں پہنچتے، حضرت آپ کو اپنے قریب بیٹھاتے، فتویٰ ملاحظہ فرماتے اور ضرورت کے تحت کچھ اضافہ اور ترمیم وتبدیلی فرما کر دستخط فرما دیتے، چنانچہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ خود فرماتے ہیں:

''میں بچپن سے ہی حضرت (مفتی اعظم) سے داخلہ سلسلہ ہو گیا، جامعہ ازہر سے واپسی کے بعد میں نے دلچسپی کی بنیاد پر فتویٰ نویسی کا کام شروع کیا، شروع شروع میں مفتی سید افضل حسین مونگیری علیہ الرحمہ اور دوسرے مفتیانِ کرام کی نگرانی میں یہ کام کرتا رہا اور کبھی کبھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر فتویٰ دکھایا کرتا تھا، کچھ دنوں کے بعد اس کام میں میری دلچسپی زیادہ بڑھ گئی تو میں مستقل حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے لگا۔ حضرت کی توجہ سے مختصر مدت میں اس کام میں مجھے وہ فیض حاصل ہوا جو کسی کے پاس مدتوں بیٹھنے سے بھی حاصل نہ ہوتا۔''

خود مجھ سے بھی کئی مرتبہ ارشاد فرمایا: آج میرے پاس جو کچھ ہے حضرت کی بافیض صحبت کا پھل ہے۔

مرکزی دارالافتاء کا قیام:

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں ہی حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو اس منصب کو سنبھالنے کے لیے تیار فرمایا تھا، اور لوگوں کو بھی باخبر فرما دیا تھا کہ میرے بعد یہی میرے جانشین ہیں۔ اسی لیے ۱۹۸۱ء میں جب حضور مفتی اعظم ہند کا وصال ہوا تو آپ ہی پر لوگوں کی نظریں پڑیں، اور آپ ہی ان کی توجہ کا مرکز بن گئے۔ دینی مسائل میں آپ ہی کی جانب لوگوں نے رُخ کیا۔ کچھ ہی دنوں میں ضرورت کے پیشِ نظر آپ نے 'مرکزی دارالافتاء' قائم فرمایا، اور وہیں سے آپ فتویٰ جاری فرمانے لگے، سوالات کی کثرت اور مصروفیت کی پیشِ نظر آپ نے مولانا مفتی حبیب رضا خان، حضرت مولانا مفتی قاضی عبد الرحیم بستوی اور حضرت مولانا مفتی ناظم علی قادری جیسے جید علمائے کرام کو مرکزی دارالافتاء میں مقرر فرمایا، اور فتویٰ کو رجسٹر میں درج کرنے کے لیے حضرت مولانا عبد الوحید خان بریلوی کی تقرری فرمائی، اس نورانی جماعت میں اب صرف حضرت مولانا مفتی ناظم علی قادری مدظلہ العالی باحیات ہیں، اللہ تعالیٰ! ان کا سایہ ہمارے سروں پر تا دیر سلامت رکھے۔ آمین

تصانیف، تراجم اور تعلیقات:

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے فتاویٰ کے علاوہ کئی بیش قیمت کتابیں تصنیف فرمائیں، اور اعلیٰ حضرت کے کچھ عربی رسائل کا اردو میں اور کچھ اردو رسائل کا عربی میں ترجمہ فرما کر ان پر تعلیقات بھی تحریر فرمائیں، اس کے علاوہ آپ نے اردو اور عربی زبان میں نعتیں، منقبتیں اور نظمیں بھی تحریر فرمائیں،

جن کا مجموعہ ''سفینۂ بخشش'' اور ''نغماتِ اختر'' کے نام سے مقبولِ خاص وعام ہے۔

جب تک حضرت کی بینائی کام کر رہی تھی تب تک حضرت خود ہی تحریر فرماتے تھے، مگر جب سے بینائی نے ساتھ چھوڑ دیا تب اگر حضرت کو کچھ تحریر فرمانا ہوتا تو کسی مولانا صاحب کو بلا کر املا کرواتے، میرے آنے سے قبل املا کا کام مرکزی دارالافتاء کے مفتیانِ کرام یا جامعۃ الرضا کے اساتذۂ کرام انجام دیتے تھے، مگر ۲۰۰۸ء میں جب سے میں حاضر خدمت ہوا تب سے کام مستقلاً میرے ہی ذمہ رہا اور اللہ کے فضل وکرم سے مندرجہ ذیل تصانیف، تراجم اور تعلیقات معرضِ تحریر میں آئیں:

۱۔شرح حدیث نیت (اردو) مطبوعہ ادارۂ سنی دُنیا/ ادارۂ معارف رضا پاکستان

۲۔ہجرت رسول ﷺ (اردو) مطبوعہ المجمع الرضوی/ ادارۂ معارف رضا پاکستان/ نوری مشن مالیگاؤں/ جماعت رضائے مصطفیٰ اورنگ آباد

۳۔آثارِ قیامت (اردو) مطبوعہ المجمع الرضوی/ ادارۂ معارفِ رضا پاکستان

۴۔سنو! چپ رہو! (اردو) مطبوعہ ادارۂ معارفِ رضا پاکستان/ برکاتی پبلشرز کراچی

۵۔ٹائی کا مسئلہ (اردو) مطبوعہ المجمع الرضوی، سوداگران بریلی

۶۔تین طلاقوں کا شرعی حکم (اردو) مطبوعہ اختر بکڈپو، خواجہ قطب، بریلی

۷۔تصویروں کا حکم (اردو) مطبوعہ اختر بکڈپو، خواجہ قطب، بریلی

۸۔دفاعِ کنزالایمان ۲، جز (اردو) مطبوعہ ادارۂ سنی دُنیا، سوداگران، بریلی

۹۔الحق المبین (اردو) مطبوعہ ادارہ سنی دنیا، سوداگران، بریلی

۱۰۔ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن مع شرعی حکم (اردو) مطبوعہ ادارۂ سنی دُنیا، سوداگران، بریلی

۱۱۔القول الفائق بحکم اقتداء الفاسق (اردو) مطبوعہ المجمع الرضوی، سوداگران، بریلی

۱۲۔حضرت ابراہیم کے والد تارخ یا آزر (اردو) المجمع الرضوی، سوداگران، بریلی

۱۳۔کیا دین کی مہم پوری ہوچکی؟ مقالہ (اردو) المجمع الرضوی، سوداگران، بریلی

۱۴۔جشن عید میلاد النبی ﷺ، مقالہ (اردو) المجمع الرضوی، سوداگران، بریلی

۱۵۔متعدد فقہی مقالات (اردو) مطبوعہ/ غیر مطبوعہ

۱۶۔سعودی مظالم کی کہانی اختر رضا کی زبانی (اردو) مطبوعہ ماہنامہ سنی دُنیا، سوداگران، بریلی

۱۷۔المواہب الرضویہ فی الفتاوی الازہریہ (اردو) مطبوعہ دوجلد/ غیر مطبوعہ

۱۸۔منحۃ الباری فی شرح البخاری (اردو) مطبوعہ جامعۃ الرضا، بریلی

۱۹۔تراجم قرآن میں کنزالایمان کی فوقیت (اردو) اس پر کام جاری ہے

۲۰۔الحق المبین (عربی) مطبوعہ المجمع الرضوی

۲۱۔الصحابة نجوم الاهتداء (عربی) مطبوعہ دارالمقطم، مصر

۲۲۔شرح حديث الاخلاص (عربی) مطبوعہ المجمع الرضوی

۲۳۔سد المشارع على من يقول ان الدين يستغنى عن الشارع (عربی) مطبوعہ دارالمقطم، قاہرہ، مصر

۲۴۔تحقيق ان ابا ابراهيم تارخ لا آزر (عربی) مطبوعہ دارالمقطم، قاہرہ، مصر

۲۵۔نبذة حياة الامام احمد رضا (عربی) مطبوعہ دارالمقطم، قاہرہ، مصر

۲۶۔مرآة النجديه بجواب البريلويه (حقيقة البريلويه) (عربی) مطبوعہ دارالمقطم قاہرہ، مصر

۲۷۔حاشية الازهری علی صحيح البخاری (عربی) مطبوعہ مجلس برکات، مبارک پور

۲۸۔حاشيه المعتقد والمنتقد (اردو) مطبوعہ المجمع الرضوی، بریلی

۲۹۔سفینۂ بخشش (عربی/اردو) مطبوعہ متعدد بار، المجمع الرضوی، بریلی

۳۰۔انوار المنان فی توحيد القرآن (اردو) المجمع الرضوی، بریلی

۳۱۔المعتقد المنتقد مع المعتمد المستند (ترجمہ) (اردو) المجمع الرضوی، بریلی

۳۲۔الزلال الانقی مع بحر سبقة الاتقی (ترجمہ) (اردو) ادارۂ سنی دُنیا، بریلی

۳۳۔اهلاك الوهابين على توهين القبور المسلمين (تعریب) (عربی) المجمع الرضوی، بریلی

۳۴۔شمول الاسلام لاصول الرسول الكرام (تعریب) (عربی) شائع از سعودی، مطبع کا نام نہیں ہے

۳۵۔الهاد الكاف فی حكم الضعاف (تعریب) (عربی) دار السنابل، دمشق

۳۶۔برکات الامداد لاهل الاستمداد (تعریب)(عربی) جمعیۃ رضائے المصطفیٰ، کراچی

۳۷۔عطایا القدیر فی حکم التصویر (تعریب)(عربی) المجمع الرضوی، بریلی

۳۸۔تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون (تعریب)(عربی) المجمع الرضوی، بریلی

۳۹۔قوارع القهار فی رد المجسمة الفجار (تعریب)(عربی) دار النعمان للعلوم، دمشق

۴۰۔سبحان السبوح (تعریب)(عربی) دار النعمان للعلوم، دمشق

۴۱۔القمع المبین لاٰمال المکذبین (عربی) دار النعمان للعلوم، دمشق

۴۲۔النهی الاکید (تعریب)(عربی) دار النعمان للعلوم، دمشق

۴۳۔حاجز البحرین (تعریب)(عربی) دار النعمان للعلوم، دمشق

۴۴۔فقه شهنشاه وآن القلوب بید المحبوب بعطاء الله (تعریب)(عربی)
المجمع الرضوی، سوداگران، بریلی

۴۵۔ملفوظاتِ تاج الشریعہ (اردو) غیر مطبوعہ/قلمی

۴۶۔تقدیم تجلیة السلم فی مسائل نصف العلم (اردو) اختر بکڈپو، خواجہ قطب، بریلی

۴۷۔ترجمہ قصیدتان رائعتان (اردو) غیر مطبوعہ/قلمی

۴۸۔Few English fatawa (انگلش) ادارہ سنی دُنیا، بریلی

۴۹۔ازہر الفتاویٰ (انگلش) حبیبی دار الافتاء ڈربن، ساؤتھ افریقہ

۵۰۔ٹائی کا مسئلہ (انگلش) ادارہ سنی دُنیا، بریلی

۵۱۔A Just Answer to the blased author (انگلش)
سنی پبلی کیشن ڈربن، ساؤتھ افریقہ

۵۲۔فضیلت نسب (ترجمہ اراءة الادب لفاضل النسب)(اردو) مکتبہ سنی دُنیا، بریلی

۵۳۔ایک غلط فہمی کا ازالہ (اردو) برکاتِ رضا، پوربندر، گجرات

۵۴۔حاشیہ انوار المنان (عربی) المجمع الرضوی، سوداگران بریلی

۵۵۔الفردہ فی شرح قصیدة البردہ (عربی) دار النعمان للعلوم، دمشق

۵۶۔رویت ہلال (اردو) مشمولہ، ماہنامہ سنی دُنیا، شمارہ جنوری ۲۰۱۴ء

۵۷۔چلتی ٹرین پر نماز کا حکم (اردو) مشمولہ، ماہنامہ سنی دُنیا، شمارہ جنوری ۲۰۱۴ء

۵۸۔افضلیت صدیق اکبر و فاروق اعظم (اردو) جامعۃ الرضا، بریلی شریف

۵۹۔تعریب فتاویٰ رضویہ، جلد اول (عربی) زیر طبع

۶۰۔نغمات اختر (عربی) جامعۃ الرضا، بریلی شریف

۶۱۔صلات الصفا بنور المصطفیٰ (تعریب)(عربی) زیر طبع

بیعت و ارادت:

حضور تاج الشریعہ؛ حضور مفتی اعظم ہند کے مرید صادق تھے، خود فرماتے تھے کہ مجھے حضور مفتی اعظم ہند نے بچپن ہی میں داخلِ سلسلہ فرما لیا تھا۔

اجازت و خلافت:

ایک مرتبہ حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ نے ساجد میاں مہتمم دار العلوم مظہر اسلام کو حکم دیا کہ ۱۵؍جنوری ۱۹۶۲ء، مطابق ۸؍شعبان ۱۳۸۱ھ کو صبح ۸؍بجے گھر پر محفلِ میلاد شریف کا انعقاد کیا جائے، میلاد خواں حضرات، علما و مشائخ وطلبۂ مدارس و فارغ التحصیل ہونے والے طلبہ کی دعوت کی جائے، شدید سردی کے موسم میں کئی ہزار لوگوں نے میلاد شریف کی اس خصوصی تقریب میں شرکت کی، محفلِ میلاد شریف کے آخر میں حضور مفتی اعظم ہند تشریف لائے اور حضور تاج الشریعہ کو بلوایا، اپنے قریب بٹھایا، دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر جمیع سلاسل عالیہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ نقشبندیہ اور جمیع سلاسلِ طریقت اور حدیث مسلسل بالاولیت کی اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا، تمام اوراد و وظائف، اعمال واشغال، دلائل الخیرات، حزب البحر اور تعویذات کی اجازت مرحمت فرمائی، اس موقع پر مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمٰن عباسی، رئیس اعظم اڑیسہ، برہانِ ملت مفتی برہان الحق جبل پوری، مولانا خلیل الرحمٰن محدث امروہوی، علامہ مشتاق احمد نظامی الہ آبادی، مفتی نذیر الاکرم نعیمی مرادآبادی، مولانا محمد حسین سنبھلی، مولانا انوار احمد شاہجہاں پوری، مولانا قاضی شمس الدین جعفری جونپوری، مولانا کمال احمد تلسی پوری، مولانا شعبان علی حبانی گونڈوی، صوفی عزیز احمد بریلوی وغیرہم جیسے جید علما و مشائخ موجود تھے، سبھی حضرات نے اُٹھ اُٹھ کر یکے بعد دیگرے حضور تاج الشریعہ کو مبارکبادیاں دیں۔

اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم کے جانشین:

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے والد ماجد حضور مفسر اعظم ہند نے حضور تاج الشریعہ کو قبل فراغت ہی اعلیٰ حضرت کا جانشین بنایا اور ایک تحریر بھی عنایت فرمائی، ریحانِ ملت مولانا محمد ریحان رضا خان بریلوی مہتمم منظر اسلام اپنی ادارت میں شائع ہونے والے ماہنامہ ''اعلیٰ حضرت'' میں بعنوان ''کوائف دارالعلوم'' میں تحریر فرماتے ہیں: ''بوجہ علالت (حضور مفسر اعظم ہند) یہ توقع نہیں کہ اب زیادہ زندگی ہو بنا بریں ضرورت تھی کہ دوسرا قائم مقام ہو، لہٰذا اختر رضا سلمہ کو قائم مقام و جانشین اعلیٰ حضرت بنا دیا گیا، جانشینی کا عمامہ باندھا گیا، عبا پہنائی گئی، یہ دستار اور عبا اور طلبہ کی دستار و عبا اہلِ بنارس کی طرف سے ملی۔''

۱۵؍جنوری ۱۹۶۲ء کو جس مجلس مسعود میں حضور مفتی اعظم نے حضور تاج الشریعہ کو اپنی اجازت و خلافت سے نوازا؛ اسی مجلس میں برہانِ ملت مولانا برہان الحق جبل پوری، شمس العلماء قاضی شمس الدین احمد جعفری جونپوری نے حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ سے دریافت کیا کہ حضرت! آپ کا جانشین کون ہوگا؟ تو آپ نے جواب دیا کہ جانشین اپنے وقت پر ہی ہوگا جسے ہونا ہوگا۔ حضرت (مفتی اعظم ہند) نے تاج الشریعہ کے متعلق فرمایا کہ اس لڑکے (تاج الشریعہ) سے اُمیدیں وابستہ ہیں، حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ نے آخری زمانہ میں ایک تحریر حضور تاج الشریعہ کو عنایت فرمائی، جس میں آپ کو اپنا جانشین اور قائم مقام مقرر فرمایا، چنانچہ اس تحریر میں خطبہ کے بعد پہلا جملہ یہی لکھا تھا کہ: ''میں اختر میاں سلمہ کو اپنا قائم کرتا ہوں۔''

۱۴؍۱۵؍نومبر ۱۹۸۴ء کو مارہرہ مطہرہ میں عرس قاسمی کی تقریب میں احسن العلماء حضرت مولانا سید حسن میاں برکاتی سجادہ نشین خانقاہِ برکاتیہ مارہرہ شریف نے جانشین مفتی اعظم ہند کا استقبال ''قائم مقام مفتی اعظم ہند علامہ ازہری زندہ باد'' کے نعرے سے کیا، اور مجمع کثیر میں علما و مشائخ اور فضلا و دانشوروں کی موجودگی میں جانشین مفتی اعظم ہند کو یہ فرمایا: ''فقیر آستانۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ کے سجادہ کی حیثیت سے قائم مقام مفتی اعظم ہند علامہ اختر رضا خاں صاحب کو سلسلۂ قادریہ برکاتیہ نوریہ کی عام خلافت و اجازت سے ماذون و مجاز کرتا ہوں، پورا مجمع سن لے! تمام برکاتی بھائی سن لیں! اور یہ علمائے کرام (جو عرس میں موجود ہیں) اس بات کے گواہ رہیں۔''

بعدہٗ احسن العلماء حضرت سید حسن میاں برکاتی نے جانشین مفتی اعظم ہند کی دستار بندی کی اور نذر بھی پیش کی، سید العلماء حضرت سید آل مصطفیٰ برکاتی مارہروی علیہ الرحمہ نے جمیع سلاسل کی خلافت و اجازت عطا فرمائی، اور خلیفۂ اعلیٰ حضرت برہانِ ملت حضرت مفتی برہان الحق جبل پوری علیہ الرحمہ نے تمام سلاسل اور حدیث شریف کی اجازت سے نوازا۔

مریدین و معتقدین:

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے ہندوستانی شہروں کے علاوہ دُنیا کے بیشتر ممالک کے تبلیغی دورے فرمائے، جن میں بے شمار لوگ آپ کے دامن سے وابستہ ہوئے۔ چنانچہ ہندوستان، پاکستان، نیپال، بنگلہ دیش، سری لنکا، موریشس، زمبابوے، زامبیا، سوازی لینڈ، موزمبیق، جنوبی افریقہ، ملاوی، دارالسلام، نائجیریا، برطانیہ، ہالینڈ، فرانس، جرمنی، امریکہ، کناڈا، مصر، شام، بغداد شریف، کویت، عرب امارات، جدّہ، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں آپ کے مریدین اور معتقدین کروڑوں کی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ جن میں صرف عوام ہی نہیں بلکہ بڑے بڑے علما، مشائخ اور اسکالرز بھی شامل ہیں۔

حضور تاج الشریعہ جس علاقے میں بغیر اعلان کے پہنچتے وہاں ہزاروں کا مجمع اکٹھا ہوکر داخلِ سلسلہ ہوجاتا، جس جلسہ میں آپ کی تشریف آوری کا اعلان کر دیا جاتا لاکھوں انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر موجزن ہوتا، اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہوتا۔ کون سا ایسا قصبہ اور شہر ہے جہاں پر حضرت کے مریدین نہ پائے جاتے ہوں۔ حضرت کے سارے مریدین حضرت سے بہت محبت کرتے ہیں اور حضرت کی غلامی پر ناز کرتے ہیں۔

چند مشاہیر خلفا:

حضور تاج الشریعہ کے خلفا بھی شمار سے باہر ہیں۔ چند مشہور خلفا کے نام درج ذیل ہیں:

ہندوستان:

شہزادۂ گرامی وقار حضرت مولانا مفتی محمد عسجد رضا قادری رضوی، بریلی شریف

حضرت مولانا مفتی سید شاہد علی رضوی، ناظم اعلیٰ و شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ و قاضی شرع رام پور

حضرت مولانا مفتی انور علی رضوی، صدر آل کرناٹکہ علما بورڈ، بنگلور

حضرت مولانا محمد حسین صدیقی ابوالحقانی، شیخ الحدیث دارالعلوم فیض الغرباء، آرا

قاری ابوالمحامد حامد علی شاہ پوری، شیخ التجوید دارالعلوم منظر اسلام، بریلی شریف

حضرت حافظ لئیق احمد خان جمالی، سجادہ نشین آستانہ جمالیہ نقش بندیہ مجددیہ، رام پور

حضرت مولانا مفتی عزیز احسن رضوی، صدرالمدرسین دارالعلوم تدریس الاسلام، بسڈیلہ یوپی

حضرت مولانا علی احمد سیوانی، حسن پورہ سیوان بہار

حضرت مولانا تطہیر احمد رضوی بریلوی، دھونرہ ٹانڈہ بریلی شریف

حضرت مولانا محمد حنیف رضوی، شیرانی آباد ناگور راجستھان

حضرت مولانا مفتی ولی محمد رضوی، باسنی ناگور راجستھان

حضرت مولانا صوفی لعل محمد، بارہ بنکی

حضرت مولانا مجیب علی رضوی، حیدرآباد

حضرت مولانا مختار احمد قادری، اسلام نگر بہیڑی ضلع بریلی شریف

حضرت مولانا مفتی ناظم علی رضوی، مرکزی دارالافتاء، بریلی شریف

حضرت مولانا مفتی شعیب رضا نعیمی علیہ الرحمہ (دامادِ حضور تاج الشریعہ)، بریلی شریف

حضرت مولانا محمد افضال رضوی، مرکزی دارالافتاء، بریلی شریف

حضرت مولانا کوثر علی رضوی، مرکزی دارالافتاء، بریلی شریف

حضرت مولانا غلام مصطفیٰ، مرکزی دارالافتاء، بریلی شریف

حضرت مولانا صدیق حسن قادری، المرکز الاسلامی دارالفکر، بہرائچ یوپی

حضرت مولانا مفتی مظفر حسین رضوی، سابق مفتی مرکزی دارالافتاء، بریلی شریف

حضرت مولانا قاضی شہید عالم رضوی، جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی شریف

حضرت مولانا محمد شکیل بریلوی، صدرالمدرسین جامعۃ الرضا، بریلی شریف

حضرت مولانا شکیل احمد رام پوری، جامعۃ الرضا، بریلی شریف

حضرت مولانا شاہد رضا قادری، جامعۃ الرضا، بریلی شریف

حضرت مولانا عاصم رضا قادری، جامعۃ الرضا، بریلی شریف

حضرت مولانا گلزار احمد رضا قادری، جامعۃ الرضا، بریلی شریف

حضرت مولانا شہزاد احمد رضوی، جامعۃ الرضا اور تقریباً جملہ اسٹاف جامعۃ الرضا، بریلی شریف

حضرت مولانا انور علی رضوی، دارالعلوم منظر اسلام، بریلی شریف

حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن قادری، دارالعلوم منظر اسلام، بریلی شریف

حضرت مولانا محمد عاقل رضوی، صدرالمدرسین دارالعلوم منظر اسلام، بریلی شریف

حضرت مولانا اختر قادری بریلوی، دارالعلوم منظر اسلام، بریلی شریف

حضرت مولانا مفتی اختر حسین قادری، دارالعلوم علیمیہ، جمدا شاہی یوپی

حضرت مولانا مفتی شمشاد احمد مصباحی، جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی مئو

حضرت مولانا جمال مصطفیٰ قادری، صدرالمدرسین جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی مئو

حضرت مولانا علاء المصطفیٰ قادری، ناظم اعلیٰ جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی مئو

حضرت مولانا ابویوسف محمد قادری، جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی مئو

حضرت مولانا مفتی ابوالحسن قادری، جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی مئو

حضرت مولانا مفتی معراج القادری، جامعہ اشرفیہ، مبارکپور

حضرت مولانا مفتی ناظم علی رضوی، جامعہ اشرفیہ، مبارکپور

حضرت مولانا ارشاد احمد رضوی ساحل شہسرامی

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن رضوی، جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی شریف

قاری دلشاد احمد رضوی، مدرسہ دیوان شاہ، بنارس

ڈاکٹر شفیق اجمل رضوی، ریوڑی تالاب بنارس

حافظ سیف الملک رضوی، ریوڑی تالاب بنارس

حضرت مولانا انیس عالم سیوانی، امام احمد رضا فاؤنڈیشن لکھنؤ

حضرت مولانا ساجد علی رضوی ناگوری، کرلا ممبئی

حضرت مولانا نعیم الحق رضوی، کرلا ممبئی

حضرت مولانا قاری رئیس احمد خان، دارالعلوم نورحق، چرہ محمد پور فیض آباد

حضرت مولانا کمال اختر قادری، دارالعلوم نورحق، چرہ محمد پور فیض آباد

حضرت مولانا محمد شہاب الدین رضوی، بریلی شریف

حضرت محتشم رضا خان (داماد حضرت خالد میاں)، بریلی شریف

حضرت علامہ مفتی یونس رضا اویسی، احسن المدارس، کان پور

حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم نشتر فاروقی، مدیر سنی دُنیا، بریلی شریف

حضرت مولانا مطیع الرحمٰن نظامی، مدرسہ دیوان شاہ، بنارس

حضرت مولانا عابد رضا خان نوری، سوداگراں بریلی شریف

حضرت مولانا بیت اللہ رضوی، خلیل آباد یوپی

پاکستان:

حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہاں پوری، لاہور

حاجی محمد حنیف طیب رضوی، سابق مرکزی وزیر تعمیرات ومشیر پاکستان

حاجی زبیر مکی قادری رضوی، کراچی

حافظ محمد اسلم رضوی، کراچی

ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی

حضرت مولانا یونس شاکر قادری، کراچی

حاجی اویس قرنی، صدر ادارۂ معارف نعمانیہ، لاہور

حضرت مولانا اجمل رضا قادری، گوجرانوالہ

حضرت مولانا ثاقب اختر القادری، کراچی - وغیرھم

بنگلہ دیش:

حضرت مولانا ڈاکٹر سید ارشاد بخاری، ڈائریکٹر جامعہ اسلامیہ

حضرت مولانا صوفی محمد عبدالسلام رضوی، کوملہ بنگلہ دیش

حضرت مولانا سید ابراہیم قاسم قادری، سیتا گورگنج بنگلہ دیش

نیپال:

حضرت مولانا مفتی جیش محمد برکاتی، شیخ الحدیث دارالعلوم حنفیہ جنک پردھام

حضرت مولانا نجم الدین قادری، مہوتری

سری لنکا:

حضرت مولانا قاری نورالحسن، ناظم اعلیٰ مدرسہ فیض رضا، کولمبو

حاجی عبدالغفار حاجی بابو رضوی، کولمبو

حاجی محمد ادریس پٹیل رضوی، کولمبو

افریقہ:

حضرت مولانا آفتاب قاسم رضوی، ڈربن ساوتھ افریقہ

حضرت مولانا محمد عارف برکاتی، لیلانگ وے ملاوی

زیارت حرمین شریفین:

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو ۶ مرتبہ حج بیت اللہ شریف کی سعادت نصیب ہوئی، پہلا حج ۱۴۰۳ھ، مطابق ۱۹۸۳ء، دوسرا حج ۱۴۰۵ھ، مطابق ۱۹۸۵ء، تیسرا حج ۱۴۰۶ھ، مطابق ۱۹۸۶ء، چوتھا حج ۱۴۲۹ھ، مطابق ۲۰۰۸ء، پانچواں حج ۱۴۳۰ھ، مطابق ۲۰۰۹ء اور چھٹا حج ۱۴۳۱ھ، مطابق ۲۰۱۰ء میں کیا، اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بے شمار عمرے اور سرکار کی بارگاہ میں حاضری دینے کا شرف حاصل کیا، کئی سال سے معمول بن چکا تھا کہ آپ رمضان المبارک کے شروع ایام میں عمرہ کر کے باقی ایام سرکار ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں گزارتے اور عیدالفطر سے کچھ دن پہلے ممبئی ہوتے ہوئے بریلی شریف تشریف لاتے، آتے جاتے وقت کچھ ایام جدہ میں بھی گزارتے تھے۔

پانچویں حج اور ۱۴۳۰ھ، مطابق ۲۰۰۹ء سے جتنے عمرے حضرت نے ادا فرمائے اور سرکار ﷺ کی بارگاہ میں جتنی حاضریاں دیں سب میں اس حقیر فقیر، سراپا تقصیر عاشق حسین کشمیری کو ساتھ رکھا۔

تبلیغی دورے:

تبلیغ دین کے لیے آپ نے ہندوستان کے علاوہ، پاکستان، نیپال، بنگلہ دیش، سری لنکا، موریشس، زمبابوے، زامبیا، سوازی لینڈ، موزمبیق، جنوبی افریقہ، ملاوی، دارالسلام، نائجیریا، برطانیہ، ہالینڈ، فرانس، جرمنی، امریکہ، کناڈا، مصر، شام، بغداد شریف، کویت، عرب امارات، جدّہ، مکہ مکرمہ اور

مدینہ منورہ کے دورے فرمائے، جس کے نتیجہ میں بے شمار لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے، بے شمار لوگ گناہوں سے تائب ہوکر پابندِ شریعت ہوئے، اسی میں بیعت وارادت کا سلسلہ بھی چلتا تھا، جس سے کروڑوں لوگ آپ کے دامن کرم سے وابستہ ہوتے، اس وقت دُنیا میں کوئی ایسی شخصیت نظر نہیں آتی جس کے اتنے زیادہ عقیدت منداور چاہنے والے ہوں۔

حضور تاج الشریعہ کا اشارۃً کنایۃً قربِ وصال کی خبر دینا:

ربیع النور ۱۴۳۲ھ کو حضور تاج الشریعہ نے حضور حجۃ الاسلام کی مشہور نعت پاک ''چاند سے ان کے چہرے پر گیسوئے مشک فام دو'' کی زمین پر ایک نعت پاک کہی، اس کے مقطع میں حضور تاج الشریعہ نے پہلی بار قربِ وفات کی طرف اشارہ فرمایا، وہ مقطع یہ ہے۔

کشتی میری حیات کی اب تو کنارے لگ گئی — کہتی ہے تم سے زندگی اب تو مئے دوام دو

گھر کی محفل میں حضرت نے یہ نعت پاک خود اپنی زبان مبارک سے پڑھی، جب مقطع پر پہنچے تو گھر کی خواتین میں کہرام مچ گیا اور ان کے اصرار پر حضرت نے دوسرا مقطع فرمایا۔

میدانِ نعت شاہِ دیں اختؔر ہے پرخطر — یہ مجلس غزل نہیں منہ کو ذرا لگام دو

پھر حضرت نے ایک نعت پاک کہی جس کا مطلع یہ تھا۔

زندگی یہ نہیں ہے کسی کے لئے — زندگی ہے نبی کی نبی کے لئے

اس نعت کے مقطع میں بھی حضرت نے اس طرح اشارہ فرمایا۔

اختؔر قادری خلد میں چل دیا — خلد وا ہے ہر اک قادری کے لئے

اس کے بعد کچھ وقت تک خاموشی رہی، پھر حضرت امین شریعت کا وصال ہوا، حضور تاج الشریعہ نے ان کی شان میں منقبت کے کچھ اشعار قلم بند کروائے، اس میں بھی حضور تاج الشریعہ نے ایسا مقطع ارشاد فرمایا کہ مریدوں میں کہرام مچ گیا، اور اس کے بدلے میں مرید شعرا نے سیکڑوں اشعار کہے۔ وہ مقطع یہ تھا۔

دیکھنے والو! جی بھر کے دیکھو ہمیں — پھر نہ کہنا کہ اختؔر میاں چل دیئے

ایک نعت پاک لکھی جس کا مطلع یہ ہے ''ابر کرم گیسوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' اس کے مقطع میں بھی حضور تاج الشریعہ نے یوں اشارہ فرمایا۔

اختؔر خستہ چل دے جناں کو — باغ جناں ہے کوئے محمد ﷺ

آخری بار اس وقت اشارہ فرمایا جب بقرعید کی نماز پڑھانے عیدگاہ تشریف لے گئے، نماز اور خطبہ کے بعد اعلان فرمایا کہ میری طبیعت ایسی ہی رہتی ہے، آئندہ سے عسجد میاں آکر نماز پڑھایا کریں گے، بقرعید کے ایام ختم ہوئے ہی تھے کہ حضرت کی طبیعت معمول سے زیادہ خراب ہوئی، جس کے بعد طبیعت سنبھلتی اور بگڑتی رہی، جس کی وجہ سے عید الفطر میں بھی عیدگاہ نہیں جاسکے، اور اگلی بقرعید آنے سے پہلے ہی آپ اپنے محبوبِ حقیقی سے جاملے، اتنی بیماریوں کے باوجود اخیر دَم تک بلکہ اس کے بعد بھی چہرۂ مبارک اتنا شگفتہ اور پرنور تھا کہ لگ ہی نہیں رہا تھا کہ حضرت کبھی بیمار رہے ہوں۔ **ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء**۔

مرضِ وصال:

یوں تو حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کافی عرصہ سے کئی جسمانی امراض میں مبتلا تھے، مگر یہ سارے امراض کسی دینی کام میں رکاوٹ نہیں بنے، مگر ۷ر دسمبر ۲۰۱۷ء بروز جمعرات رات کو تقریباً ۱۱ر بجے حضرت کی طبیعت کسی قدر زیادہ خراب ہوئی، پہلے بریلی کے ڈاکٹر صاحب کے پاس لے جایا گیا، اس نے ضروری جانچ کے بعد دہلی لے جانے کا مشورہ دیا، دہلی میں کچھ دن ہاسپٹل میں رہ کر طبیعت تھوڑی اچھی ہوئی، تو وہیں حضرت کی شہزادی کے گھر منتقل کیا گیا، وہاں شہزادی اور داماد برہان میاں نے دل وجان سے خدمت کی (بھرپور خیال رکھا)، تو طبیعت میں کافی سدھار آیا، تب تک عرس رضوی قریب آچکا تھا، اس لیے واپس بریلی شریف تشریف لائے، یہاں گھر والے ہر دَم لگے رہے، جس سے طبیعت بہت بہتر ہوگئی، دن گزرتے گئے، بیچ بیچ میں روٹین چیک اَپ ہوتا رہا۔

وصال سے چار دن پہلے کی بات ہے کہ حضرت کو کافی کمزوری اور بے چینی محسوس ہونے لگی، فوراً ہاسپٹل پہنچایا گیا، وہاں کچھ طاقت کی بوتلیں چڑھائی گئیں اور کچھ جانچ ہوئیں، جس میں کچھ کمی نظر آئی تو وہیں ہاسپٹل میں رکھا گیا، اور دو تین دن علاج ومعالجہ کے ساتھ پھر جانچ کی گئی، تو بہتر رپورٹ آئی، طاقت کی بوتلیں چڑھانے سے بدن میں تھوڑی طاقت بھی آگئی تھی، اسی لیے ہاسپٹل سے چھٹی کرکے واپس گھر آگئے، جمعرات کی شام کو ہاسپٹل سے گھر پہنچے، حضرت نے اچھے سے کھانا بھی کھایا، رات بھر آرام بھی کیا، دوسرا دن جمعہ کا تھا، حضرت نے اچھے سے معمول کے کام کیے، تقریباً ڈھائی بجے میں نے

نئے کپڑے پہنائے، وضو کرا کے نماز پڑھوائی، پھر حضرت کھانا تناول کرکے آرام کرنے کے لیے لیٹ گئے، میں نے بھی جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لیے مسجد کا رُخ کیا، پھر وہاں سے اپنے کمرے میں جا کر میں بھی کھانا کھا کر تھوڑی دیر کے لیے لیٹ گیا، عصر کے وقت اُٹھ کر نماز پڑھی، پھر چائے پی کر میں اپنی اہلیہ محترمہ کے ساتھ حضرت کی بارگاہ میں پہنچا۔

سفر آخرت:

جمعۃ المبارک کا دن تھا، میں تقریباً ساڑھے چھ بجے حسبِ معمول حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے ڈرائنگ روم میں پہنچا، عابد بھائی اور یوسف بھائی نے کہا: ''ابا بہت دیر سے یاد کررہے ہیں، حضرت چائے نوش فرمارہے تھے، دو تین بسکٹ کھانے کے بعد جو تھا پیش کیا گیا تو منع فرمایا، میں نے یوسف بھائی سے کہا کہ: آپ استنجا کراکے لائیں میں وضو یہیں بیٹھ کے کراؤں گا، یوسف بھائی حضرت کو استنجا کراکے لائے تو حضرت کی سانس پھولنے لگی تھی، کرسی پر (وضو کے لیے) بٹھانے کے بعد میں بالٹی میں وضو کے لیے پانی لایا، اور وضو کی تیاری کرنے لگا، حضرت نے فرمایا: میں لیٹ جاؤں، یہاں مجھے کیوں بٹھایا؟ میں نے کہا: وضو کرانا ہے اور نماز پڑھوانی ہے، فرمایا: ٹھیک ہے۔ اس دوران سانس پھولنے میں اضافہ ہی ہو رہا تھا، تو عسجد میاں نے فرمایا: سانس زیادہ پھول رہی ہے، ابھی لٹادیں، تھوڑی دیر کے بعد نماز پڑھوا دیں گے، ہم نے جوں ہی لٹایا، حضرت کے دہن اقدس سے ''یا اللہ''، ''اللہ اکبر'' کی صدائیں بلند ہونے لگیں، اس سے پہلے کئی مرتبہ اسی طرح سانس پھولی تھی اور تھوڑی دیر بعد صحیح ہوگئی تھی۔ اس لیے ہم حاضرین میں سے کسی کا بھی دھیان اس طرف نہیں گیا کہ یہ آخری وقت ہوسکتا ہے، تاکہ کلمہ شریف وغیرہ کا وِرد کرتے۔ بہر حال جب آواز میں کچھ اور تیزی آئی تو میں نے پوچھا: ابا سینہ میں درد ہو رہا ہے؟ فرمایا: نہیں نہیں، پھر یا اللہ یا اللہ کہتے رہے، جب میرے موبائل کی گھڑی کے حساب سے ۷ ربج کر ۹ رمنٹ ہو رہے تھے، جو اس دن غروب کا وقت تھا، حضرت نے وقت دریافت کیا، میں نے حسبِ معمول کہا ۷ ربجے کے آس پاس ہو رہا ہے، پھر حضرت ''یا اللہ''، ''اللہ اکبر'' کہتے رہے، اور جس وقت مؤذن نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہا حضرت نے اپنی جان جاں آفریں کے سپرد کردی، اس دوران عسجد میاں نے نبض کی جانچ کے لیے پہلے کان میں لگانے والی عام مشین لگائی، تو بتایا کہ کچھ نہیں سنائی دے رہا ہے، کیوں کہ ایک تو حضرت بلند آواز سے یا اللہ، اللہ اکبر کا وِرد فرمارہے تھے، دوسرے میں حضرت کا

سر سہلا رہا تھا جو پسینہ سے کافی شرابور ہو چکا تھا، الیکٹرانک مشین سے بلڈ پریشر جانچنے کی کوشش کی گئی جو ناکام رہ گئی، کیوں کہ اس کے نتیجہ دکھانے سے پہلے ہی حضرت اپنے محبوبِ حقیقی سے جا ملے، جس وقت میں ڈرائنگ (روم) میں حاضر ہوا تھا تو حضور عسجد میاں، منصوب بھائی، سلمان بھائی، منا بھائی، معظم بھائی، عابد بھائی، نشتر بھائی، یوسف بھائی اور کلکتہ کے مہمان حاجی قمر الدین اور ایک لڑکا تھا جس کا نام مجھے معلوم نہیں، حضرت چائے نوش فرمارہے تھے، حضرت کے فارغ ہونے کے بعد عابد بھائی حاجی وغیرہ نمازِ مغرب کی تیاری کرنے کے لیے نکل گئے، بعد میں ہماری آوازیں سن کر حضرت کی ایک دو صاحب زادی آگئی تھیں، ہمیں چوں کہ یقین نہیں آرہا تھا، اس لیے ہم نے پلنگ پر چڑھ کر تھوڑی دیر زور سے سینہ دبایا اور باجی نے سانس دی مگر سب بے سود، جیسا کہ میں نے ذکر کیا کہ حضرت کی سانس کبھی کبھی پھولتی تھی، پھر صحیح ہوجاتی تھی، آج بھی ہم اسی خوش فہمی میں تھے، امی حضور اپنے کمرے میں اطمینان سے بیٹھی ہوئی تھیں، انہیں عورتوں نے بتایا بھی کہ حضرت کی سانس پھول رہی ہے، لیکن انہوں نے وہی بتایا کہ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے پھر صحیح ہوجاتے ہیں، مگر تھوڑی دیر کے بعد انہیں بھی ہماری طرح یقین کرنا پڑا کہ یہ حضرت کی آخری سانسیں ہیں، اس کے بعد حضرت ہمیشہ کے لیے آرام کی حالت میں چلے جائیں گے۔

ابھی ہم حضرت کی رحلت میں مذبذب ہی تھے کہ باہر شور اُٹھا، معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ سارا محلہ سوداگران لوگوں سے بھر چکا ہے، اور اندر آنے کے لیے بے تاب ہیں، تھوڑی ہی دیر میں لوگوں کی کثیر تعداد اندر آگئی ڈرائنگ روم چوں کہ بہت بڑا نہیں ہے، اس لیے حضرت کو آنگن میں لے جایا گیا، مگر وہاں بھی معاملہ قابو سے باہر ہوگیا تو امی حضور کے مشورہ سے حضرت کو اسی کمرہ میں لے جایا گیا، جس میں حضرت پہلے رہا کرتے تھے، اس کمرہ کی ایک کھڑکی اندر کی جانب کھلتی ہے اور ایک باہر روڈ کی جانب، وہاں ایک تو حضرت کا جسد اطہر محفوظ ہوگیا، دوسرا فائدہ یہ رہا کہ دو طرف سے لوگ زیارت کرتے رہے، زیارت کا سلسلہ پوری رات پورا دن، پھر پوری رات چلا، یہاں تک کہ ہم نے فجر کی نماز اوّل وقت میں ادا کرکے غسل دینا شروع کیا، غسل کے فرائض شہزادۂ تاج الشریعہ حضور عسجد میاں، شہزادۂ امین شریعت سلمان میاں، برہان میاں، مولانا جمال مصطفیٰ بن حضور محدث کبیر، سید کیفی، محمد عارف نیپالی (خادم تاج الشریعہ) اور راقم السطور عاشق حسین کشمیری نے انجام دیے، غسل کے بعد تکفین کا مرحلہ طے ہوا، احباب

کے مشورہ سے ایک تو ''الحرف الحسن'' میں اعلیٰ حضرت نے جو دُعائیں ذکر فرمائیں ان کو کپڑے کے ایک ٹکڑے پر لکھ کر سینہ پر رکھا گیا، دوسرے حضرت کے سر مبارک پر عمامہ شریف سجایا گیا۔

اس کے بعد جنازہ مبارکہ حضرت کے آنگن میں جہاں اعلیٰ حضرت کے زمانہ سے ہی ہر بارہویں شریف کے موقع پر میلاد شریف کی محفل کا اہتمام ہوتا آیا، لایا گیا اور نعتیں و منقبتیں پڑھنی شروع ہوئیں، ساڑھے آٹھ بجے کے آس پاس جنازہ اسلامیہ انٹر کالج کے میدان میں لے جایا جانے لگا، گھر کے باہر جنازہ لے جانے کے لیے چھوٹی گاڑی کے اوپر رکھا گیا، اور گاڑی روانہ ہوگئی، لوگوں کی بھیڑ اتنی تھی کہ ڈیڑھ سے دو گھنٹے اسلامیہ انٹر کالج میدان کے گیٹ تک پہنچنے میں لگ گئے، پہلے تو یہ طے تھا کہ نماز جنازہ میدان کے اندر ہو، مگر جب روڈ کے دونوں جانب نظر دوڑائی گئی، تو تا حد نگاہ لوگ ہی لوگ نظر آئے، اس لیے جنازہ روڈ کے قبلہ کی جانب لے جایا گیا اور وہیں نماز جنازہ ادا کی گئی، امامت کے فرائض حضور عسجد میاں نے انجام دیے، نمازِ جنازہ گاڑی ہی میں اس طرح ادا کی گئی کہ مصلی امامت پر عسجد میاں اور ان کے پیچھے گاڑی ہی میں پانچ چھ لوگوں کی صف بنا دی گئی، اور باقی لوگوں نے زمین پر رہ کر ان کی اقتدا کی، رسالہ ''المنۃ الممتازۃ'' میں اعلیٰ حضرت نے جن دُعاؤں کو تحریر فرمایا ہے، حضور عسجد میاں نے وہ تمام دُعائیں اسی وقت یاد کر کے پڑھیں، جنازہ آنے سے پہلے مائک کے ذریعہ ضروری اعلانات ہوتے رہے، مگر جب جنازہ آیا تو لوگ بجلی کی طرح ٹرانسفارمروں، اور بجلی کے کھمبوں پر چڑھ کر اور بجلی تاروں میں لٹک لٹک کر زیارت کرنے لگے، پہلے تو انہیں نیچے اُترنے کی خوب اپیل کی گئی، مگر جب وہ نہیں مانے تو بجلی کاٹ دی گئی۔

جنازہ وہاں سے سوداگران کی طرف اسی شان سے واپس ہوا جس شان سے گیا تھا، اسلامیہ میدان کی طرف جاتے ہوئے اور اسلامیہ میدان سے سوداگران کی طرف جاتے ہوئے راستے کا عالم یہ تھا کہ مسلمان تو مسلمان غیر مسلموں کے گھروں کے چھت بھرے ہوئے تھے، ان کے جس گھر سے بھی جنازہ گزرتا، وہ ہاتھ باندھتے سر جھکاتے، انہوں نے بھی کافی جگہ پینے اور وضو کرنے کے لیے پانی کا انتظام کیا تھا، بلکہ اگر ان کے گھروں کے آس پاس کوئی گر کر بے ہوش ہو جاتا تو وہ اُٹھا کر اپنے گھر لاتے اور اس کے ہوش میں آنے تک اس کا بھرپور خیال رکھتے، جب سوداگران سے جنازہ گزرا تو وہاں کے غیر مسلموں نے بھی اپنے گھروں سے جنازہ مبارکہ پر پھول برسائے۔

اس دن بریلی کا سارا ٹریفک اور ساری دکانیں بند تھیں، ٹوپی والے سروں کے علاوہ کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ اللہ اللہ کر کے جنازہ ازہری گیسٹ ہاؤس محلہ سوداگران پہنچا۔ وہاں قبر مبارک تیار تھی، اس لیے بلا تاخیر قبر میں اُتارا گیا، پلنگ سے اقبال بھائی، سید کیفی، محمد یوسف، راقم السطور عاشق حسین کشمیری اور کچھ اور لوگوں نے اُٹھا کر قبر تک لائے اور پھر حضور عسجد میاں، شہزادۂ امین شریعت و دامادِ تاج الشریعہ سلمان میاں اور دامادِ تاج الشریعہ برہان میاں نے اپنے ہاتھوں میں لے کر قبر کے اندر رکھا، پھر یہ تینوں لوگ قبر مبارک سے باہر آئے اور قبر کو بند کر کے مٹی دی گئی، اور فاتحہ خوانی کا سلسلہ شروع ہوا۔

حضور تاج الشریعہ کے روزمرہ معمولات:

بریلی شریف اور بیرون بریلی شریف میں حضرت کا یہ معمول رہتا تھا کہ فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد قصیدہ بردہ شریف اور ضروری وظائف پڑھ کر ناشتہ فرماتے، اور ڈرائنگ روم میں تشریف لاتے، ڈرائنگ روم میں زائرین سے ملاقات فرماتے، جن کو مرید ہونا ہوتا تھا انہیں مرید فرماتے، جو دُعاؤں کے لیے حاضر ہوتے، ان کے لیے دُعا فرماتے اور جو مدد کے لیے حاضر ہوتے، ان کی مدد فرماتے، تصدیق کے لیے حاضر ہوتے؛ ان فتوؤں کی تصحیح اور تصدیق فرماتے، اس کے علاوہ خود کوئی مستقل رسالہ املا کرواتے، یا اعلیٰ حضرت کے کسی رسالہ کی تعریب کرواتے، اور پھر اگر وقت اجازت دیتا تو کوئی کتاب سماعت فرماتے۔ یہ سلسلہ کوئی تقریباً ڈیڑھ بجے تک جاری رہتا۔ اس کے بعد حضرت غسل فرما کر ظہر کی نماز ادا فرماتے اور کھانا تناول فرما کر کچھ دیر آرام فرماتے۔

پھر عصر کے قریب اُٹھ کر چائے نوش فرماتے، اور نمازِ عصر سے فارغ ہو کر دلائل الخیرات شریف اور دیگر وظائف پڑھتے، یہاں تک کہ نمازِ مغرب کا وقت شروع ہوتا، مغرب کی نماز ادا کر کے آپ ڈرائنگ روم میں تشریف لاتے، اور لوگوں سے ملاقات فرماتے، خواہش مندوں کو داخل سلسلۂ قادریہ رضویہ فرماتے، اور جملہ ضرورت مندوں کے لیے دُعا فرماتے، پھر موقع پا کر کچھ تحریری کام کرتے یا کوئی کتاب سماعت فرماتے، عشا کا وقت شروع ہونے کے بعد نماز ادا فرماتے اور پھر کھانے کے لیے تشریف لے جاتے، اگر جلدی نیند آ جاتی تو سو جاتے ورنہ اکثر یہی ہوتا تھا کہ لیٹے لیٹے کتاب سنتے اور کافی دیر کے بعد کتاب سنتے سنتے سو جاتے۔ حضرت کی یہ زندگی کے ان آخری چند سالوں کا معمول تھا جب طبیعت میں کافی کمزوری آ چکی تھی۔

حضور تاج الشریعہ احادیث کریمہ کے مصداق:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجۡعَلُ لَهُمُ الرَّحۡمٰنُ وُدًّا (مریم:۹۶)

''بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے عنقریب ان کے لیے رحمان محبت کردے گا۔'' (کنزالایمان)

امام بخاری؛ حضرت ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اذا احب اللہ العبد نادی جبریل ان اللہ یحب فلانا فاحببه ، فیحبه جبریل ، فینادی جبریل فی اهل السماء ان اللہ یحب فلانا فاحبوه ، فیحبه اهل السماء ، ثم یوضع له القبول فی الارض .'' (بخاری)

مسلم شریف کے الفاظ یہ ہیں: دعا جبریل، فقال انی احب فلانا فاحببه ، فیحبّه جبریل، ثم ینادی فی السماء ، فیقول: ان اللہ یحب فلانا...... (مسلم)

یعنی جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو حضرت جبریل کو بلا کر فرماتا ہے: میں فلاں سے محبت کرتا ہوں، لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو، تو حضرت جبریل اس سے محبت کرتے ہیں، پھر حضرت جبریل آسماں میں ندا دیتے ہیں: بے شک اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت فرماتا ہے اس لیے تم بھی اس سے محبت کرو، تو آسمان والے اس (سے) محبت کرتے ہیں، پھر زمین میں وہ مقبولِ (انام) ہو جاتا ہے۔ انتہیٰ

ایک اور حدیث پاک میں ہے: عن مجاهد ان العبد اذا اقبل علی اللہ تعالی بقلبه اقبل اللہ عزوجل بقلوب المؤمنین الیه ۔ (حلیۃ الاولیاء: ۳۔۴۲)

یعنی جب بندہ اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ مومنوں کے دلوں کو اس کی طرف متوجہ فرماتا ہے۔

جب ہم حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ذات گرامی پر نظر ڈالتے ہیں تو آپ ہمیں اس حدیث پاک کے مصداق نظر آتے ہیں؛ بلکہ اس حدیث پاک کی چلتی پھرتی تصویر نظر آتے ہیں، ہم نے بڑے بڑے جلسوں میں دیکھا، بڑے اچھے اچھے مقررین اور شعرا اپنی جادو بیانی سے بھی لوگوں کو بارہ بجے کے

بعد جلسہ گاہ سے چلے جانے سے نہیں روک پاتے ہیں، مگر قربان جایئے حضور تاج الشریعہ کی مقبولیت پر، آپ کے رُخِ زیبا کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے ۲/۱/ بجے تو کیا پوری رات کوئی جلسہ گاہ میں ٹس سے مس نہیں ہوتا تھا، کبھی کبھی جلسہ گاہ پہنچنے میں ۲/ یا ۳/ بج جاتے تھے تو یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے تھے کہ اس وقت بھی مجمع کا وہ عالم ہے جو ۱۰/۱۱/ بجے ہوتا ہے۔

آپ کی تاریخ مہینہ دو مہینہ پہلے نہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ ہفتہ دس دن پہلے دی جاتی تھی، کہیں کہیں تو ایک دو دن پہلے بتایا جاتا تھا، مگر مجمع اتنا ہوتا تھا جیسے سال بھر سے اس کی تیاری چل رہی ہو۔ کبھی کبھی تو ایسے علاقوں میں جانا ہوتا تھا، جہاں لگتا تھا کہ گنے چنے لوگ ہی جلسہ میں آسکتے ہیں، مگر وہاں بھی جلسہ گاہ میں پہنچ کر دنگ رہ جاتے تھے کہ لوگوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر زیارت کے لیے کب سے بیتاب ہے۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے جلسہ گاہ میں پہنچنے کے بعد لوگوں کی نگاہیں آپ کے چہرۂ مبارک پر مرکوز ہو جاتی تھیں، کسی اور جانب اُٹھنے کا نام ہی نہیں لیتی تھیں، کہ جتنا وقت ملے آپ ہی کے پرنور چہرہ کی زیارت میں گزرے۔

آپ کے پرنور چہرہ کا ایمانی حسن و جمال اور اس کی زیارت کے لیے دیوانگی دیکھ کر ایک شاعر نے بے ساختہ کہا تھا اور سچ کہا تھا، اسی لیے زبان زَد خاص و عام ہو گیا۔

چہرہ لگے سہانا مرے ازہری میاں کا
ہر سنی ہے دیوانہ مرے ازہری میاں کا

عرب ہو یا عجم، مشرق ہو یا مغرب، ہم نے ہر جگہ لوگوں کی؛ ملاقات کرنے کے لیے دیوانگی دیکھی۔

حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ پر سرکار کا خاص انعام تھا جو ہمیں دور دور تک کسی اور میں نظر نہیں آیا، لوگ اپنے آپ کو مشہور کرنے کے لیے اور خوب صورت دکھائی دینے کے لیے نہ جانے کیا کیا ہتھکنڈے اپناتے ہیں، مگر آپ کے حسن و جمال اور مقبولیت کو دیکھ کر ہر ایک یہی کہتا تھا کہ یہ خدا داد مقبولیت ہے، جو ہر شہر اور ہر ملک میں یکساں نظر آتی تھی، بھرے مجمعوں اور بھری محفلوں میں کسی کو یہ نہیں پوچھنا پڑتا کہ ان میں تاج الشریعہ کون ہیں؟

مجھے یاد آتا ہے کہ پاکستان کے حضرت کے مرید سلیم میمن نے مجھ سے خود بیان کیا کہ ایک مرتبہ

حضرت پاکستان تشریف لا رہے تھے، ہم لوگ ایئر پورٹ استقبال کے لیے گئے، میں ایئر پورٹ میں اندر تک جانے کی کوشش کر رہا تھا کہ سیکیورٹی والے نے مجھے روکا کہ آگے نہیں بڑھ سکتے، میں نے کہا کہ میرے پیر و مرشد آرہے ہیں، وہ بولا: یہاں تو نہ جانے کتنے پیر آتے رہتے ہیں۔ میں نے کہا: مگر میرے پیر و مرشد لاکھوں میں ایک ہیں، اس نے کہا ٹھیک ہے، مجھے دکھانا۔ اگر ویسے نہیں ہوں گے جیسا تم نے کہا تو میں تم پر فائن لگا دوں گا۔ میں نے کہا: وہ جب آئیں گے تو دکھانے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی، اس کے بعد ہم انتظار کرنے لگے، تھوڑی دیر میں حضرت تشریف لائے تو یہی سیکیورٹی گارڈ جو یہ سب باتیں کر رہا تھا یہ پوچھے بغیر کہ تمہارے پیر و مرشد کون ہیں، دیوانہ وار حضرت کی دست بوسی کرنے لگا، اور لوگوں کو ہٹاتا تو در کنار اس کی نظریں حضرت کے چہرے سے نہیں ہٹ رہی تھیں۔

ایک اور حدیث پاک میں، سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: **اذا أحب اللہ عبدا اجعل حوائج الناس الیہ** یعنی جب اللہ عزوجل کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو لوگوں کی حاجتیں اس کی طرف کر دیتا ہے۔

اس حدیث پاک کو ذہن میں رکھتے ہوئے جب ہم حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے کاشانۂ اقدس پر نظر ڈالتے ہیں، بلکہ جہاں جہاں بھی آپ کا ورودِ مسعود ہوتا تھا؛ وہاں دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث پاک بھی مکمل طور پر آپ علیہ الرحمہ پر صادق آتی ہے۔

آپ کی گلی میں ہر وقت عقیدت مندوں کی بھیڑ لگی رہتی تھی، کوئی آپ کی زیارت کا مشتاق، کوئی اپنی بیماری سے پریشان، کوئی اپنی بیٹی کی شادی کا معاملہ لے کر، کوئی اپنی بیٹی کے ساتھ سسرالیوں کے برتاؤ کو لے کر، کوئی اولاد نہ ہونے سے اور کوئی نافرمان اولاد کو لے کر، کوئی اپنے روزگار کا مسئلہ لے کر، کوئی شادی کرنے کے لیے اسباب کو لے کر، کوئی اپنے شوہر کو لے کر، کوئی اپنی بیوی کو لے کر، کوئی اپنے اوپر کیے گئے جھوٹے مقدمہ کو لے کر، کوئی گھر بننے کی پریشانی لے کر، کوئی اپنی جان و ایمان کی حفاظت کے لیے دُعا کرانے کے لیے، کوئی جادو ٹونے اور کوئی برے اثرات سے پریشان؛ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے حضور حاضر ہو رہے ہیں، اور دُعا کروا رہے ہیں۔ کچھ دنوں میں واپس لوٹ کر کہتے ہیں، حضور! آپ نے دُعا فرمائی تھی ہمارا کام ہو گیا۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کسی کے لیے دُعا کرتے، تو کسی کے اوپر دَم فرماتے، کوئی پانی کی بوتل

لے کر دَم کرواتا، تو کوئی تیل کی شیشی لے کر، کوئی خیر و برکت کے لیے شادی میں استعمال ہونے والی چیزوں جیسے آٹا، چاول، گیہوں وغیرہ لے کر ان پر دَم کرواتا، کوئی پھلوں پر دَم کرواتا؛ وغیرہ وغیرہ۔

غرض اس در پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایسا کرم فرمایا تھا کہ یہاں سب کی جھولیاں بھر جاتی تھیں، اور سب کی پریشانیاں دور ہوتی تھیں۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی خدماتِ جلیلہ:

تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ نے سب سے پہلے تشنگانِ علوم نبویہ کو سیراب کرنے کے لیے مسندِ تدریس کو سنبھالا، اور اپنی درس گاہ سے بے شمار علما تیار کر کے لوگوں کی دینی رہنمائی کے لیے ملک کے طول و عرض میں پھیلا دیئے؛ ملک و بیرون ملک سے آئے ہوئے سوالات کے جوابات دینے کے لیے اور عقیدہ و عمل میں لوگوں کی صحیح رہنمائی کرنے کے لیے مرکزی دار الافتاء میں مسند افتا کو سنبھالا، اور ہزاروں فتاویٰ اپنے نوکِ قلم سے معرضِ تحریر میں لائے۔

مسلمانوں کے مختلف معاملات جیسے رویت ہلال کا اعلان، جمعہ و عیدین کا قیام وغیرہ کے لیے مرکزی دار القضاء قائم فرمایا، اس کے ساتھ مختلف شہروں میں قضاۃ کا تقرر فرمایا۔

مسلمانوں کو علمی فیضان سے مستفیض فرمانے کے لیے ماہنامہ ''سنی دُنیا'' کا اجرا فرمایا، جو ہر مہینے پوری آن بان کے ساتھ ہزاروں کی تعداد میں چھپ کر لوگوں تک پہنچتا ہے۔

مسلمانوں کے سیاسی مسائل کے حل کے لیے اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم کی قائم فرمودہ تنظیم جماعت رضائے مصطفیٰ کی باگ ڈور سنبھالی۔

جدید مسائل کے حل کے لیے ''شرعی کونسل آف انڈیا'' کو قائم فرمایا، جس کے تحت ہر سال فقہی سیمینار منعقد ہوتا ہے اور جدید مسائل کا حل پیش کیا جاتا ہے۔

تبلیغ دین کے لیے ملک و بیرون ملک کا سفر کیا، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج کروڑوں لوگ آپ کے دامن سے وابستہ ہیں، اور عالم یہ ہے کہ آپ جس طرف رُخ کرتے ہیں؛ آپ کے عقیدت مند ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں آنکھیں بچھا کر آپ کا استقبال کرتے ہیں۔

عالمی سطح پر اہل سنت و جماعت کے درمیان رابطہ پیدا کرنے کے لیے مختلف ملکوں خصوصاً عرب، شام، مصر، عرب امارات، یورپ، اور افریقہ کا سفر کیا، اور وہاں کے علما سے میٹنگ کر کے اور انہیں اپنے

یہاں دعوت دے کر اس رابطہ کو مضبوط فرمایا؛ ہر سال عرس رضوی کے موقع پر عرب ممالک کے علما کی آمد گواہ ہے۔ عالمی پیمانے پر اعلیٰ حضرت اور آپ کے عقیدت مندوں کے خلاف بدمذہبوں کی طرف سے پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کے ازالے کے لیے آپ نے ''مرآۃ النجدیہ'' اور ''الحق المبین'' جیسی کتابیں تصنیف فرمائیں، اور پھر اعلیٰ حضرت کے درجنوں تحقیقی رسائل کا عربی میں ترجمہ کر کے ان کو عالَم عرب کے علما تک پہنچایا، جس سے ایک فائدہ تو یہ ہوا کہ انہوں نے اعلیٰ حضرت کے تبحرِ علمی کا اقرار کیا، دوسرے یہ کہ بدمذہبوں کی سازشیں بے نقاب ہوئیں، اور ان کا اصلی چہرہ ان کے سامنے آیا، اور جب ان پر بدمذہبوں کی حقیقت واضح ہوگئی تو انہوں نے اپنا تحریری اور تقریری بیان کچھ اِس طرح دیا کہ: اعلیٰ حضرت اور ان کے عقیدت مندوں کا مسلک کوئی نیا مسلک نہیں بلکہ بدمذہبوں کے مقابلے میں 'سچی سنیت' کی پہچان ہے۔

یہ ساری خدمات دیکھ کر جامعہ ازہر (جہاں سے آپ نے تعلیم لی) نے آپ کو 'فخر ازہر ایوارڈ' دیا، جو آپ سے پہلے ہندوستان میں کسی کو نہیں دیا گیا۔

علاوہ ازیں جارڈن کی عالَم اسلام کی مؤثر ترین شخصیات کی چھان بین کرنے والی تنظیم نے جو فہرست مرتب کی؛ اُس میں ہندو پاک کی شخصیات میں آپ کا اسم گرامی پہلے نمبر پر ہے، اس کے علاوہ بھی اگر کسی کو کچھ دیکھنا ہو تو آپ کے درِ دولت پر حاضر ہوجائے، جہاں ہر وقت لوگ پروانہ وار پھرتے ہیں، جن میں علما و عوام، بیمار، پریشان حال، بے اولاد، بے روزگار، قرض دار، اور جن بچیوں کے رشتے نہیں آتے ہیں؛ غرض ہر طرح کے لوگ رہتے ہیں، اور اپنی مرادیں پاکر خوش حال گھر لوٹتے ہیں، یہ سب فیضان ہے سرکار اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم کا، جو ان کے سچے جانشین کے ذریعہ لوگوں تک پہنچ رہا ہے۔

مولیٰ تعالیٰ! حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے علمی اور روحانی فیضان کو عام سے عام تر فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلاۃ واکرم التسلیم

☆☆☆

عنایاتِ حضور مفتی اعظم

''مجھے حضور مفتی اعظم کی غلامی پر ناز ہے کہ نہ صرف انھوں نے اپنے دامنِ کرم میں لیا بلکہ میرا نام بھی ''محمد سعید'' حضرت نے ہی تجویز فرمایا اور علالت کے زمانے میں بھی بارہا ایسا ہوا کہ میں جب بھی بریلی شریف حاضر ہوا حضرت کے خادم حضرت ناصر میاں صاحب (ناصر چچا) یا بابو بھائی حضرت کو بتاتے کہ یہ 'سعید' یا 'سعید بھائی' بمبئی سے آئے ہیں۔ تو حضرت مسکرا کر فرماتے میں جانتا ہوں، پھر ارشاد فرماتے کہ ''اللہ سعید بنائے'' مجھے اپنے مرشد کے اس قول پر اس قدر بھروسہ اور اعتماد ہے کہ میں مرنے سے ایک ساعت پہلے ہی سہی نیک ضرور ہوجاؤں گا۔

حضرت کا کئی کئی روز ہمارے گھر میں قیام رہا کرتا تھا، جب حضرت کی واپسی ہوتی تو ہمارے دادا کہا کرتے تھے کہ: حضور کے جانے سے ہمارا گھر سونا ہوجاتا ہے، حضرت دُعائیں دیتے اور فرماتے کہ تمہارا گھر ہمیشہ شاد و آباد رہے گا۔ حضرت کی دُعاؤں کی برکت سے آج بھی الحمدللہ ہمارا پورا خاندان کسی کا محتاج نہیں ہے۔ اور سب خوش حال بھی ہیں۔ حضرت کی شفقتیں اس قدر تھیں کہ ایک بار میرے تایا جناب خلیل احمد رضوی صاحب سے فرمایا کہ ''میں تمہارا ہوں اور تم میرے ہو۔'' میرے تایا کے گھر میں ۱۴/سال بعد دوسری اولاد ہوئی جس کا نام حضرت نے محمد خالد رضا تجویز فرمایا، جو گھر میں شیخو کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ میری بھی پیدائش سے پہلے میرے والد ماجد جناب شفیع احمد رضوی صاحب نے حضرت سے عرض کیا کہ حضور دو لڑکیاں ہیں دُعا فرمائیں کہ اب لڑکا پیدا ہو، حضرت نے دُعا فرمائی جس کے بعد میری پیدائش ہوئی۔

ایک بار اماں (یعنی ہماری تائی) نے حضرت سے عرض کیا کہ حضور تعویذ عنایت فرمائیں، نہ معلوم اس دن حضرت کی کیا کیفیت تھی، جلال میں فرمانے لگے تعویذ تعویذ تعویذ! ارے میرے مریدوں کو تعویذ کی کیا ضرورت ہے، مگر جب بمبئی سے واپسی ہو رہی تھی تو تعویذ عنایت فرما دیا۔''

الحاج محمد سعید نوری

بانی و سربراہ رضا اکیڈمی ممبئی

[ماخوذ: مجلہ یادگارِ رضا، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی ۲۰۰۶ء]

رضا اکیڈمی ممبئی کی خدمات ۲۱-۲۰۲۰ء

(سالانہ اجمالی رپورٹ: ستمبر ۲۰۲۰ء تا ستمبر ۲۰۲۱ء)

تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے لیے الحاج محمد سعید نوری
اوران کے رفقا کی مثالی جدوجہد جاری

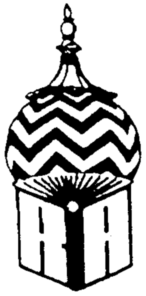

رضا اکیڈمی ممبئی کی خدمات ۲۱-۲۰۲۰ء

(ستمبر ۲۰۲۰ء تا ستمبر ۲۰۲۱ء)

ستمبر ۲۰۲۰ء

۲۷/ستمبر: رضا اکیڈمی کی بروقت اپیل پر نغمہ عشق کمال کی متنازع ویڈیو یوٹیوب سے ہٹائی گئی۔

۲۸/ستمبر: بلڈنگ حادثے میں شہدا کے لیے دُعاؤں کا اہتمام، رضا اکیڈمی کے وفد نے الحاج محمد سعید نوری کی قیادت میں بھیونڈی پہنچ کر مرحومین کو خراجِ عقیدت پیش کیا۔

اکتوبر ۲۰۲۰ء

یکم اکتوبر: بابری مسجد کے خاطیوں کی رہائی کے خلاف زبردست غم وغصہ، بابری مسجد بچاؤ کمیٹی، جمعیۃ الاسلام، رضا اکیڈمی سمیت ملی تنظیموں نے اس فیصلے کو غیر منصفانہ قرار دیا۔

۲/اکتوبر: کاروان 'کووڈ فری انڈیا' کی اجمیر شریف روانگی، بھیونڈی، کلیان اور بڑودہ سے بھی ایک ایک گاڑی کی کارواں میں شمولیت کی منصوبہ بندی: رضا اکیڈمی

۳/اکتوبر: کاروانِ غریب نواز (کووڈ فری انڈیا) الحاج محمد سعید نوری کی قیادت میں ممبئی سے اجمیر شریف کے لیے روانگی کے لیے تبادلۂ خیال۔

۴/اکتوبر: کووڈ سے نجات کے لیے کاروانِ غریب نواز اجمیر شریف روانہ، یہ کارواں خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے آستانے پر حاضری دے گا اور کووڈ ۱۹/کی خطرناک وبا سے نجات کے لیے دُعا کی جائے گی۔

۵/اکتوبر: کاروانِ غریب نواز ''کووڈ فری انڈیا'' کا احمد آباد میں شان دار استقبال۔

۷/اکتوبر: کووڈ کے خاتمے کے لیے شہزادۂ غریب نواز بابا فخر الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں دُعا ہوئی۔

۸؍اکتوبر: کاروانِ غریب نواز حضرت میراں داتار اونجھا شریف گجرات پہنچا: رضا اکیڈمی

۱۰؍اکتوبر: ہاتھرس کی بیٹی کو انصاف دو، زانیوں کو پھانسی دو، مسلم کونسل ٹرسٹ کی جانب سے بھنڈی بازار چوراہے پر خواتین کا احتجاج، مظاہرین نے یوپی کے وزیر اعلیٰ یوگی کو ڈھونگی قرار دیتے ہوئے نعرے لگائے۔

۱۱؍اکتوبر: امام احمد رضا خان کے ۱۰۲؍ویں سالانہ عرس میں شرکت کے لیے ممبئی سے 'کاروانِ رضا' بریلی روانہ۔

۱۲؍اکتوبر: دہلی بٹلہ ہاؤس علاقے میں ۶۵؍جھونپڑے منہدم، انہدامی کارروائی کے نتیجے میں بے گھر ہونے والوں سے رضا اکیڈمی اور فیضانِ مفتی اعظم چیریٹیبل ٹرسٹ کے ذمہ داران کی ملاقات۔

۱۳؍اکتوبر: عرس اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی

۱۴؍اکتوبر: رضا اکیڈمی کے زیر اہتمام ممبئی میں عرس اعلیٰ حضرت منایا گیا، جیسے جیسے دُنیا اعلیٰ حضرت کے علوم و فنون پر تحقیق وریسرچ کرتی جا رہی ہے، ان کے علوم و فنون کا دائرہ اور وسیع ہوتا جا رہا ہے: مفتی محمود اختر قادری

۱۵؍اکتوبر: رضا اکیڈمی کے محمد ناظم خان رضوی کو صدمۂ عظیم

۱۶؍اکتوبر: دہلی کے بٹلہ ہاؤس میں بے گھر کیے گئے خاندانوں میں راحتی اشیا کی تقسیم، رضا اکیڈمی۔
ضرورت مندوں کی مدد کرنا اسلامی طریقہ: الحاج محمد سعید نوری

۱۸؍اکتوبر: جلوس عید میلاد النبی ﷺ کی اجازت مانگنے پر پولیس نے ۱۴۹؍کا نوٹس دیا، پولیس اسٹیشن کی طرف سے ہو رہی زیادتی کو ہم ہرگز برداشت نہیں کریں گے: رضا اکیڈمی

۱۹؍اکتوبر: عید میلاد النبی ﷺ کی آمد پر بھنڈی بازار جنکشن ممبئی میں رضا اکیڈمی کی طرف سے ایک شاندار ہورڈنگ تقریباً ۱۴۰۰؍اسکوائر فٹ لگائی گئی۔

۲۰؍اکتوبر: یکم ربیع الاول کو جامعہ قادریہ اشرفیہ میں پرچم رسالت لہرایا گیا: رضا اکیڈمی

۲۱؍اکتوبر: عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس کے لیے اہم مشاورتی میٹنگ۔

۲۲؍اکتوبر: محسنِ انسانیت ﷺ کی آمد کا جشن خدمت خلق کے ذریعے منانے کا پروگرام، بلال مسجد میں منعقدہ میٹنگ میں شہر و مضافات کے علما کی شرکت، ہر قسم کی خرافات سے پرہیز اور کرونا سے بچاؤ

کے لیے احتیاطی تدابیر پر عمل کی تلقین۔

۲۳؍اکتوبر: جلوس عید میلاد النبی ﷺ کی اجازت نہ ملنے پر رضا اکیڈمی کی عدالت سے رجوع کی تیاری۔

۲۴؍اکتوبر: جلوس عید میلاد النبی ﷺ اور رسول اللہ ﷺ کے پیرہن مبارک کی زیارت کی اجازت دی جائے، سید معین میاں کی قیادت میں رضا اکیڈمی کے وفد کی ڈائرکٹر جنرل آف پولیس سبودھ کمار جیسوال کے ساتھ میٹنگ اور مطالبہ۔

۲۵؍اکتوبر: فرانس کی جانب سے اہانت رسول ﷺ کا سلسلہ بدستور جاری، مسلمانوں کے برداشت کا پیمانہ لبریز، فرانس کو منھ توڑ جواب دیتے ہوئے عاشقانِ رسول عید میلاد النبی ﷺ کو یومِ تحفظ ناموس رسالت کے طور پر منائیں: الحاج محمد سعید نوری

۲۶؍اکتوبر: حکومت کی گائیڈ لائن کے مطابق ممبرا میں بھی جلوس عید میلاد النبی ﷺ نکالا جائے گا۔

۲۷؍اکتوبر: فرانس کے خلاف مسلم دُنیا سراپا احتجاج، توہین رسالت کے حوالے سے صدر فرانس مائیکرون کا بیان دنیا کو مذہبی تشدد میں جھونکنے کے مترادف: الحاج محمد سعید نوری

۲۸؍اکتوبر: نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کے جرم میں فرانس کے خلاف فتویٰ جاری، فرانس سے سفارتی تعلقات منقطع کرنا، فرانسیسی اشیا پر پابندی تمام مسلم ممالک کے لیے ضروری: الحاج محمد سعید نوری

۲۹؍اکتوبر: شان رسالت ﷺ میں فرانس کی گستاخی کے خلاف ممبئی کے مسلمانوں کا غصہ ظاہر ہوا، علمائے اہل سنت نے بھنڈی بازار ممبئی جنکشن پر زبردست احتجاج کیا: رضا اکیڈمی

۳۱؍اکتوبر: پابندیوں کے باوجود عید میلاد النبی ﷺ پر جوش وخروش، پورے مہاراشٹر میں جگہ جگہ علامتی جلوس محمدی نکالے گئے، عاشقانِ مصطفیٰ نے ''گائیڈ لائن'' کا خاص خیال رکھا۔

۳۱؍اکتوبر: شان رسالت مآب ﷺ میں گستاخی کے مجرموں پر سخت کارروائی کا مطالبہ، علما نے وزارتِ خارجہ کو مسلمانوں کی نمائندگی کی بجائے فرانس کی ہاں میں ہاں ملانے کو افسوسناک قرار دیا۔

نومبر ۲۰۲۰ء

یکم نومبر: رضا اکیڈمی پر پابندی کا مطالبہ تعصب۔ گستاخِ رسول کی پوری زندگی مذمت کرتے رہیں گے:

۳؍نومبر: رضا اکیڈمی پر پابندی لگانے کی مانگ کرنے والوں کے ناپاک عزائم خاک میں مل جائیں گے: علماے اہل سنت گوونڈی

۳؍نومبر: حکومت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے والی تحریک کا نام رضا اکیڈمی ہے: مفتی محمد منظرحسن

۳؍نومبر: رضا اکیڈمی ہندوستانی مسلمانوں کی نمائندہ مذہبی تنظیم ہے، اس کے خلاف بکواس ناقابلِ برداشت ہے: عمدۃ العلماء علامہ عبدالرحیم خان قادری

۴؍نومبر: ۱۳۰؍سال بعد اسلام جمخانہ میں تاش پر پابندی، اسلام جمخانہ کے چیئرمین جناب ایڈوکیٹ یوسف ابراہانی کا اقدام لائق مبارکباد: الحاج محمد سعید نوری

۶؍نومبر: ہم اپنے سروں کو ناموس رسالت پر قربان کردیں گے، رحمت عالم ﷺ کی پاکیزہ سیرت عام کرنے کی ضرورت، خطیب شہر۔ اقوام متحدہ ناموس رسالت پر عالمی قانون بنانے کی قرارداد پاس کرے: الحاج محمد سعید نوری

۷؍نومبر: فرانسیسی صدر کے ٹیوٹر اکاؤنٹ کو بلاک کروانے کے لیے ٹیوٹر پر رپورٹ کرنے کو ایک تحریک کی شکل دی جائے: رضا اکیڈمی

۸؍نومبر: ’’تحفظِ ناموس رسالت ﷺ‘ کے لیے علماے اہل سنت ٹیوٹر پر ہوئے سرگرم: رضا اکیڈمی

۱۳؍نومبر: چین میں انسانیت سوز مظالم کے خلاف رضا اکیڈمی کا احتجاج، چینی حکومت صدیوں سے آباد مسلمانوں کی نسل کشی اور مذہبی حقوق کو پامال کررہی ہے: الحاج محمد سعید نوری

۱۶؍نومبر: مساجد کھلنے پر مسلمان دو رکعت نفل نمازِ شکرانہ ادا کریں: الحاج محمد سعید نوری

۱۸؍نومبر: چین کے خلاف علماے اہل سنت نے زبردست محاذ کھولا، اپنے گھر میں پیدا ہونے والے بچوں کا نام سرکار کے نام اقدس پر ’’محمد‘‘ رکھا جائے: الحاج محمد سعید نوری، رضا اکیڈمی

۲۱؍نومبر: راج بھون کی مسجد میں صرف ۵؍سے ۷؍لوگوں نے ہی نماز جمعہ ادا کی، گورنر آف مہاراشٹر سے عام مسلمانوں کے لیے مسجد کھولنے کی اپیل: رضا اکیڈمی

۲۲؍نومبر: رضا اکیڈمی نے مہاراشٹر کے گورنر بھگت سنگھ کوشیاری کو مکتوب روانہ کیا، پچھلے پچاس سالوں سے عام مسلمان راج بھون کی مسجد میں نماز ادا کررہے ہیں، پابندی لگانے سے نفرت کو بڑھاوا ملے گا: الحاج محمد سعید نوری

۲۵؍نومبر: جلوس غوثیہ کے تعلق سے علما کے ایک وفد کی ممبئی کے اعلیٰ افسران سے ملاقات، کرونا وَبا کے پیش نظر ممبئی پولیس کی جانب سے جلوسِ غوثیہ کی مشروط اجازت سے ہم خوش ہیں: الحاج محمد سعید نوری

۲۷؍نومبر: ۲۶/۱۱؍دہشت گردانہ حملوں کی ۱۲؍ویں برسی، زبردست احتجاج، مینارہ مسجد کے باہر رضا اکیڈمی کا دہشت گردی کے خلاف مظاہرہ، دہشت گردوں کو پھانسی دینے کا مطالبہ، حافظ سعید، مسعود اظہر ودیگر ہندوستان کے گنہگاروں کو ہمارے حوالے کرو: الحاج محمد سعید نوری

۲۹؍نومبر: ناموسِ رسالت ﷺ کی پہرے داری صرف خوش نصیبوں کے حصہ میں آتی ہے، مسلمان دُنیا میں امن پسند قوم اور اسلام امن کا مذہب ہے، وہ ہرلمحہ امن کو پسند کرتا ہے، جس کا درس پیغمبر امن و رحمت ﷺ نے دیا: الحاج محمد سعید نوری

۳۰؍نومبر: مصیبت زَدوں کی خدمت اسلامی تعلیم کا اہم حصہ ہے: الحاج محمد سعید نوری

دسمبر ۲۰۲۰ء

یکم دسمبر: مالیگاؤں حادثہ متاثرین کے مکانات کی دوبارہ تعمیر کا سنی جمعیۃ العلماء اور رضا اکیڈمی نے بیڑا اُٹھایا، مصیبت زَدوں کی خدمت اسلامی تعلیم کا اہم حصہ ہے: الحاج محمد سعید نوری

۳؍دسمبر: بابری مسجد کی شہادت پر ممبئی میں یومِ سیاہ منانے کی اپیل: رضا اکیڈمی

۴؍دسمبر: سعودی عربیہ کی اسرائیل نوازی پر رضا اکیڈمی سراپا احتجاج، بیت المقدس اور فلسطینیوں کو نظر انداز کرنا سعودی عربیہ کو مہنگا پڑے گا: الحاج محمد سعید نوری

۶؍دسمبر: بابری مسجد کی ۲۸؍ویں برسی پر، مسلم تنظیموں کا اہم دن منانے اور رضا اکیڈمی کا اذان دینے کا اعلان

۷؍دسمبر: بابری مسجد شرعی اعتبار سے قیامت تک مسجد ہی رہے گی، ہندوستان کا مسلمان ۶؍دسمبر کے سیاہ

دن کو کبھی فراموش نہیں کر سکتا: رضا اکیڈمی

۹؍دسمبر: جو کسان مخالف قانون بنایا گیا ہے ہم اس کی مذمت کرتے ہیں اور کسانوں کی حمایت کرتے ہیں: الحاج محمد سعید نوری

۱۱؍دسمبر: عالمی یومِ حقوقِ انسانی پر چینی قونصلیٹ کے باہر رضا اکیڈمی کا احتجاج، چینی ایغور مسلمانوں پر ظلم کے خلاف احتجاج کرنے والے رضا اکیڈمی کارکنان کو حراست میں لیا گیا۔

۱۴؍دسمبر: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں گستاخی کا ملزم امیش دیوگن عدالت میں رُسوا، ملک بھر میں تمام ایف آئی آر کو خارج کرنے والی عرضی سپریم کورٹ نے مسترد کر دی، رضا اکیڈمی ممبئی نے جناب ایڈوکیٹ رضوان مرچنٹ کے اعزاز میں استقبالیہ رکھا: الحاج محمد سعید نوری

۱۵؍دسمبر: قرآن پاک کی توہین ہرگز برداشت نہیں کی جائے گی: الحاج محمد سعید نوری

۱۶؍دسمبر: ممبئی میں دوسرے سالانہ عرس سراج ملت کا شاندار آغاز، حضور سراجِ ملت کے بعض وہ تاریخی کارنامے ہیں جنھیں کبھی بھلایا نہیں جا سکتا: الحاج محمد سعید نوری

۲۷؍دسمبر: عشق رسول ﷺ مسلمانوں کے لیے سرمایۂ ایمان ہے، بھیونڈی میں منعقدہ میٹنگ بنام ’تحفظِ ناموس رسالت‘ سے الحاج محمد سعید نوری کا خطاب۔

۳۱؍دسمبر: ڈبلیو ایچ او نیویارک امریکہ کے نام رضا اکیڈمی کا مکتوب، کووڈ ویکسین میں شامل اجزا پر فوراً جواب دیں۔

☆☆☆

جنوری ۲۰۲۱ء

۴؍جنوری: ملک میں بنی کووڈ ویکسین کو سرکاری منظوری قابل ستائش: سعید نوری

۶؍جنوری: خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں گستاخی کرنے والے کے خلاف سخت کارروائی کا مطالبہ، رضا اکیڈمی کے وفد کی ایڈیشنل پولیس کمشنر سے ملاقات، کمشنر نے فوراً کارروائی کے لیے ماتحت عملہ کو حکم دیا

۸؍جنوری: حکومت برطانیہ اور حکومت ہند فلم خاتون جنت پر پابندی عائد کرے: محمد سعید نوری

۹؍جنوری: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں گستاخی سے سارے طبقوں میں سخت ناراضی، مرکزی اور صوبائی حکومتیں مذہبی رہنماؤں کی عظمت وشان پر واضح تعزیرات وضع کریں: محمد سعید نوری

۱۰؍جنوری: برطانیہ میں بنائی گئی فلم خاتون جنت اور بھارت میں خواجہ غریب نواز کی شان میں گستاخی کے خلاف ممبئی میں ”تحفظِ ناموس رسالت کانفرنس“ جلد منعقد ہوگی: رضا اکیڈمی

۱۵؍جنوری: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں گستاخی کے خلاف رضا اکیڈمی اکولہ کا صدر جمہوریہ ہند کو مکتوب۔

۲۴؍جنوری: سوشل میڈیا پر توہین آمیز تصاویر ویڈیو لوڈ کرنے پر ملک کا سائبر سیل، انتظامیہ اور خفیہ ایجنسیاں الرٹ رہے: رضا اکیڈمی

۲۶؍جنوری: اہانت رسول ﷺ اور امہات المؤمنین کی شان میں گستاخی کے خلاف ممبئی میں غم وغصہ، رضا اکیڈمی کی جانب سے گوونڈی پولیس اسٹیشن میں ایف آئی آر درج کرانے کی کوشش۔

۲۹؍جنوری: ناموس رسالت پر پہرے داری کے لیے ”تحفظِ ناموس رسالت بورڈ“ کا قیام، ہر پارلیمنٹری حلقے میں بورڈ کا رکن نامزد کیا جائے گا: الحاج محمد سعید نوری

فروری ۲۰۲۱ء

۳؍فروری: طاہرہ مسجد کے قانونی ہونے کے ثبوت وشواہد موجود ہیں، الحاج محمد سعید نوری نے بتایا کہ پچاس سال سے موجود مدرسہ گلشن احمد رضا، طاہرہ مسجد میں پنج وقتہ نماز، جمعہ وعیدین کا اہتمام ہوتا ہے، ہم اس مسجد کو بچانے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔

۶؍فروری: اورنگ آباد سے تحفظ ناموس رسالت ﷺ مہم کا آغاز، دُنیا بھر کے عاشقانِ رسول حرمتِ مصطفیٰ کی پہرہ داری کے لیے اُٹھ کھڑے ہوں: سعید نوری

۸؍فروری: بزرگوں اور بڑوں کی شان میں گستاخی سے نفرت پھیلتی ہے، ناندیڑ میں ’تحفظِ ناموس رسالت ﷺ بورڈ‘‘ کی کامیاب میٹنگ سے الحاج محمد سعید نوری کا خطاب۔

۹؍فروری: ناموسِ رسالت ﷺ کے مقدمات لڑنا ہمارے لیے باعث فخر ہوگا: رضا اکیڈمی

۱۳/فروری: بی بی سی نیوز ہندی کی شانِ رسالت میں گستاخی پر مسلمانوں میں سخت ناراضی: الحاج محمد سعید نوری

۱۴/فروری: حکومت قرآن کی آیات حذف کرتی ہے تو پوری دُنیا میں آگ لگ جائے گی!! رضا اکیڈمی ممبئی کے زیر اہتمام 'تحفظ ناموس رسالت' کانفرنس میں شاہی امام مفتی مکرم احمد کا شدید غم وغصہ

یکم فروری: جالنہ میں حضرت سید احمد شیر سوار کے ۷۴۳/ویں عرس پر تحفظ ناموس رسالت ﷺ کانفرنس: سربراہ رضا اکیڈمی

۱۸/فروری: حضور اکرم ﷺ سے منسوب خیالی خاکہ بی بی سی نے سائٹ سے ہٹا دیا، علماے رضا اکیڈمی اور تحفظِ ناموس رسالت بورڈ کی کامیاب کوشش

۲۰/فروری: تحفظِ ناموس رسالت ﷺ کو ایک تحریک کے طور پر ہر طرف پھیلایا جائے گا: الحاج محمد سعید نوری

۲۱/فروری: بی بی سی ہندی نے گستاخانہ خاکہ پر مسلمانوں سے مانگی معافی، مراٹھواڑہ کے مسلمانوں نے بانی رضا اکیڈمی الحاج محمد سعید نوری کے جرأت مندانہ اقدام پر زبردست استقبال کیا۔

۲۲/فروری: کالاگھوڑا جنکشن انسانیت کے قاتل سے منسوب نہ کیا جائے: الحاج محمد سعید نوری

۲۴/فروری: مشترکہ لیڈران اور رضا اکیڈمی کی جدوجہد رنگ لائی، سابق اسرائیلی وزیر اعظم (شمعون پیریز) کے نام سے چوک کی افتتاحی تقریب عین وقت پر منسوخ۔

۲۵/فروری: الحاج محمد سعید نوری، عارف نسیم خان کے ساتھ اقبال سنگھ چہل کی میونسپل کمشنر سے ملاقات، کسی غیر ملکی کے نام پر ممبئی سمیت بھارت میں کہیں بھی چوک یا محلے کا نام رکھنا غیر قانونی: رضا اکیڈمی

مارچ ۲۰۲۱ء

۲/مارچ: مالیگاؤں میں تحفظِ ناموس رسالت بورڈ کا قیام، آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء مالیگاؤں کی جانب سے حاجی یوسف الیاس نے الحاج محمد سعید نوری کو 'محافظِ ناموس رسالت ایوارڈ' پیش کیا۔

۶/مارچ: گئو شالہ روڈ ملنڈ ممبئی کی رضا جامع مسجد کا الحاج محمد سعید نوری نے دورہ کیا، مساجد کا تقدس

پامال ہونے سے بچانا ہر مومن کا مذہبی فریضہ ہے: الحاج محمد سعید نوری

۷/مارچ: شانِ رسالت میں گستاخی پر سنت ایتی نرسنگھانند کو فوراً گرفتار کیا جائے: الحاج محمد سعید نوری

۸/مارچ: ۱۳/مارچ کو "تحفظِ ناموس رسالت بورڈ" کی دہلی میں شاندار کانفرنس کی منصوبہ بندی، الحاج محمد سعید نوری کی سرپرستی میں دہلی کے علاوہ دیگر علاقوں میں بیداری مہم

۹/مارچ: ۱۳/مارچ کو دہلی میں تحفظِ ناموس رسالت ﷺ کی تیاریاں آخری مراحل میں، قائد اہل سنت الحاج محمد سعید نوری صاحب کی قیادت میں 'تحفظِ ناموس رسالت بورڈ' کے اراکین یوپی کے دورہ پر۔

۱۲/مارچ: تحفظِ ناموس رسالت بورڈ کے سپہ سالار الحاج محمد سعید نوری کا دہلی میں شاندار استقبال

۱۲/مارچ: گستاخ رسول ﷺ کے خلاف ایف آئی آر درج کی جائے، رضا اکیڈمی بلڈانہ نے پولیس سپرنٹنڈنٹ اور کلکٹر کو میمورنڈم پیش کیا۔

۱۳/مارچ: اللہ تعالیٰ کے کلام قرآن مجید میں ایک زیر زبر کی بھی تبدیلی ناممکن، وسیم رضوی کو ملک میں دو تفرقہ پھیلانے کے جرم میں فوراً گرفتار کیا جائے: الحاج محمد سعید نوری

۱۴/مارچ: وسیم رضوی کے خلاف رضا اکیڈمی کا احتجاجی جلسہ، ۱۳/مارچ کو تحفظِ ناموس رسالت کانفرنس کے عنوان سے منعقد اجلاس میں ملک بھر کے علماے عظام نے شرکت کی۔

۱۵/مارچ: وسیم رضوی فتنہ پر حکومت کارروائی کرے، رضا اکیڈمی کی 'تحفظِ ناموس رسالت کانفرنس' میں علماے عظام کا پرزور مطالبہ۔

۱۶/مارچ: ممبئی پہنچنے پر الحاج محمد سعید نوری صاحب کا باندرہ ٹرمینس پر زبردست استقبال: رضا اکیڈمی

۱۸/مارچ: وسیم رضوی کی سپریم کورٹ میں قرآن پاک کی ریٹ پٹیشن کو خارج کروانے کے لیے دستخطی مہم چلائی جائے گی: رضا اکیڈمی

۱۹/مارچ: وسیم رضوی کی سپریم کورٹ میں قرآن پاک کی رٹ پٹیشن کو خارج کروانے کے لیے درگاہ عبدالرحمٰن شاہ بابا، ڈونگری ممبئی کے باہر دستخطی مہم کا آغاز: رضا اکیڈمی ممبئی

۱۹/مارچ: ملعون وسیم رضوی کے خلاف رضا اکیڈمی کی کامیاب دستخطی مہم، ملک بھر کے امن پسند شہریوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، ایک وسیم لعنتی چھوڑ کر وطن کا ایک سو چالیس کروڑ انسان ہندوستان کے وقار،

یکجہتی کو ترجیح دیتا ہے، عدالت عظمیٰ زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھے: الحاج محمد سعید نوری

۲۰؍مارچ: وسیم رضوی کی سپریم کورٹ میں پٹیشن کے خلاف شہر و مضافات میں رضا اکیڈمی کی دستخطی مہم میں شہریوں نے حصہ لیا۔

۲۱؍مارچ: وسیم رضوی کا منصوبہ خاک میں مل جائے گا، عشرۂ تحفظ قرآن منایا جائے گا: الحاج محمد سعید نوری

۲۱؍مارچ: مخارج کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کو مساجد میں فروغ دینے کی کوشش، رضا اکیڈمی کے دفتر میں قرا کی میٹنگ، جلد ہی قراءت قرآن کنونشن بلانے کی تیاری، مساجد میں قراءت کی تربیت کے خصوصی اہتمام پر زور۔

۲۳؍مارچ: تحفظِ ناموس رسالت کے لیے ہم ہر قربانی دینے کو تیار ہیں: الحاج محمد سعید نوری

۲۴؍مارچ: عظمت رسول ﷺ پر پہرے داری ہر مسلمان پر لازم ہے: الحاج محمد سعید نوری

۲۵؍مارچ: پیغمبر اسلام ﷺ کے گستاخوں کو دستور ہند کے مطابق سزا دلوائی جائے گی: الحاج محمد سعید نوری

۲۷؍مارچ: اہم مسائل پر ایڈیشنل پولیس کمشنر سے رضا اکیڈمی وفد کی ملاقات۔

۲۸؍مارچ: ہم پیغمبر اسلام ﷺ اور قرآن مجید کی توہین ہرگز برداشت نہیں کریں گے: الحاج محمد سعید نوری

۳۱؍مارچ: حاجی ملنگ میں شر انگیزی کے خلاف تھانہ کمشنر سے رضا اکیڈمی وفد کی ملاقات۔

اپریل ۲۰۲۱ء

۴؍اپریل: شانِ نبوت میں گستاخی پر نرسنگھا نند سرسوتی کے خلاف ایف آئی آر، ایسے معاملوں کی روک تھام کے لیے حکومت مہاراشٹر سے سخت قانون بنانے کی سفارش کی جائے گی: رضا اکیڈمی وفد کو نگراں وزیر اسلم شیخ کی یقین دہانی

۸؍اپریل: مساجد کو لاک ڈاؤن سے مستثنیٰ رکھا جائے، رضا اکیڈمی کی قیادت میں مسلم نمائندہ وفد کی نگراں وزیر اسلم شیخ سے ملاقات، مثبت اقدامات کی یقین دہانی۔

۹؍اپریل: ملک کے امن و امان کو خراب کرنے والے گستاخ نرسنگھا نند کے خلاف سخت کارروائی کی جائے، رضا اکیڈمی نے کلکٹر اور ایس پی سے مطالبہ کیا۔

۱۲؍اپریل: قرآن کریم کے ایک زیر زبر کو بھی ہٹایا نہیں جا سکتا، ان شاء اللہ سپریم کورٹ میں ملعون وسیم رضوی ذلیل و رُسوا ہوگا: الحاج محمد سعید نوری

۱۳؍اپریل: بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا، مسلمانوں کے بے باک رہنما قائد ملت الحاج محمد سعید نوری

۱۳؍اپریل: مہاراشٹر کانگریس کے کارگزار صدر اور سابق وزیر عارف نسیم خان نے مطالبہ کیا کہ وسیم رضوی کے خلاف ۱۵۳؍اے کے تحت مقدمہ درج کر کے اسے فوراً گرفتار کیا جائے، اسی طرح گستاخ رسول، نرسنگھا نند بھی آئین ہند کے تحت ذلیل و خوار ہوگا: الحاج محمد سعید نوری

۱۳؍اپریل: وسیم رضوی کی پٹیشن خارج ہونے پر خوشی کا اظہار، نہ صرف پورے ملک بلکہ پوری دُنیا کے مسلمانوں کی دُعائیں رنگ لائیں: رضا اکیڈمی

۱۴؍اپریل: قرآن پاک میں تحریف و تبدیلی ناممکن: رضا اکیڈمی

۲۱؍اپریل: ۲۰؍اپریل کو پوری دُنیا میں عاشقانِ رسول نے عالمی یوم درود منایا: الحاج محمد سعید نوری

۲۸؍اپریل: دفتر رضا اکیڈمی پر وکلا حضرات کی میٹنگ میں کئی اہم فیصلے کیے گئے، پیغمبر اسلام ﷺ کی شانِ مبارکہ میں گستاخیاں ناقابلِ برداشت: رضا اکیڈمی

۳۰؍اپریل: عالمی وَبا کرونا وائرس کے مدِنظر پریشان حال لوگوں کی مدد قابلِ تحسین اقدام: الحاج محمد سعید نوری

مئی ۲۰۲۱ء

۸؍مئی: یوم تحفظ مسجد اقصیٰ و حرمین شریفین، ملک بھر میں رضا اکیڈمی کی اپیل پر مساجد اور خانقاہوں میں دُعاؤں کا اہتمام ہوا: الحاج محمد سعید نوری

۹؍مئی: مسجد اقصیٰ میں اسرائیلی فوجیوں کی اندھا دھند فائرنگ پر شدید برہمی، رضا اکیڈمی نے علما کی

میٹنگ بلاکر اس ظلم کی مذمت کی۔

۱۲رمئی: مسجد اقصیٰ کی بازیابی اور فلسطینیوں کے جان، مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کے لیے پوری دُنیا میں یوم دُعا کے اہتمام کی اپیل: الحاج محمد سعید نوری

۱۳رمئی: رضا اکیڈمی وفد کو اسرائیلی قونصلیٹ جانے سے روک دیا گیا، فلسطینی مسلمانوں کے لیے خصوصی دُعاؤں کا اہتمام

۱۸رمئی: اقوام متحدہ میں فلسطینی مسلمانوں کے جائز مطالبات کی حمایت کر کے بھارت نے اپنے قدیم آزادانہ موقف اور فلسطین کی تائید و حمایت کا سلسلہ برقرار رکھا، ہم حکومتِ ہند کے شکر گزار ہیں اور اُمید کرتے ہیں کہ مستقبل میں بھی بھارت اپنے اسی موقف پر قائم رہے گا: الحاج محمد سعید نوری

۱۹رمئی: دریدہ دہن سدرشن نیوز چینل کے خلاف ایف آئی آر درج، رضا اکیڈمی کا گنبد خضریٰ کی توہین کے مرتکب چینل کے خلاف احتجاج کا الٹی میٹم۔

۲۰رمئی: فلسطین میں نسل کشی، اسکول، اسپتال، میڈیا ہاؤس، اسلامی یونیورسٹی، کووڈ سینٹر پر اسرائیلی بمباری کھلی ہوئی دہشت گردی ہے، اسرائیل کو عالمی دہشت گرد قرار دیا جائے: الحاج محمد سعید نوری

۲۲رمئی: فلسطینیوں کے لیے اللہ کی مدد، روشن فتح ہوئی، اسرائیل کا غرور خاک میں ملا، رضا اکیڈمی نے فلسطینی شہدا کو ایصالِ ثواب کیا، بچوں میں مٹھائیاں تقسیم، ۲۳رمئی کو یوم تشکر: الحاج محمد سعید نوری

۲۴رمئی: امام احمد رضا خان عالم اسلام کی عبقری شخصیت کا نام ہے: الحاج محمد سعید نوری

۲۴رمئی: موجودہ جنگ میں فلسطینیوں کا خون بہا اسرائیل ادا کرے اور جو نقصانات ہوئے ہیں اس کی بھرپائی کرے: الحاج محمد سعید نوری

۲۵رمئی: بنگلہ دیشی پاسپورٹ میں 'سوائے اسرائیل' کے الفاظ نکالے جانے پر رضا اکیڈمی کا احتجاج

۲۷رمئی: شان رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں گستاخی کی سازش، رضا اکیڈمی وفد کی اڈیشنل کمشنر سے ملاقات، فلم محمد دی میسنجر آف گاڈ کو ویب سائٹ سے ہٹانے کا مطالبہ: رضا اکیڈمی

۳۰رمئی: ملعون وسیم رضوی کا (نعوذ باللہ) ۲۶رآیات ہٹا کر قرآن پاک شائع کرنے کا دعویٰ، رضا اکیڈمی کی ہنگامی میٹنگ میں قانونی پہلوؤں پر غور و خوض۔

جون ۲۰۲۱ء

یکم جون: قرآن کریم میں تبدیلی کی کوشش کرنے والا خارج از اسلام ہے، مرتد وسیم رضوی کو پھانسی کی سزا دی جائے: الحاج محمد سعید نوری

۲رجون: ملعون وسیم رضوی کے خلاف یو اے پی اے، قانون لگایا جائے: رضا اکیڈمی

۸رجون: توہین آمیز آڈیو وائرل کرنے کے جرم میں یوٹیوب چینل پر بھی ممبئی پولس کمشنر نگرالے سخت کارروائی کریں: الحاج محمد سعید نوری

۱۳رجون: حکومت مہاراشٹر مہلوکین کے ورثا کو ۲۵/۲۵رلاکھ روپے، زخمیوں کو ۵/۵رلاکھ روپیہ راحتی پیکیج فوراً دے: الحاج محمد سعید نوری کا مطالبہ

۱۵رجون: صدر الشریعہ ''بہارِ شریعت'' کی فیض رساں صورت میں ہر گھر میں موجود ہیں: الحاج محمد سعید نوری

۱۷رجون: رضا اکیڈمی نے ملاڈ مالونی متاثرین کو راحت کا سامان پہنچایا اور پانچ پانچ ہزار روپے نقد بھی عطا کیے: الحاج محمد سعید نوری

۱۹رجون: وسیم رضوی کی گستاخیوں کے خلاف قانونی کارروائی کے لیے رضا اکیڈمی لگاتار کوشش کر رہی ہے: الحاج محمد سعید نوری

۲۰رجون: تحفظِ ناموس رسالت بل کو پارلیمنٹ میں منظوری کے لیے پیش کیا جائے، ملک کے امن و امان کو غارت کرنے پر مُصر مرتد وسیم رضوی کے خلاف سخت کارروائی ضروری: الحاج محمد سعید نوری

۲۰رجون: ملک میں مذہبی توازن بگڑنے اور امن کو شدید خطرہ لاحق ہونے پر وسیم رضوی کے خلاف سخت کارروائی کا مطالبہ: الحاج محمد سعید نوری

۲۲رجون: رضا اکیڈمی نے لکھنؤ پولیس کمشنر سے ملعون وسیم رضوی کو فوراً گرفتار کرنے کا مطالبہ کیا، قرآن کریم کی ۲۶رآیات کی حذف شدہ کاپیاں فوراً ضبط کی جائیں: الحاج محمد سعید نوری

۲۲رجون: ملعون وسیم رضوی کو گرفتار کر کے عبرتناک سزا دی جائے، رضا اکیڈمی کے تحت وسیم رضوی کے خلاف ملک گیر سطح پر پُرامن احتجاج جاری!

۲۵؍جون: رضا اکیڈمی کا نشے کے خلاف اعلانِ جنگ، ڈرگس مافیا کے گورکھ دھندے سے مسلم بستیاں اور مسلم نوجوان و بچے تباہ وبرباد: الحاج محمد سعید نوری

۲۶؍جون: نشہ مخالف تحریک میں علما وائمہ اور سوشل ورکر بلکہ ہر شعبہ کے افراد کو منظم ہونا پڑے گا: الحاج محمد سعید نوری

جولائی ۲۰۲۱ء

یکم جولائی: تحفظِ ناموس پیغمبر ﷺ بل اور پانچ فیصد مسلم ریزرویشن کو منظوری دی جائے ورنہ اسمبلی کا گھیراؤ اور جمہوری احتجاج ہوگا: الحاج محمد سعید نوری

۲؍جولائی: تحفظِ ناموس رسالت بل، مسلم ریزرویشن اور منشیات کے تعلق سے رضا اکیڈمی کے وفد کی وزیر داخلہ ولسے پاٹل سے ملاقات۔

۴؍جولائی: تحفظِ ناموس رسالت بل کو قانونی حیثیت دلانے کے لیے کوششیں تیز: رضا اکیڈمی

۵؍جولائی: پیغمبر محمد ﷺ بل پاس کرنے اور ریزرویشن دینے کا مطالبہ، بڑی تعداد میں علما کی شرکت، ان ہی مطالبات کے لیے آزاد میدان میں رضا اکیڈمی کا مشترکہ مورچہ

۶؍جولائی: رضا اکیڈمی نے پیغمبر محمد ﷺ بل اور مسلم ریزرویشن کے مطالبے کو لے کر آزاد میدان میں زبردست مظاہرہ کیا۔

۶؍جولائی: ہمارے مطالبات اگر پورے نہیں ہوئے، تو ہم ملک گیر احتجاج کریں گے: رضا اکیڈمی

۱۰؍جولائی: توہین رسالت ﷺ کے خلاف قانون کا مطالبہ کرنے والی برطانوی خاتون رکن پارلیمنٹ کو رضا اکیڈمی نے تہنیتی مکتوب بھیجا!

۱۳؍جولائی: تحفظِ ناموس رسالت بورڈ کا نورانی قافلہ اجمیر شریف روانہ: رضا اکیڈمی

۱۴؍جولائی: درگاہ اجمیر شریف سے ''پیغمبر محمد ﷺ بل'' کی منظوری کا مطالبہ ہوا: انجمن سید زادگان/رضا اکیڈمی

۱۵؍جولائی: راجستھان گورنمنٹ تحفظِ ناموس رسالت بل (پیغمبر محمد ﷺ بل) پاس کرے: الحاج

محمد سعید نوری

۱۶؍جولائی: دربار خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ سے پیغمبر محمد ﷺ بل پاس کرنے کا مطالبہ، ہندوستان کی تمام صوبائی حکومتوں سے عالمی تنظیم رضا اکیڈمی کی اپیل

۲۴؍جولائی: الحاج محمد سعید نوری صاحب کو 'تحفظِ ناموس رسالت' کے لیے کامیاب دورے پر محمد نوشاد قریشی نے رضا اکیڈمی آفس پہنچ کر مبارک باد پیش کی

۲۵؍جولائی: رضا اکیڈمی کی طرف سے سیلاب زدہ کوکن کے متاثرین کے لیے گیارہ لاکھ کی مالی امداد روانہ کرنے سے متعلق منصوبہ بندی۔

۲۶؍جولائی: عوام اہل سنت سے رضا اکیڈمی کی اپیل، ہم سیلاب متاثرین کی ہر ممکن مدد کریں گے، ان کے دُکھ میں ہم ان کے ساتھ کھڑے ہیں۔

۲۸؍جولائی: مالیگاؤں سے سنی جمعیۃ العلماء اور رضا اکیڈمی کا مشترکہ وفد کوکن روانہ، سید معین میاں اشرفی الجیلانی اور الحاج محمد سعید نوری کی سرپرستی میں سیلاب متاثرین کی امداد واعانت کی جائے گی۔

۲۸؍جولائی: کوکن سیلاب متاثرین کی بازآبادکاری اور جاں بحق افراد کے متاثرین کو حکومتِ مہاراشٹر معاوضہ دے: الحاج محمد سعید نوری

۲۹؍جولائی: کوکن، مہاراشٹر حکومت فوری طور پر توجہ دے کر بیماری اور وبا پھیلنے کے خطرے کو روکے: الحاج محمد سعید نوری

۳۰؍جولائی: مساجد سے کوکن سیلاب متاثرین کی مدد کا اعلان کیا جائے: رضا اکیڈمی

۳۱؍جولائی: ڈسٹرک مجسٹریٹ کے توسط سے یوگی آدتیہ ناتھ کو رضا اکیڈمی کا میمورنڈم

اگست ۲۰۲۱ء

یکم اگست: تحفظِ ناموس رسالت بل جب تک پاس نہیں ہوگا، ہماری جدوجہد جاری رہے گی: الحاج محمد سعید نوری

۲؍اگست: تحفظِ ناموس رسالت کے لیے ہم ہر قربانی دینے کو تیار ہیں: رضا اکیڈمی

۴؍اگست: حکومتِ ہند تحفظِ ناموس رسالت بل فوری طور پر پاس کرے: الحاج محمد سعید نوری

۷؍اگست: مذہبی پیشواؤں کی اہانت پر سخت سزا کا قانون بنایا جائے: رضا اکیڈمی کا مطالبہ

۷ راگست: دیوئی شریف میں گونجی تحفظِ ناموس رسالت بل کی آواز، حکومتِ ہند تحفظِ ناموس رسالت بل پاس کرے: الحاج محمد سعید نوری

۸ راگست: قرآن کریم کی بے حرمتی نا قابلِ معافی جرم، فلم 'نوارا سا' پر حکومتِ ہند فوری طور پر پابندی عائد کرے: الحاج محمد سعید نوری

۱۸ راگست: دفتر میں تحفظِ ناموس رسالت بورڈ کی میٹنگ میں مولانا یاسین اختر مصباحی کا اعلان، سوشل سائٹ پر ہونے والی ناپاک سازش کا منھ توڑ جواب دیا جائے گا: رضا اکیڈمی

۲۱ راگست: عرس علیمی کے موقع پر الحاج محمد سعید نوری کو مبلغِ اسلام ایوارڈ دیا گیا۔

۲۲ راگست: تحفظِ ناموس رسالت مہم کے تحت کانفرنس کا انعقاد، درگاہِ اعلیٰ حضرت پر علما کی پریس کانفرنس میں تحفظِ ناموس رسالت تحریک کے تحت محمد ﷺ بل پاس کرنے کا مطالبہ: رضا اکیڈمی

۲۳ راگست: تحفظِ ناموس رسالت قانون بنایا جائے، درگاہِ اعلیٰ بریلی شریف کا حکومتِ ہند سے مطالبہ، محافظِ ناموس رسالت محمد سعید نوری صاحب درگاہِ اعلیٰ حضرت بریلی شریف پہنچے۔

۲۴ راگست: مفتی اعظم صدی کے سب سے بڑے محافظ ناموس رسالت، اتر پردیش کی یوگی حکومت سے ناموس رسالت ﷺ بل فی الفور پاس کرنے کا مطالبہ۔

۲۶ راگست: چار ٹرک امدادی اشیا واسباب سیلاب سے متاثرہ کوکن کے لیے روانہ، خدمتِ خلق عظیم نعمت ہے: الحاج محمد سعید نوری

۲۷ راگست: لکھنؤ ہائی کورٹ میں وسیم رضوی کے خلاف رضا اکیڈمی کی پی آئی ایل۔

۲۸ راگست: اسلام اور پیغمبر اسلام پر کیے جانے والے ہر حملے کا جواب دیا جائے گا: الحاج محمد سعید نوری

۲۹ راگست: تحریک تحفظِ ناموس رسالت کو تقویت، جامعہ ملیہ یونیورسٹی اور جے این یو کی حمایت حاصل: الحاج محمد سعید نوری

ستمبر ۲۰۲۱ء

۲ رستمبر: رضا اکیڈمی کا ہفتۂ تحفظِ ختم نبوت شروع، سرکار دو عالم ﷺ کو ختم المرسلین نہ ماننے والا کھلا ہوا کافر و مرتد ہے: الحاج محمد سعید نوری

۲ رستمبر: رضا اکیڈمی کی جانب سے ۷ رستمبر تک 'تحفظ ختم نبوت' ہفتہ منایا جائے گا۔

۳ رستمبر: محافظ ناموس رسالت، الحاج محمد سعید نوری کا مراٹھواڑہ میں شان دار استقبال، مراٹھواڑہ اور ودربھ کے علما کا حکومتِ مہاراشٹر سے تحفظِ ناموس رسالت بل پاس کرنے کا مطالبہ۔

۴ رستمبر: تحفظِ ختم نبوت ہفتہ، رضا اکیڈمی کے زیر سرپرستی ریاست میں مہم، رضا اکیڈمی کی اپیل پر نمازِ جمعہ سے قبل ملک بھر کی مساجد میں ختم نبوت جیسے اہم عنوان پر خطاب۔

۵ رستمبر: بالا پور اکولہ میں سلسلۂ نقشبندیہ کی عظیم خانقاہِ نقشبندیہ میں الحاج محمد سعید نوری کا شان دار استقبال، لبیک یارسول اللہ کا نعرہ ہی ہماری پہچان ہے: الحاج محمد سعید نوری

۵ رستمبر: تحفظِ ناموس رسالت، تاجدارِ ختم نبوت ﷺ کی پہرے داری مہم جاری، لبیک یا رسول اللہ کا نعرہ ہی ہماری پہچان ہے: الحاج محمد سعید نوری

۶ رستمبر: ملک بھر میں ۷ رستمبر کو یوم تاجدارِ ختم نبوت ﷺ منانے کی اپیل: رضا اکیڈمی

۷ رستمبر: تاجدارِ ختم نبوت ﷺ کا چھٹا اجلاس ناسک کی شاہی مسجد میں منعقد ہوا، تحفظِ ناموس رسالت بل جب تک ملک کے ایوانِ بالا میں پاس نہیں ہوتا ہم خاموش نہیں بیٹھیں گے: الحاج محمد سعید نوری

۷ رستمبر: رضا اکیڈمی مالیگاؤں کی طرف سے ''تحفظ ختم نبوت ﷺ'' اجلاس سے مفتی اختر رضا خان مجددی ممبئی کا ایمان افروز خطاب۔

۸ رستمبر: فتنۂ قادیانیت کو ہم ملک میں پنپنے نہیں دیں گے، نبی ﷺ کی شان میں گستاخی ہرگز برداشت نہیں کریں گے: الحاج محمد سعید نوری

۹ رستمبر: لکھنؤ ہائی کورٹ نے وسیم رضوی کے خلاف پی آئی ایل خارج کی، رضا اکیڈمی سپریم کورٹ جائے گی: الحاج محمد سعید نوری

۱۰ رستمبر: کوکن سیلاب متاثرین میں رضا اکیڈمی ناندیڑ و تحفظِ ناموس رسالت ﷺ بورڈ شاخ ناندیڑ کی جانب سے ریلیف کی تقسیم

۱۲ رستمبر: نالاسوپارہ میں تحفظِ ناموس رسالت ﷺ و تاجدارِ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد، ''تحفظ ناموس رسالت بل'' پاس کروانا وقت کی اہم ضرورت: الحاج محمد سعید نوری

۱۶ رستمبر: ۱۸ رسال سے کم عمر لڑکا یا لڑکی کا اسلام قبول کرنا کیا جرم ہے؟ کوئی اپنی مرضی سے دائرۂ اسلام میں داخل ہو تو اسلامی اُصول کے منافی نہیں: الحاج محمد سعید نوری

☆☆☆